سب رس

(یعنی قصۂ حسن و دل)

تصنیف

ملّا وجہی

مرتبہ

ڈاکٹر مولوی عبدالحق

(مع مقدمہ و فرہنگ)

انجمن ترقی اردو
اردو روڈ۔ کراچی

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اُردو ۲۵۷/۳۱۲

اشاعت اول ۱۹۳۲ء
اشاعت دوم ۱۹۵۲ء
اشاعت سوم ۱۹۶۴ء
تعداد ایک ہزار
کتابت فیض الکتابت کراچی

قیمت
چھ روپے

(مطبوعہ انجمن پریس کراچی)

فہرست

حرفے چند	جمیل الدین عالی معتمد اعزازی ۔ انجمن ترقی اردو	۱
مقدمہ	بابائے اردو	۳
متن سب رس		۴۵
فرہنگ		۲۸۷

ابتدا میں بابائے اردو کا ایک مبسوط مقدمہ شامل ہے جو آج ایک اہم تحقیقی مقالے کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اہل نظر اس مقالے کی روشنی میں ''سب رس،، سے زیادہ لطف اٹھا سکتے ہیں ۔ یوں بھی کتاب کی نثر ایک عام قاری کو اردو زبان کے بڑے دلچسپ ابتدائی مناظر دکھاتی ہے لیکن اردو الفاظ اور اسالیب کے ارتقاء پر کام کرنے والوں کے لئے تو یہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے ۔ بطور خاص آج اردو ایک عظیم قوم کی قومی زبان بن چکی ہے اسکی اولین تصنیفات خصوصی توجہ اور تحقیق کی حقدار ہوگئی ہیں یہی وجہ ہے کہ سب رس آج تمام جامعات کے اردو شعبوں میں نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے ۔

اس تیسری اشاعت میں ہم نے کوشش کی ہے کہ غلطیاں بالکل نہ ہونے پائیں ۔ چھپائی روشن ہو اور قیمت بہت کم ہو ۔ اس گرانی کے زمانے میں کتابوں کی قیمتیں بھی بڑھادی گئی ہیں مگر انجمن کا پہلا مقصد علم پھیلانا ہے نفع کمانا نہیں ہے اس لئے اس کتاب کی قیمت مقرر کرنے میں اس نے اپنے نقصان کی پروا نہیں کی ۔

امید ہے کہ اردو پر نئے کام کرنے والے بطور خاص اس کتاب کی جدید اشاعت سے فائدہ اٹھائیں گے ۔

مقدمہ

از

بابائے اردو مولوی عبدالحق

کچھ ہی دنوں پہلے تک "ولی" اردو شاعری کا باوا آدم مانا جاتا تھا اور بعض کو اب بھی اس پر اصرار ہے۔ پرانی باتیں دل سے نکلتے ہی نکلتی ہیں۔ تحقیق سے اب یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ "ولی" سے بہت پہلے اردو کے بہت اچھے اچھے شاعر ہو گزرے ہیں۔ اسی طرح (اب تک اردو نثر کی پہلی کتاب "فضلی" سے منسوب کیجاتی تھی اور اس کی "کربل کتھا" اردو نثر کی پہلی کتاب سمجھی جاتی تھی۔ لیکن ابھی حال ہی میں معلوم ہوا کہ فضلی سے کہیں پہلے نثر میں بہت سی کتابیں لکھی گئی تھیں۔ مگر یہ وہ خفا میں تھیں۔ تحقیق و جستجو نے اب اُنھیں گمنامی سے نکالا ہے۔ انھیں میں سے ایک قابل قدر کتاب "سب رس" ہے۔)

ہر زبان میں (زمانے کے لحاظ سے) نظم کو نثر میں تقدم حاصل ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ لوگ پہلے اردو ناٹکوں کی طرح نظم ہی میں گا گا کر باتیں کرتے تھے، بلکہ اس سے یہ مطلب ہے کہ ادبی نظر سے پہلے نظم کہی یا لکھی گئی اور نثر لکھنے کا رواج بہت بعد میں ہوا۔

بات یہ ہے کہ انسان ابتدا میں زیادہ تر جذبات اور جبلّت کا تابع تھا۔ اب بھی جہاں کہیں تمدن نے اپنی پرچھائیں نہیں ڈالی وہاں لوگ جذبات کی پوٹ

معلوم ہوتے ہیں، عقل دیر میں آتی ہے اور مشکل سے آتی ہے۔ اور اس کا جذبات پر غالب آنا اور بھی مشکل ہوتا ہے۔ جذبات کا اظہار نظم ہی میں خوب ہوتا ہے۔ انسان انسان کا پہلا کلام گیت ہے۔ گانا اور ناچنا انسان کے ساتھ ساتھ پیدا ہوا ہے۔ فطرت میں ہر جگہ ناچ اور گانا نظر آتا ہے۔ موزونیت دونوں کی جان ہے، اور انسان کے اولین جذبات بے تکلفی اور سادگی سے انھیں کی بدولت ظاہر ہوتے۔ اور اب تک ہر قوم میں متمدن ہو یا غیر متمدن یہ اس کی مسرت اور لطف کا سامان ہیں، اور جب تک سائنس جذبات کو بالکل کچل کر اسے مشین کا پتلا نہ بنا دے یہ یونہیں رہیں گے اگرچہ اردو کا نشو و نما اس وقت ہوا جب کہ ملک اعلیٰ درجہ کا متمدن تھا، لیکن یہ فارسی اور ہندی کی پروردہ تھی۔ دونوں شاعری کی زبانیں ہیں۔ یہ بھی اسی رستے پر پڑی۔ اس کی ابتدا بھی نظم گیتوں سے ہوئی اور نثر بعد میں آئی۔ یہاں تک کہ بعض علمی کتابیں بھی نظم ہی میں لکھی اور یہی تقریباً ہر زبان میں ہوا ہے۔

"سب رس" کا مصنف "وجہی" ہے یہ عبداللہ قلی قطب شاہ کا درباری شاعر تھا۔ قطب شاہی بادشاہوں کے عہد میں دکنی یعنی قدیم اردو کو بہت فروغ ہوا۔ یہ علم و ہنر کے بڑے سرپرست تھے، شعراء اور علماء ان کے دربار کی رونق تھے۔۔۔۔۔ کے دربار کی رو۔ خود ان میں سے بعض بڑے پایہ کے شاعر ہوئے ہیں۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ (سنہ ۹۸۸ھ تا سنہ ۱۰۲۰ھ) کا ضخیم کلیات اسکی قادر الکلامی اور وسیع النظری پر دلالت کرتا ہے۔ اردو میں اس سے قبل کا ایسا پاکیزہ کلام دریافت نہیں ہوا ہے۔ اس کا بھتیجا اور جانشین محمد قطب شاہ (سنہ ۱۰۲۰ھ تا سنہ ۱۰۳۵ھ) بھی اردو کا بہت اچھا شاعر ہوا ہے۔ اور اس کا دیوان موجود ہے۔ اس کا جانشین عبداللہ قطب شاہ (۱۰۳۵ھ تا سنہ ۱۰۸۳ھ) بھی اپنے باپ دادا کی طرح اردو کا شاعر تھا اس کے عہد میں علم کا بہت چرچا تھا اور بعض بڑے بڑے فاضل اور شاعر اسکے دربار

سے تعلق رکھتے تھے۔ فارسی لغت کی مقبول اور مشہور کتاب برہان قاطع اسی کے عہد میں لکھی گئی۔ طب کی بعض کتابیں اسی زمانے کی تالیف ہیں اور اسی بادشاہ کے نام سے منسوب ہیں۔ ملا نظام الدین احمد نے حدیقۃ السلاطین اس کے حالات میں لکھی ہے۔ اس کے علاوہ اس عہد کے بہت سے علماء نے اپنی کتابیں اسی بادشاہ کے نام سے معنون کی ہیں۔ جس سے اس کی علم پروری اور علمی ذوق کا پتہ لگتا ہے۔ ملا غواصی مصنف سیف الملوک و بدیع الجمال اور ابن نشاطی مصنف پھول بن اسی کے دربار کے شاعر تھے یہ کتاب سب رس بھی وجہی نے عبداللہ قطب شاہ ہی کی فرمائش پر لکھی تھی۔ چنانچہ وہ خود اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتا ہے :۔

"سلطان عبداللہ، ظل اللہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، دشمن پرور، ثانی سکندر، عاشق صائب نظر، دل کے خطرے نے باخبر، . . . . صبا کے وقت بیٹھے تخت، یکایک غیب تے رمز پاکر دل میں اپنے لیا کچھ کمر، وجہی نادرمن کوں، دریا دل گوہر سخن کوں، حضور بلائے، پان دیئے، بہت مان دیئے۔ ہور فرمائے کہ انسان کے وجود میں کچھ عشق کا بیان کرنا، اپنا ناؤں عیاں کرنا۔ کچھ نشان دھرنا وجہی بھوگنی گن بھریا۔ تسلیم کر کر سر پہ ہاتھ دھریا۔ بھوت بڑا کام اندیشیا بھوت بڑی فکر کریا۔ بلند ہمتی کے باعث تے دانش کے میدان میں گفتار برسایا، قدرت کے اسراراں برسایا۔ بادشاہ کے فرمائے پر چنتیا تقطیع بتیا"۔

سب رس کے علاوہ میرے پاس وجہی کی دو کتابیں اور ہیں ایک تاج الحقائق یہ بھی نثر میں ہے۔ اور اس میں اخلاق و تصوف پر بعض مباحث ہیں اور "سب رس" کے بعض مقامات سے جہاں اس نے اس قسم کی بحثیں چھیڑ دی ہیں، بہت ملتے جلتے ہیں۔

دوسری ایک مثنوی "قطب مشتری" ہے۔ اس میں بادشاہ وقت ابراہیم قطب شاہ کے بیٹے سلطان قلی قطب کے عشق و محبت کا قصہ بیان کیا ہے۔ اس کا سنہ تصنیف جیسا کہ اس نے خود کتاب کے آخر میں بیان کیا ہے سنہ ۱۰۱۸ھ ہے۔ ایک بات البتہ سمجھ میں نہیں آئی کہ اس مثنوی میں وہ ہر جگہ اپنا نام "وجیہی" لکھتا ہے۔ البتہ اس مثنوی میں ایک عنوان کے یہ الفاظ ہیں "وجہی تعریف شعر خود گوید"، ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اس کے نہیں ہو سکتے، کسی دوسرے کے ہیں، لیکن "سب رس" میں جہاں کہیں اس کا نام آیا ہے وہاں "وجہی" لکھا ہے۔ کم سے کم اس کے پانچ نسخے میری نظر سے گزرے ہیں ان سب میں "وجہی" پایا گیا۔ حدیقۂ قطب شاہی میں جہاں اس کا ذکر سلطان عبداللہ قطب شاہ کے فرزند کی تاریخ ولادت کے ضمن میں آیا ہے وہاں صاف طور پر "وجیہی" لکھا ہوا ہے [۱]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے "وجہی" اور "وجیہی" دونوں طرح اپنا نام لکھا ہے۔ اس مثنوی میں ابراہیم قطب شاہ کی مدح اور سلطان قلی قطب شاہ کی ولادت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ گویا اس نے قطب شاہیہ خاندان کے چار بادشاہوں کو دیکھا تھا۔ اور یہ کتاب اس نے عبداللہ قطب شاہ کے دادا محمد قلی قطب شاہ کے آخر زمانے میں لکھی تھی "سب رس" کا سنہ تصنیف ۱۰۴۵ھ ہے۔ چنانچہ خاتمۂ کتاب پر لکھتا ہے "بارے جس وقت تھا ایک ہزار چہل و پنج، اس وقت ظہور پکڑیا یو گنج"۔ یعنے اس نے "سب رس"، مذکورہ مثنوی سے ۲۷ برس بعد لکھی۔ اس وقت اس کی عمر اچھی بڑی ہوگی، تعجب یہ ہے کہ اس نے اس کتاب میں کہیں مثنوی کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے شاعر ہونے میں شبہ نہیں۔ سب سے بڑی شہادت تو یہ مثنوی ہے۔ دوسری شہادت "حدیقۂ قطب" سے ملتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ "سب رس" میں بھی جا بجا اپنے اشعار اور غزلیں جا بجا نقل کرتا ہے۔ اب میں کتاب کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

---

[۱] وجیہی نے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے فرزند کے تولد ہونے پر یہ تاریخ کہی
"فتاب از آفتاب آمد پدید" (۱۰۴۱ھ)

یہ کتاب ادبی نظر سے قدیم اردو میں خاص اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ قصہ بھی عجیب ہے اور طرز بیان بھی عجیب۔ مصنف نے ایک عام اور عالمگیر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اور حسن و عشق کی کشمکش اور عشق و دل کے معرکے کو قصے کی صورت میں پیش کیا ہے۔ یہ بڑے مزے کا قصہ ہے اور کون ہے جو اس کوچہ سے ناآشنا ہو اور جس نے اس معرکہ میں چوٹ نہ کھائی ہو۔

"وجہی" نے کہیں اس کا ذکر نہیں کیا کہ یہ قصہ اسے کہاں سے ملا۔ دیباچہ پڑھنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گویا یہ اسی کی ایجاد ہے۔ اسی کے دماغ کی اپج ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ یہ پر لطف داستان سب سے پہلے محمد یحییٰ ابن سیبک فتاحی نیشاپوری نے لکھی۔ یہ نیشاپور علاقہ خراسان کے مشاہیر اور شاہرخ مرزا کے عہد میں۔ انتقال کی تاریخ سنہ ۸۵۲ھ ہے۔ تخلص فتاحی ہے۔ اس تخلص کے رکھنے میں بھی انھوں نے خاص جدت اور تکلف سے کام لیا ہے۔ یہ سیبک سے تراشا گیا ہے جو ان کے نام کا جز ہے۔ سیب کو عربی میں "تفاح" کہتے ہیں اور تفاح کو تقلیب کیا تو "فتاح" بنا اور اس سے "فتاحی" اپنا تخلص قرار دیا۔ اس کے علاوہ اسراری اور خماری بھی تخلص کرتے ہیں۔ تذکروں میں لکھا ہے کہ یہ بہت قابل اور قادر الکلام شاعر تھے۔ لیکن چونکہ طبیعت میں قناعت تھی اور دربار کی گوں کے نہ تھے۔ اس لئے ان کا کلام زیادہ مشہور نہ ہوا۔ علاوہ دیوان کے ان کی کئی تصنیفات ہیں ان میں سے ایک "دستور عشاق" یعنی حسن و دل کا قصہ ہے۔

دستور عشاق مثنوی ہے جس میں پانچ ہزار شعر ہیں۔ اس قصے کو مصنف نے "شبستان خیال" اور "حسن و دل" کے نام سے الگ الگ بھی لکھا ہے لیکن یہ دونوں دستور عشاق کے بعد لکھی گئی ہیں۔

حسن و دل جو بہت مشہور ہوئی نثر میں دستور عشاق کا خلاصہ ہے۔ اس کی نثر

مسجع اور مقفی ہے اور صنائع و بدائع کی اس میں خوب داد دی ہے۔ یہ کتاب یورپ میں تین بار چھپی اور ترجمہ ہوئی۔ سب سے پہلے آرتھر براون (ڈبلن) نے سنہ ۱۸۰۱ء میں ترجمہ کیا۔ دوسرا ترجمہ ولیم پرائس نے سنہ ۱۸۲۸ء میں شائع کیا اور سب سے آخر میں جرمن ڈاکٹر روڈالف دوراک نے وی اینا (VIENNA) اکاڈیمی کی روئداد (سنہ ۱۸۸۹ء، جلد ۱۱۸) میں مع ترجمہ کے شائع کیا۔ انگریزی کے دو ترجمے تو یہ نہیں ہیں، لیکن اس جرمن ڈاکٹر نے مختلف نسخوں کا مقابلہ کر کے کتاب پر عالمانہ اور تنقیدی مقالہ لکھا ہے اور قصے کا خلاصہ بھی لکھدیا ہے۔ اور ترکی شاعر لامعی (سنہ وفات ۹۳۸ھ یا ۱۵۳۱ء) کی داستان سے بھی جس نے اسے اپنی زبان میں لکھا ہے اس قصہ کا مقابلہ کیا ہے تین اور ترکی شاعروں نے بھی اس پر طبع آزمائی کی ہے۔ ایک تو آھی (سنہ وفات ۱۵۱۷ء) اور دوسرا "دائی" ہے جو سولھویں صدی عیسوی کے آخر میں ہوا ہے اور تیسرا "صدقی"۔ لامعی اور آہی کی کتابیں نثر میں ہیں اور صدقی کی نظم میں۔ آہی کی کتاب ناتمام ہے اور اس کی نثر نہایت درجہ مسجع و مقفی اور دقیق ہے۔ سوائے صدقی کے باقی سب نے قصے میں اپنی طرف سے بہت کچھ تصرف کیا ہے[لہ]۔

ہندوستان بھی اس سے خالی نہیں۔ عہد عالمگیری میں سنہ ۱۰۹۵ھ میں خواجہ محمد بیدل نے اس قصے کو پرتکلف نثر میں لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے یہ جدت کی ہے کہ قصے کے اشخاص کو خطابات بھی عطا فرماتے ہیں جس سے تمثیل کا لطف جاتا رہا ہے

مذکورہ بالا حالات میں نے مسٹر ڈی۔ ایس۔ گرین شیلڈس (آئی سی ایس) کی کتاب دستور عشاق کے مختصر دیباچے سے اخذ کئے ہیں جو انھوں نے جرمن ڈاکٹر کے مقدمے سے (جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) نقل کئے ہیں۔ مسٹر گرین شیلڈس نے اصل فارسی نسخہ ۱۹۲۶ء میں شائع کیا ہے۔

لہ ملاحظہ ہو ہسٹری آف اوٹومن پوئٹری مصنفہ گب جلد دوم صفحہ ۲۹۲ تا ۲۹۶

لیکن ہندوستان میں بھی حسن ودل کے نام سے اسی قصے کو ایک شاعر نے فارسی زبان میں نظم کیا ہے جس کا ذکر یوریپین مترجمون نے نہیں کیا اس کے مصنف داؤد ایلچی ہیں جنھوں نے اپنی مثنوی حسن ودل سنہ ۱۰۵۴ھ میں نظم کی۔ کتاب بمبئی یونیورسٹی کے کتب خانے میں ہے اردو میں بھی کئی شاعروں نے اسے نظم کیا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا

ھ کتاب کی وجہ تالیف یہ بیان کی گئی ہے کہ

بسے ہست منظوم افسانہا
بلطف عبارت چو دردانہا
زہر نکتہ سنجی در اطوار عشق
بطرزے کہ بنماید آثار عشق
ولے ایلچی با پریشان دلی
سرپر ز سودائے بے حاصلی
بری از تکلف بطرز غریب
ادا می کند قصۂ بس عجیب

کتاب کے آخر میں یہ اشعار ہیں اور پانچویں شعر میں سنہ تالیف مذکور ہے۔

نگو حمد اللہ کہ ایں گفت گو
بسر حد انجام آورد رو
دل وحسن گشتند از عشق شاد
گرفتند از دہم کمال مراد
نتائج از ایشاں بسے حاصل است
سنا شد کسے کہ بحق واصل است

(باقی حاشیہ صفحہ پر)

ان تمام مصنفوں نے اس قصے کے بیان کرنے میں خواہ نثر میں ہو یا نظم میں مولانا فتاحی سے خوشہ چینی کی ہے۔ گو ملا وجہی نے قصے کی اصل کی طرف کہیں اشارہ نہیں کیا۔ مگر دونوں کتابوں کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وجہی نے قصے کی واردات حرف بحرف فتاحی سے لی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی اضافہ کیا ہو تو یہ کہ جابجا پند و موعظت کا دفتر کھول دیا ہے جس کا اصل کتاب میں نام و نشان نہیں۔ ۱

میرا قیاس یہ ہے کہ وجہی کو فتاحی کی حسن و دل جو نثر میں ہے۔ ہاتھ لگ گئی تھی دستور عشاق اس کے نظر سے نہیں گزری تھی۔ اس کے کئی وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ)

یکے زاں نتائج بود ایں کتاب
کہ حسن و دلش نام شد از صواب
ز ہجر نبیٔ زکی در شمار
گزشتہ ہزار ست پنجاہ و چار
کہ ترتیب ایں نظم ترتیب دید
نکو داستانے باخر رسید

آخری دو شعر یہ ہیں۔

قلم رفتہ رفتہ بایں جا رسید
زسر گشتگیہائے خود آرمید
درود نبی گشت آخر کلام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

وجہی نے اپنی نثر میں اسی کا طرز اڑایا ہے اور مسجع و مقفیٰ عبارت لکھی ہے۔
دوسری وجہ ہے کہ جن امور کا ذکر دستور عشاق میں مفصل ہے اور نثر کو خلاصے میں سرسری یا برائے نام ہے ان کی تفصیل برائے نام بھی نہیں پائی جاتی۔ مثلاً جب حسن و دل کی شادی ہوتی ہے تو وہاں فتاحی نے دف و گل، چنگ و بنفشہ نرگس و کاسہ چینی کے بڑے پر لطف مناظرے ہوتے ہیں۔ نثر کی کتاب میں ان کا ذکر نہیں۔ سب رس میں بھی یہ نہیں پائے جاتے۔ اور اس تقریب میں قامت اور زلف اور دیگر امراء کی طرف سے جو دعوتیں اور مہمانداریاں ہوتی ہیں اس کا بھی کوئی مذکور نہیں۔ اور آخر میں جب گلشن رخسار میں خضر سے ملاقات ہوتی ہے تو وجہی نے صرف چند ہی سطروں میں ملاقات ختم کر دی اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ساری باتیں ہو جاتی ہیں اور زبان سے کسی کلمے کے ادا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن بخلاف اس کے دستور عشاق میں خضر دل کو ایک پر معنی اور پر معارف تلقین کرتا ہے۔ سب رس میں قصہ کا خاتمہ مگم بلکہ مبہم ہو کے رہ جاتا ہے۔ دستور عشاق میں فتاحی خضر کی زبان سے تمام اسرار کی حقیقت کھولتا ہے اور بتاتا ہے کہ "تو کیا ہے یا زدی؟ تو بہ اور زہد کون ہیں۔ نظر، ہمت، رقیب، قامت، زلف، وفا اور غیر سے کیا مطلب ہے۔ گلشن، رخسار اور شہر دیدار کیا ہیں اور عقل اور عشق کی کیا حقیقت ہے۔ غرض تمام تمثیل پر سے جو ہم پڑھتے آئے ہیں آخر میں مجاز کا پردہ اٹھا دیتا ہے اور حقیقت کا جلوہ دکھا دیتا ہے اور جن چیزوں کو ہم قصہ سمجھتے ہیں وہ معارف کے رنگ میں نظر آنے لگتی ہیں۔ اور اس ترکیب سے داستان کے تمام اسرار حل ہو جاتے ہیں۔
آب حیات جس پر قصہ کی بنیاد ہے اور جس کی آرزو میں تمام فتنے اور فساد برپا ہوتے ہیں اور طرح طرح کی آفتیں نازل ہوتی رہیں وہ سب رس میں آخر تک مگم سا رہتا ہے۔ اور یہ تمثیل کسی قدر ناقص اور تشنہ رہ جاتی ہے۔ دستور عشاق میں خضر نے اس گتھی کو بھی

بھی سلجھایا ہے اور تمثیل کی تکمیل بھی کر دی ہے۔ اگرچہ شروع میں ایک جگہ وہ آب حیات کے متعلق یہ کہتا ہے۔

بکف آبے کن از عین شریعت

کہ ایں است آب حیواں در حقیقت

لیکن فتاحی نے گلشن رخسار میں سرچشمہ فم کی نشاندہی کی ہے اور اس چشمے پر جو سبزہ اگا ہوا ہے اسے خضر سے تعبیر کیا ہے اور فم یعنی منہ ہی وہ جگہ ہے جہاں سخن پایا جاتا ہے۔ اور یہ سخن آب حیات ہے۔ وجہی نے بھی منہ ہی کو آب حیات کا چشمہ بتایا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے "وہ تماشہ دیکھتے دیکھتے رخسار کے گلزار میں آئے دہن آب حیات کا چشمہ پائے"۔ ہمت نے بھی یہی پتہ دیا تھا۔ مگر فتاحی نے اسے زیادہ صاف کر دیا ہے۔ وہ دہن کو چشمہ اور سخن کو آب حیات بتاتا ہے اور پھر اس کی تعریف میں یوں نغمہ زن ہوتا ہے۔

سخن روح اللہ پاکست در اسم

زحق القا شدہ او با مریم جسم

سخن دُر لیست از دریائے اعظم

سخن نوریست در مشکاۃ اعظم

سخن علم لدنی را نشان است

کہ از تعلیم علمہ البیان است

سخن آب حیات است از کرامت

کہ زو زندہ ست تا روز قیامت

اب اس کتاب (سب رس) کو حسن و دل کا فرزند ہونا سزاوار ہے جس پر قصے کا خاتمہ ہے۔

قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک طرف عقل اور عشق کا معرکہ ہے اور دوسری طرف دل اور حسن کا۔ عقل مغرب کا بادشاہ اور عشق مشرق کا۔ عقل کا ملک یونان (بقول وجہی سیستان) تھا۔ حسن عشق کی بیٹی ہے اور دل عقل کا فرزند ہے۔ بیٹا جب سیانا ہوا تو باپ (عقل) اسے شہر تن (بدن) کا والی بنا دیتا ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ دل کا مصاحب آب حیات کا قصہ پڑھ کر سناتا ہے۔

دل کو آب حیات کا ذکر سنکر اس کے حاصل کرنے کی دھن لگتی ہے اور اسکے پیچھے ایسا دیوانہ ہوتا ہے کہ کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ آخر اس کا جاسوس نظر اس کی تلاش میں نکلتا ہے اور رستہ میں اسے ایک خوش منظر اور خوش حال شہر نظر ملتا ہے جس کا نام عافیت اور اس کے بادشاہ کا نام ناموس ہے۔ وہ ناموس سے ملاقات کرتا ہے اور اپنے سفر کا مقصد بیان کر کے رہنمائی کا طالب ہوتا ہے ناموس کہتا ہے کہ آب حیات کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ فسانہ ہے۔ اصل آب حیات انسان کی آبرو ہے۔ نظر مایوس ہو کر آگے بڑھتا ہے۔ چلتے چلتے ایک عظیم الشان پہاڑ کے قریب پہنچتا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اسکا نام زاہد ہے اور ایک بڈھے زرق نامی کا آشیانہ ہے۔ اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آب حیات کا پتہ پوچھا اس نے کہا کہ آب حیات دنیا میں کہاں وہ تو بہشت میں ہے۔ ہاں اگر اس کی تلاش ہو تو عاشقوں کے آنسوؤں میں ڈھونڈھو۔ یہ بات اس کے دل کو نہ لگی اور وہ وہاں سے مایوس ہو کر آگے چلا تو ہدایت نام ایک سر بفلک گڑھ دیکھا جس کا بادشاہ ہمت تھا اس نے البتہ کچھ ہمت بندھائی اور آب حیات کا پتہ بتایا اور کہا کہ کوہ قاف کے اس طرف ایک شہر ہے جس کا نام دیدار ہے اس میں ایک باغ ہے جس کا نام رخسار ہے اور اس باغ میں ایک چشمہ دہن ہے اور اسی چشمے میں آب حیات ہے جس کی تجھے تلاش ہے اور ایک سفارشی خط اپنے بھائی قامت کے نام دیا اور یہ بھی کہا وہاں پہنچنا

بہت دشوار ہے۔ شہر دیدار کا نگہبان ایک دیو رقیب نامی ہے وہ کسی غیر آدمی کو وہاں گھسنے نہیں دیتا۔ غرض بہزار دقت جب کہ وہ رقیب کے شہر سنگسار میں پہنچا تو نگہبانوں نے اسے قید کر لیا اور رقیب کے پاس لے گئے۔ رقیب بہت بگڑا اور کہا تو یہاں کیسے آیا؟ نظر نے جب دیکھا کہ جان کا خطرہ ہے تو کہا میں بڑا حکیم اور کیمیا ہوں، رقیب کو لالچ نے گھیرا اور سونے کی طمع میں اسے بڑی خاطر سے اپنے پاس رکھا۔ جب سونا بنانے کی فرمائش کی تو نظر نے کہا بعض دوائیں صرف شہر دیدار میں ملتی ہیں، وہاں لے چلو تو سونا بنا دوں گا۔ وہاں گیا تو قامت سے ملاقات ہوگی ہمت کا خط دیا اور اس کی مدد سے چھپ کر رقیب کے پنجے سے رہائی پائی اور شہر دیدار کا قصد کیا۔ رخسار کے گلزار میں پہنچا تو دل باغ باغ ہو گیا۔ قضا کار حسن کی ایک سہیلی لٹ (زلف) وہاں سیر کرنے آئی تھی اس کی آنکھ جو نظر پر پڑی تو برہم ہو کر بولی کہ تو کون ہے اور یہاں کیسے آیا ہے؟ وہ بہت گھبرایا اور بہت منت دعاجزی کی اور کہا میں مصیبت زدہ ہوں یہاں تک آگیا ہوں، خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ اسے ترس آیا اور اپنے ساتھ لے گئی۔ رخصت کرتے وقت اپنے کچھ بال دیئے اور کہا جب تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو یہ بال آگ پر رکھ دینا میں فوراً تیری مدد کو آ جاؤنگی۔ زلف سے وداع ہو کر پھر شہر دیدار کی طرف چلا اور تھوڑی دیر میں رخسار کے گلزار میں پہنچ گیا۔ وہاں کا نگہبان غمزہ تھا۔ غمزہ نظر کا بھائی تھا لیکن بچپن میں جدا ہو گئے تھے ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے تھے۔ غمزے نے جو غیر شخص کو گلزار میں دیکھا تو فوراً جھپٹ کر اسے گرفتار کر لیا اور قتل ہی کرنا چاہتا تھا کہ اس کی نظر بازو بند پر پڑی۔ ان کی ماں نے بچپنے میں نشانی کے لئے دونوں کے بازوؤں پر ایک ایک لعل باندھ دیا تھا دیکھتے ہی وہ نظر سے لپٹ لپٹا کر رونے لگا۔ دونوں بھائی ملے۔ نظر نے اپنا سب احوال سنایا۔ غمزہ حسن کا مصاحب تھا۔ وہ

اسے حسن کے پاس لے گیا۔ حسن کے پاس ایک نہایت خوش رنگ بیش بہا لعل تھا جس پر ایک خوبصورت موہنی صورت بنی ہوئی تھی۔ اس نے یہ دیکھنے کے لئے نظر کو دکھایا وہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہا کہ یہ صورت تو دل کی ہے۔ یہ سنتے ہی حسن دل پر عاشق ہو جاتی ہے۔ نظر نے کہا کہ دل کو آب حیات کی بڑی جستجو ہے اور اس کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔ یہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یہ مل جائے تو میں دل کو تیرے پاس لے آتا ہوں۔ حسن نے اپنے غلام خیال کو نظر کے ساتھ کیا اور ایک یاقوت کی انگوٹھی ان کو دی جس سے آب حیات کے چشمے پر مہر کی جاتی تھی۔ خیال اور نظر شہر بدن میں پہنچ کر دل سے ملتے ہیں۔ دل کو جب یہ حال معلوم ہوتا ہے اور خیال حسن کی تصویر کھینچ کر دل کو دکھاتا ہے تو دل ہزار جان سے حسن پر عاشق ہو جاتا ہے، کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ آخر نظر کے مشورے سے شہر دیدار کے سفر کا قصد کرتا ہے دل کے باپ بادشاہ عقل کے وزیر وہم نامی اپنے آقا کا بڑا خیر خواہ تھا۔ اسے جب یہ خبر ہوئی تو اس نے فوراً بادشاہ سے ساری باتیں جا لگائیں اور کہا کہ نظر جو شہر سے غائب تھا ایک خانہ خراب خیال کو ساتھ لایا ہے اور دونوں شہزادہ دل کو شہر دیدار کی طرف لئے جا رہے ہیں یہ ضرور کوئی فتنہ پیدا کریں گے اور ملک میں خلل ڈالیں گے، ابھی بادشاہ عشق سے صلح ہوئی ہے، باہم قول و قرار ہوئے ہیں اگر لڑائی ہوئی تو بہت برا ہوگا۔ عشق بہت قوی ہے، اس سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں۔ عقل اس خبر کے سننے سے سخت پریشان ہوا اور وہم کے مشورے کے مطابق دل اور نظر کو قید کر دیا اور پہرے بٹھا دیئے۔

یاقوت کی وہ انگوٹھی جو حسن نے دل کو اپنے عشق کی نشانی بھیجی تھی کسی مصلحت سے دل نے نظر کو دیدی تھی اس کی ایک خاصیت یہ تھی جو کوئی اسے منہ میں رکھ لے تو سب کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ وہ سب کو دیکھے اسے

کوئی نہ دیکھ سکے۔ اس انگوٹھی کو منہ میں رکھ کر عقل بادشاہ کے بند سے باہر نکل آیا اور شہر دیدار کی طرف روانہ ہوا اور جلد جا پہنچا۔ سیر کرتے کرتے رخسار کے گلزار میں گذر ہوا۔ وہاں ایک چشمہ جسے آب حیات کہتے ہیں پایا۔ لالچ میں آ کر جا تا تھا کہ ایک گھونٹ پانی پی لے کہ انگوٹھی منہ میں سے نکل کر چشمہ میں جا پڑی اور آب حیات کا چشمہ نظر سے غائب ہو گیا۔ اتنے میں رقیب کی نظر اس پر پڑی وہ تاک میں تھا ہی فوراً جکڑ کر باندھ لیا اور گھر لیجا کر قید کر لیا۔ یہ ان کے کرتوت کا نتیجہ تھا سخت پریشان حال اور بے قرار تھا کہ ایک دم لٹ کے بالوں کا خیال آیا۔ ایک دو بال لے کر آگ پر رکھے۔ بالوں کا آگ پر رکھنا تھا کہ فوراً لٹ آ پہنچی، حال پوچھا اور کسی حکمت سے قید سے چھڑایا اور شہر دیدار اور رخسار کے گلزار کے رستے پر ڈال دیا۔ نظر وہاں پہنچ کر حسن سے ملا۔ وہ فراق کی ماری تو انتظار ہی میں بیٹھی تھی۔ جب نظر کی زبانی سب حال معلوم ہوا تو بہت مایوس ہوئی اور غمزہ کو بلا کر کہا کہ تم اور نظر دونوں جاؤ اور جس طرح بن پڑے، بتدبیر سے، حکمت سے، جادو ٹونے سے دل کو یہاں لیکر آؤ۔

اب نظر اور غمزہ چیدہ اور تجربہ کار آدمیوں کو لے کر شہر بدن کی حدوں پر سدھا رہے۔ کہتے ہیں کہ نظر جس وقت عقل کے بند سے نکل بھاگا تو عقل کو اسی وقت کھٹکا ہوا تھا کہ یہ جا کر کچھ نہ کچھ فساد برپا کرے گا۔ اس لئے اس نے پہلے ہی سے سرحد کے سرداروں کے نام احکامات جاری کر دیئے تھے کہ نظر قید سے بھاگا ہوا ہے، اسے ملک سے باہر نہ جانے دیں اور جہاں ملے قید کر لیں۔ زرق کا بیٹا توبہ جو اپنے کوہستان زہد میں رہتا تھا اسے بھی عقل نے تاکیدی احکام بھیجے تھے۔ جب نظر اور غمزہ چلتے چلتے وہاں پہنچے تو قلعہ کے دیدبان نے اطلاع دی کہ نظر لشکر لئے پہاڑی کے نیچے پڑا ہے، توبہ غصہ میں بھرا ہوا فوراً لشکر لے کر چڑھ آیا۔ یہ دونوں بڑی دلیری اور بے جگری سے لڑے اور توبہ کو مار بھگایا۔ یہاں سے چل کر وہ قلندوں

کے بھیس میں شہر عافیت کی طرف چلے اور وہاں بادشاہ ناموس سے ملے، ایسا کچھ ایسا جادو چلا کہ تخت و تاج چھوڑ کر وہ بھی فقیر ہو گیا۔

ادھر تو یہ شکست کھا کر باحالِ خستہ و تباہ بادشاہ عقل کی خدمت میں حاضر ہوا جو کچھ اس پر گزری تھی کہہ سنائی۔ بادشاہ نے غمزہ کی یہ سفاکی دیکھی تو دل کو طلب کیا، قید سے رہا کیا اور غمزہ کی بیدادی کا قصہ سنایا اور نہایت دلسوزی سے موقع کی اونچ نیچ کو سمجھایا اور کہا کہ حسن کا لشکر بہت سفاک ہے اس میں وفا نہیں۔ تم اگر ان دغاباز دل کی باتوں پر جاؤ گے تو اپنا ملک کھو بیٹھو گے۔ ہماری بات سنو۔ ہمارا اجرار لشکر حاضر ہے اسے لے کر شہر دیدار کے ادھر چلے جاؤ۔ اکیلے جانا خطرے سے خالی نہیں ہے عورت کی ذات بہت مکار ہوتی ہے، نہ معلوم اس عشق کے پردے میں کیا گل کھلائے۔ دل کو بھی یہ بات پسند آئی اور سمجھا کہ اگر غالب آیا تو حسن اپنی ہے اور جو مغلوب ہوا تو معذوری ہے۔ عقل کی باتوں سے عشق کا ولولہ دھیما پڑ گیا۔

غرض شاہ عقل کے سپہ سالار صبر کو ساتھ لیا اور لاؤ لشکر لے کر شہر دیدار کا رخ کیا۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ ساتھ والے خبر لائے کہ اس جنگل میں جگہ جگہ ہرن چوکڑیاں بھرتے نظر آتے ہیں گویا ہوا سے باتیں کرتے ہیں۔ دل یہ سن کر بے تاب ہو گیا۔ شکار کا شوق سر پر سوار ہوا۔ تیر کمان لے ہرنوں پر گھوڑا ڈالا۔ وہ اصل میں ہرن نہ تھے۔ وہی غمزے کا لشکر تھا۔ انھیں کون پکڑ سکتا تھا۔ دور نکل جاتے تو ٹھیر جاتے اور جو دل قریب آتا تو قلانچیں بھر کے آگے نکل جاتے۔ عقل کو خبر ہوئی تو محبت نے جوش مارا۔ اور وہ بھی اسی طرف راہی ہوا۔ دونوں ہرنوں کے پیچھے سرگرداں چلے اور نظر اور غمزہ انھیں جل دے کر شہر دیدار کے پاس لے آئے۔ حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی کارگزاری سنائی۔ وہ سن کر باغ باغ ہو گئی۔

اب سوچ یہ پڑی کہ عقل بادشاہ جو لشکر لئے چلا آرہا ہے اس کی کیا تدبیر کی جائے اور اس آفت کو کیونکر ٹالا جائے۔ رائے قرار پائی کہ حسن اپنے باپ کو اطلاع دے کہ وہ کسی جتن سے اس بلا کو ٹالے۔ چنانچہ اسنے اپنے باپ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میرا ایک وفادار غلام خیال نامی مدت سے غائب تھا۔ اب معلوم ہوا کہ عقل بادشاہ نے گرفتار کر لیا ہے۔ ہم نے طلب کیا تو بہت برہم ہوا اور اب لشکر لئے چڑھا آرہا ہے۔ عشق نے جب یہ مکتوب پڑھا تو مارے طیش کے چہرہ لال ہو گیا اور کہنے لگا عقل کی یہ مجال کہ وہ اس سرزمین پر قدم رکھے۔ عقل دیوانہ ہے کہ جو عشق سے بھڑنا چاہتا ہے۔

غرض عشق نے اپنے بہادر سپہ سالار مہر کو مقابلے کے لئے بھیجا۔ عقل یہ فوج دیکھ کر بہت سٹپٹایا۔ فرزند کی نالائقی اور اپنے فعل پر بہت پچھتایا۔ اب لڑائی شروع ہو گئی، غمزہ نے عقل پر حملہ کیا اور خوب دو دو ہاتھ ہوئے۔ عقل کو سنبھلنا مشکل ہو گیا دوسرے قامت نے عقل کے لشکر پر قیامت برپا کر دی۔ تیسرے دن رات کو زلف نے شب خون مارا۔ سوتے ہوئے دل کو پچھاڑا۔ اتنے میں پاس نسیم آپہنچی اس نے دل کو بہت کچھ ڈھارس دی اور پے در پے حملوں سے غنیم کے لشکر میں کھلبلی مچادی زلف کو بھگا دیا اور عشق کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔

حسن کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت گھبرائی اپنے خال سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا، کوہ قاف میں تیری ایک ہمزاد ہے بڑی چتر اور دلیر ہے حسن و جمال میں بھی لاجواب ہے، وہ آگئی تو بیڑا پار ہے۔ حسن نے کہا وہ کوہ قاف میں، میں یہاں، اس کے آنے تک تو کام تمام ہو جائے گا۔ خال نے کہا یہ کوئی مشکل نہیں، میرے پاس عنبر کا دانہ ہے ابھی آگ پر رکھتا ہوں چٹکی بجاتے میں تیرے پاس آجائے گی۔ خال نے ایسا ہی کیا اور حسن کی ہمزاد فوراً آپہنچی۔ حسن اسے دیکھ کر بہت حیران ہوئی، گلے ملی اور اپنی ساری بپتا

کہہ سنائی، ہمزاد نے کچھ سوچ بچار کے بعد کہا ڈر و مت عقل کیا چیز ہے، وہ ہمارے حملے کی کیا تاب لا سکتا ہے۔ حسن کی ہمزاد نے اپنا ناز، غمزہ، شیوہ، نخرہ، سپہ سالار مہر کی مدد کو بھیجا۔ حسن کے پاس ایک باکمال تیر انداز بھی تھا، جس کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوتا تھا۔ اس کا نام ہلال تھا۔ اسے بھی حسنؔ نے سپہ سالار کی کمک پر بھیجا۔ جب یہ پہنچے تو سپہ سالار کا پلہ بہت بھاری ہو گیا۔ ہلال عقل کے لشکر پر جا پڑا، صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا اندر گھستا ہوا چلا گیا اور یکبارگی دل کے پاس جا پہنچا اور ناخن نے ایسا تیر جوڑ کر مارا کہ دل گھوڑے پر سے زمین پر آ گرا۔ مارنا کسے چاہتا تھا اور لگ گیا کسے۔ قضا پر کسی کا بس نہیں چلتا۔ عقل نے جو یہ دیکھا تو حواس جاتے رہے۔ سارا لشکر تو کہیں، میں، کہیں، فرار ہو گیا۔ عقل بیچارا مارا مارا پھرا کہیں ٹھکانہ نہ ملا۔

ادھر فتح کے شادیانے بجنے لگے۔ حسن ہزار ہزار شکر بجالائی۔ عقل کو پاس نہ دیکھ کر حسنؔ کے خدمت گاروں نے دل کو گرفتار کر لیا اور حسن کے پاس لے آئے حسن کی نظر جو اس پڑی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دل سے آہ نکلی، بے تاب ہو گئی۔ مارنے والوں کو کوسنے دینے لگی اور خدمت گاروں پر آفت برپا کر دی اب کیا ہو سکتا تھا۔ خاموش ہو رہی مگر دل کو لگی ہوئی تھی۔ اپنی دائی ناز کو بلایا اور اپنی بے قراری اور بے تابی کا حال سنایا۔ دائی نے کہا۔ جلدی اچھی نہیں مصلحت سے کام لینا چاہئے۔ ورنہ اس میں بڑی بدنامی ہو گی، مناسب یہ ہے کہ رخسار کے گلزار میں ایک کنواں ہے جسے چاہِ ذقن کہتے ہیں، کچے سونے کا بنا ہوا ہے اور اس کا سواد بھی اچھا ہے۔ فی الحال دل کو وہاں بند رکھا جائے۔ دل بیچارہ یہاں گرفتار ادھر حسن بے قرار۔

آخر حسنؔ سے نہ رہا گیا۔ اس نے اپنی سہیلی وفا کو جو سپہ سالار مہر کی بیٹی تھی، بلا کر اپنے درد دکھ کی داستان بیان کی اور کہا کہ دل سے ملنے کی کوئی تدبیر کرو۔ وفا نے

کہا میرے خیال میں ایک بات آئی ہے کہ شہر میں ایک باغ ہے (جسکا نام باغ آشنائی ہے)[1] اس میں ایک چشمہ ہے۔ جیسا چشمہ آب حیات۔ باغ کے بیچوں بیچ ایک چھجا ہے جس پر غمزے کے بادل چھائے رہتے ہیں اور ناز کے موتی برستے ہیں اس چھجے میں دو کالی کالی کھڑکیاں ہیں جو ان کھڑکیوں کو کھول کے داخل ہو تو وصال کی لذت پائے۔ حُسن نے منت سے کہا کہ اگر تو یہ کر سکتی ہے تو للہ جلدی کر اور ساتھ ہی زلف کو حکم دیا کہ دل کے بیچ سب کھول دے اور چاہِ ذقن سے باہر نکال لا۔ زلف ناز و ادا سے اکڑتی پہنچی گئی اور دل کو چاہ ذقن سے باہر نکال لائی۔ اتنے میں وفا بھی آپہنچی دل سے گھل مل کر باتیں کرنے لگی۔ بہت کچھ دلاسا دیا اور کہا حسن نے جو تجھے بند کر رکھا تھا اس میں مجبوری تھی۔ باپ کا ڈر اور لحاظ تھا۔ اگر ایسا نہ کرتی تو تیری جان کے لالے جاتے۔ حسن نے تیرے ساتھ بڑی مُروّت اور عنایت کی ہے۔ تجھے اس کی قدر کرنی چاہیے۔ غرض اسی طرح کی میٹھی میٹھی باتوں سے اس کے دل کو بہلایا اور محبت کی گرمائی سے گرمایا۔ کنوئیں سے نکل کر باغ میں جو آیا تو بہت خوش ہو گئی۔ بہت دنوں کا تھکا ماندہ تھا وہیں پھولوں کی کیاری پر پڑ کے سو رہا۔ حسن کو جب یہ خبر پہنچی تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی ہوا کی طرح اڑ کے آئی۔ دیکھا کہ دل کا فراخی کا آرام دل پڑا سو رہا ہے اور سارا باغ اس کے حسن کی جوت سے جگمگ کر رہا ہے۔ دل کی صورت دیکھ حسن کا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس کے پانو پر آنکھیں ملیں بلائیں لینے لگی اس کا سر گود میں لے کر بیٹھ گئی۔ مگر آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔ چند قطرے دل کے رخسار پر جو گرے تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ حیران تھا کہ باغ میں دفعتاً یہ نئی بہار کہاں سے آگئی کہ سارا چمن نور کا عالم ہے۔ آنکھ اُٹھا کر

---

[1] یہ نام دستور عشاق میں ہے سب رس میں اس کا کوئی نام نہیں دیا۔

دیکھا تو دوسرا ہی عالم نظر آیا۔ دل سے آہ نکلی بے قرار ہو گیا اور محبت کے جوش میں دوڑ کر قدموں پر گر پڑا۔ اب گلے شکوے اور راز کی باتیں ہونے لگیں اس کے بعد حسن نے کہا کہ تیرے عشق نے بیتاب کر دیا اور یہاں کھینچ لایا۔ اب اجازت دے جاتی ہوں اور وصال کی تدبیر کرتی ہوں۔ برا نہ مان اور میری مصلحت کو پہچان لے

سرِ شام وفا اور ناز نے چھجے پر مجلسِ عشق آراستہ کی، نظر اور خیال اور تبسم چشمے پر صحبت رکھتے تھے۔ حسن نے وفا کو بلا کر کہا کہ خیال، نظر اور تبسم سے کہو کہ دل کو دارو بے ہوشی پلائیں اور زلف سے کہو کہ دل کو اس چھجے پر اس طرح لے کر آئے کہ کسی اور کو تو کیا اس کو بھی خبر نہ ہو۔ خیال نظر اور تبسم نے حکم کی تعمیل کی اور زلف اسے چھجے پر اس طرح اٹھا لائی کہ دل کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوئی غرض اسی طرح روز حسن دل کو بالا خانے پر بلاتی۔ مزے اڑاتی اور دل کے ارمان نکالتی۔

آخر یہ چوری کب تک چھپتی رقیب کی ایک بیٹی تھی جس کا نام غیر تھا۔ حسن کے پاس رہتی تھی۔ ظاہر میں دوست پر دل میں کھوٹ تھا۔ اسے اس کا جلا یا تھا کہ حسن اکیلے اکیلے کہیں جاتی ہے۔ مجھ سے چھپاتی ہے۔ اس کی ٹوہ میں رہنے لگی۔ ایک روز چپکے سے حسن کے پیچھے ہو لی اور بالا خانے پر ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ رہی اور سارے راز سے واقف ہو گئی۔

ایک شب ایسا ہوا کہ حسن شہر گئی تو کسی وجہ سے اس کا آنا نہ ہوا۔ غیر موقع پا کر وصال کے بالا خانے پر پہنچ گئی۔ جادو ٹونے میں کمال رکھتی تھی، حسن کا بھیس بدل کر بیٹھ گئی جس طرح حسن حکم دیتی تھی اسی طرح اس نے بھی حکم دیا۔ دارو بے ہوشی پلا زلف اسے جوں توں بالا خانے پر لائی۔ اتنے میں خیال جو سو رہا تھا جاگا۔ دل کو دیکھا تو کہیں

اس بیان میں اور بعد کے بعض حالات میں دستور عشاق سے خفیف سا اختلاف ہے۔

نہ پایا۔ بہت پریشان ہوا۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وصال کے بالا خانے پر پہنچا تو دیکھا کہ غیر دل کے گود میں مست پڑی ہے اور دل بے خبری کے عالم میں ہے۔ فوراً شہر دیدار کو دوڑا گیا اور جو کچھ دیکھا تھا حسن سے مِن وعن بیان کیا۔ یہ سن کر حسن کے ہوش جاتے رہے۔ تن بدن میں آگ لگ گئی، جیسے بیٹھی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور حسد کی آگ میں جلتی بلتی وصال کے بالا خانے پر آئی۔ غیر اور دل کو ایک جگہ دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئی۔ کوسنے اور گالیوں کا جھاڑ باندھ دیا اور ایک قیامت برپا کر دی غیر ہکا بکا رہ گئی اور چھپ کر دوسرے راستے سے نکل بھاگی۔ حسن دل پر بھی سخت برافروختہ ہوئی اور اس کی بے وفائی اور بے مہری سے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور طیش میں آ کر خیال، نظر اور تبسم کو حکم دیا کہ اس نالائق بے وفا مورکھ کو باغ سے باہر نکال دو۔

غیر نے ادھر تو حسن اور دل سے فریب کیا، اُدھر اپنے باپ رقیب سے جا لگائی اور حسن و دل کی کرتوتوں کی ساری کیفیت سنائی۔ وہ سن کر بہت برافروختہ ہوا، شہر دیدار میں آیا اور دل کو بندی خانے سے نکال کر شہر سنگسار میں لے گیا وہاں ہجر نام کا ایک کوٹ تھا، اسی میں قید کر دیا۔ دل بیچارہ سخت پریشان اور جینے سے بیزار تھا، تمام حالات سے بے خبر، جی ہی جی میں یہ کہتا تھا کہ مجھ سے ایسی کون سی خطا ہوئی کہ حسن نے یہ ستم مجھ پر ڈھایا۔

نہ معلوم غیر کے دل میں کیا آئی شاید دل کے حال پر ترس آیا کہ اس نے حسن کو ایک خط لکھا اور اصل واقعہ کہہ سنایا کہ دل غریب بے گناہ ہے اصل قصور میرا ہے۔ میں تیری صورت بنا کر اس سے ملی۔ اسے کیا خبر کہ یہ دغا بازی ہے۔ بے خبر مست پر پاداش لازم نہیں، وہ عاشق صادق ہے اس پر غصہ درست نہیں۔ اس رقعہ کا مضمون پڑھ کر حسن کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ہوش و حواس

جاتے رہے، بال نوچنے لگی سینہ کوٹنے لگی اور اپنے کیے پر بہت نادم ہوئی۔
اسی وقت دل کو اشتیاق بھرا خط ملا جس میں اپنے فراق اور غیر کی شکایت لکھی
اور ہزاروں قسمیں کھا کر اپنی بے گناہی کا ثبوت دیا۔ خیال کے ہاتھ یہ رقعہ دل کو بھیجا
جب یہ نامۂ شوق دل کو پہنچا تو وہ بھی بے تاب ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری
ہو گئے۔ اس کے جواب میں لکھا کہ تیرا اس میں کوئی قصور نہیں یہ سارا فساد غیر کا ہے۔ میرا
دل تجھ سے صاف ہے، وہی محبت وہی چاہ ہے۔ تو اگر دارو ئے بے ہوشی
نہ پلایا کرتی تو یہ دن دیکھنا کیوں نصیب ہوتا، خیر جو ہوا سو ہوا۔

اب دوسری طرف کا حال سنئے۔ عقل بادشاہ شکست کھا کر شہر بدن میں آیا
اور مارے شرم کے کہیں چھپ رہا۔ اور صبر جو عقل کا سرِ لشکر تھا وہ بھاگ کر شہر
ہدایت میں آیا اور ہمت کو اپنی بدبختی اور مصیبت کی داستان سنائی، ہمت نے
بہت رنج اور افسوس کیا۔ اور کہا کہ عقل کا مجھ پر بہت حق ہے، شرط دوست داری
یہ ہے کہ اب عقل اور دل کی خبر لوں، نہ معلوم ان بدنصیبوں پر کیا گزر رہی ہوگی، یہ کہہ کر
تلوار ہاتھ میں لی اور اپنا لشکر ساتھ لے کر شہر دیدار کی طرف روانہ ہوا۔ رستے میں جہاں
جہاں پہنچا عقل اور دل کا حال پوچھتا جاتا، چلتے چلتے قامت کے بوستان میں آیا، قامت
نے کہا اے ہمت تو نے خوب کیا، تجھ پر ہزار رحمت، سچے اور وفادار آدمی ایسے
ہی ہوتے ہیں۔ اب اس نے بیان کیا کہ دل ایک سال ہوتا ہے ہجراں کے کوٹ میں
بند ہے۔ عقل شہر بدن میں پڑا ہے۔ عشق سے جیتنا مشکل ہے اس سے مل کے رہنے
میں مصلحت ہے، اب صرف ایک تدبیر ہے کہ عشق کو سمجھا بجھا کر کسی طرح منایا
جائے۔ عشق بہت بڑا بادشاہ ہے اگر اس سے التجا کی گئی تو ضرور مان جائے گا۔
اس سے صلح کے بغیر چارہ نہیں۔ ہمت کو یہ مشورہ بہت پسند آیا[۱] اور اسی وقت اپنا

---

[۱] دستور عشاق میں یہ قامت کا مشورہ نہیں بلکہ ہمت کی اپنی رائے ہے۔

لاؤلشکر چھوڑ کر عشق کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اس کی بہت مدح اور ستائش کی۔ عشق نے بھی اس کا احترام کیا اور شفقت سے اپنے پاس بٹھایا۔ ہمت نے پھر موقع دیکھ کر عقل اور دل کا ذکر چھیڑا اور ان کی طرف سے ایسی وکالت کی کہ عشق راضی ہو گیا اور یہ قرار پایا کہ عقل عشق بادشاہ کی وزارت قبول کرے۔ عشق کے بعد سب سے بڑا رتبہ اسی کا ہو گا عشق بادشاہ اور عقل وزیر ہو تو کام خاطر خواہ چلے گا۔

اس کے بعد عشق نے اپنے سرلشکر مہر کو حکم دیا کہ شہر بدن جا کر عقل کو تسلی اور دلاسا دے اور عزت و حرمت کے ساتھ یہاں لائے ؎۱ مہر جس قدر جلد ہو سکا شہر بدن پہنچا اور عقل سے ملاقات کی۔ عشق نے جو کہا تھا حرف بحرف بیان کیا اور سب اونچ نیچ سمجھائی۔ اور کہا کہ کسی طرح کی فکر نہ کرے۔ تیرے اقبال نے زور کیا ہے۔ وہاں جانے کے بعد سب خرخشے دور ہو جائیں گے اور تو امن و آسائش اور بلند اقبالی کے ساتھ رہے گا عقل نے یہ سمجھ کر کہ اب حکومت و دولت جا چکی ہے۔ یار دوست ہمشیر اور مصاحب سب نے منہ موڑ لیا ہے۔ مصلحت یہی ہے کہ عشق کی بات مان لی جائے۔ غرض اس نے عشق کا فرمانا قبول کیا اور مہر کے ساتھ عشق کے حضور پہنچا۔ عشق بھی اس سے بڑے ادب و عزت کے ساتھ پیش آیا گلے لگایا ہر طرح خاطر جمع کی اور کہا کہ میں بادشاہ تو وزیر ملک اور حکومت تیرے سپرد ہے، مجھے ملک داری سے کیا واسطہ۔ جو تو مناسب سمجھے، کر۔

غرض جب عقل عشق بادشاہ کا وزیر ہو گیا تو عشق نے ہمت سے کہا کہ دل کو ہجراں کے کوٹ سے چھڑا کر میرے سامنے حاضر کر اور اس کے پاؤں کی بیڑیاں نکال کر رقیب کے پاؤں میں ڈال اور غیر کو جو اس کی بیٹی ہے ایسی جگہ قید کر کہ وہاں سے

؎۱ دستور عشاق کی روایت ہے عقل لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا تھا اور قید میں تھا اس لئے اس میں مہر کو حکم دیا گیا کہ اسے قید سے نکال کر شہر بدن میں لے جائے اور پھر ہمارے پاس لائے۔

کل نہ سکے۔ ہمت سلام کرکے روانہ ہوا اور دل کو ہجراں کے کوٹ سے لڑ جھگڑ باہر لایا اور اس کی بیڑیاں رقیب کے پاؤں میں ڈالیں اور غیر کو بھی ایک مکان میں بند کر دیا۔ اگرچہ اس پر اس کا دل دُکھا لیکن حکم کی تعمیل واجب تھی۔ غیر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا۔ اس کے بعد ہمت دل کو عشق کے پاس لایا اور عشق کو دل سے ملایا سب ایک دوسرے سے گلے ملے۔ آخر عقل اور عشق نے باہم مشورہ کرکے یہ ٹھہرایا کہ حسن کا دل سے عقد کر دیا جائے۔ القصہ بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی اور دونوں کی مراد بر آئی۔ گھر گھر عیش و عشرت کا سماں تھا اور خوشی کے شادیانے بج رہے تھے۔

ایک روز دل اور ہمت اور نظر تینوں شراب بے رخسار کے گلزار میں پہنچے وہاں آب حیات کا چشمہ دہن دیکھا۔ وہاں ایک پیر سبز پوش یعنی خضر آئے ہمت نے دل سے کہا کہ اس پیر روشن ضمیر کی قدم بوسی کر اور اس بزرگ کی دعا لے۔ دل دوڑ کر قدم بوس ہوا۔ ادب سے نزدیک بیٹھا خضر نے آنکھوں آنکھوں کے اشارہ میں سب کچھ سمجھا دیا اور دل خضر کے فیض سے اپنے دل کی مراد کو پہنچا حسن اور دل رہے سہے، پھولے پھلے۔ بال بچوں والے ہوئے ان کا سب سے بڑا فرزند یہ کتاب ہے۔ جو اپنے وقت کا افلاطون و لقمان ہے، روشن ضمیر، صاحب تدبیر ہے۔ جو کوئی صاحب نظر ہوگا اسے یہ سخن بھائے گا اور قدر کریگا۔

یہ ہے سارے قصہ کا لب لباب۔ عقل و عشق کی لڑائی ایک عجیب داستان ہے۔ یہ مہا بھارت اور جرمن جنگ سے بھی کہیں زیادہ ہولناک ہے۔ یہ عالمگیر جنگ ہے جو ہر آن ہر ساعت اور ہر مقام پر برپا ہے اور ابتدائے آفرینش سے اب تک ہے۔ اور رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ انسان نہ صرف عقل ہی عقل ہے اور نہ جذبات ہی جذبات۔ اگر وہ محض عقل ہی ہوتا تو ایک اچھی خاصی مشین ہوتا۔ اور اگر

صرف جذبات ہی جذبات ہوتا تو بلاشبہ مجنوں ہوتا۔ کاش وہ کچھ ہوتا ایک ہوتا لیکن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ اس میں دونوں فتنے موجود ہیں۔ عقل اسے ایک طرف کھینچتی ہے اور عشق دوسری طرف اور دونوں کے راستے ایک دوسرے سے مخالف اور متضاد ہیں۔ عقل اسے بے راہ روی سے ٹوکتی اور اعتدال کے حدود میں رکھنا چاہتی ہے عشق جو ہر حد سے باہر ہے اور جس کے ہاں اعتدال ایک بے معنی لفظ ہے۔ اسے اس تنگنائے سے نکال کر محبت و حشتوں کے وسیع اقلیم میں لیجانا چاہتا ہے۔ عقل اسے دنیا داری سکھاتی اور دنیا میں سلیقے اور ہوشمندی سے رہنا بتاتی ہے، عشق دنیا اور دنیا داری کو ٹھکراتا ہے اور اسے ایک ایسے عالم میں پہنچانا چاہتا ہے جہاں نہ تن نہ بدن کی خبر ہے نہ ہوش و حواس کی، جہاں نہ اپنے کی فکر ہے نہ پرائے کی، انسان اس دوراہے پر آکر حیران و ششدر رہ جاتا ہے اور ایک عجیب کشمکش میں پڑ جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اور اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرے۔ ان دونوں کی ضد میں یہ بیچارہ مفت میں پس جاتا ہے۔ جب توفیق یاوری کرتی ہے تو ایسے نازک وقت پر ہمت سامنے آتی ہے اور التوائے جنگ کا ڈول ڈال کر لڑاکوؤں کو سمجھانا بجھانا شروع کرتی ہے۔ عشق پر معمولی پند و نصائح کا اثر کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ اسے اپنی اچھی میٹھی باتوں سے ایسا لبھاتی ہے کہ وہ صلح پر راضی ہو جاتا ہے۔ اس صلح میں راہ مستقیم ہے۔ اسی رستے کے چلنے والوں میں کبھی کبھی انسان بھی نظر آجاتے ہیں۔

فتاحی نے اس رزمیہ مثنوی کو بڑی خوبی سے لکھا ہے۔ زبان شستہ، بیان بہت پاک صاف، خیالات اعلیٰ، اشعار میں چستی اور روانی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ وہ صنائع اور بدائع کا دلدادہ ہے جیسا کہ اس کی دوسری تصنیف سے معلوم ہوتا ہے لیکن اس مثنوی میں وہ کہیں اعتدال سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ سوائے

ان دو رقعوں کے جو حسن نے دل کو اور دل نے حسن کو لکھے ہیں ان میں البتہ اسنے پوری کسر نکالی ہے اور سارے صنائع بدائع ختم کر دیئے ہیں۔ رزم کے علاوہ جہاں کہیں بزم کا موقع آیا ہے تو اسے بھی ویسی ہی خوبی سے بیان کیا ہے۔ یہ تو مثنوی کی ظاہری خوبیاں ہیں لیکن وہ باطنی خوبیوں سے بھی مالا مال ہے۔ اس نے عقل و عشق اور حسن کے اعوان و انصار، ان کے شہروں کے نام، ان کے سرلشکر اور مصاحبوں وغیرہ کے نام تجویز کرنے میں بڑی ذہانت سے کام لیا ہے۔ مثلاً عقل کا بیٹا دل عشق کی بیٹی حسن، عقل کا شہر بدن، اور عشق یا حسن کا شہر دیدار۔ عقل کا سپہ سالار صبر اور عشق کا مہر۔ عقل کا وزیر وہم۔ دل کے ساتھی نظر، ناموس، توبہ وغیرہ۔ حسن کے ناز، غمزہ، عشوہ، زلف، خیال وغیرہ۔ اس طرح قصر وصال اور قلعہ ہجراں وغیرہ یہ سب نام بڑی مناسبت کے ساتھ تجویز کئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جیسا موقع اور محل ہے اسی کی مناسبت سے ساری گفتگو اور تمام مصلحتیں عمل میں آتی ہیں اور اس معاملے میں وہ بہت کم غلطی کرتا ہے۔ فتاحی شاعر ہی نہیں حکیم بھی ہے۔ جہاں جہاں اس نے موقع سے بعض حکیمانہ باتیں لکھی ہیں وہ بڑی خوبی سے ادا کی ہیں اور وجہی کی طرح بے جا طوالت نہیں دی ہے۔ تعجب ہے کہ اگرچہ مثنوی کی تقلید ترکی اور ہندوستان اور دکن میں بھی کی گئی لیکن یہ مشہور نہ ہونے پائی۔ حالانکہ یہ اپنے لطفِ بیان اور خوبیٔ مضمون کے لحاظ سے بڑے پایہ کی مثنوی ہے۔

وجہی نے اگرچہ پورا قصہ فتاحی سے لیا ہے لیکن جہاں کہیں قصہ کی واردات میں اختلافات کئے ہیں وہیں اس سے غلطی ہوئی ہے۔ بعض خاص اختلافات کا تو میں ذکر کر چکا ہوں، لیکن دو ایک اور اختلافات بھی ہیں جو قابل ذکر ہیں ایک تو قصہ کی پہلی سطر اور پہلے جملے میں ہے۔ وجہی قصہ یوں شروع کرتا ہے "ایک شہر تھا اس شہر کا ناؤں سیستان"۔ دستور عشاق میں سیستان کی جگہ یونان ہے۔ ظاہر ہے

کہ عقل کی مملکت کے لئے یونان سے زیادہ اور کون سا ملک ہو سکتا ہے۔

نظر جب حسن کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو فتاحی نے اس موقع پر ان دونوں کا بہت ہی دلچسپ اور پر لطف مکالمہ لکھا ہے۔ حسن نظر کی اہلیت اور لیاقت دیکھنے کیلئے مختلف قسم کے سوال کرتی ہے، اور نظر اسے جواب دیتا ہے۔ سوال و جواب دونوں برجستہ اور مختصر ہیں اور بڑے اچھے انداز میں بیان کئے ہیں۔ سب رس میں یہ پر لطف چیز نہیں ہے۔

نظر اور غمزہ جب تو بہ کو شکست دے کر شہر عافیت میں قلندروں کا بھیس بدل کر ناموس کے ہاں پہنچتے ہیں تو وجہی لکھتا ہے کہ "ناموس بادشاہ انوکوں دیکھ مال ملک سب چھوڑیا۔ کچھ نہ لوڑیا، قلندر ہوا، سمندر ہوا، فقیر ہوا، بے تدبیر ہوا۔" یہ بات بالکل خلاف قیاس ہے کہ دو قلندروں کو دیکھتے ہی ناموس بادشاہ فوراً قلندر ہو جائے۔ فتاحی سے ایسی چوک نہیں ہوتی۔ غمزہ ناموس کی خدمت میں پہنچ کر معارف و حقائق کی ایسی پر اثر باتیں کرتا ہے کہ ناموس کا دل دنیا کی مال و دولت سے اُچاٹ ہو جاتا ہے اور وہ تاج و تخت چھوڑ کر قلندر بن جاتا ہے اس سے ایک اور ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ وجہی نے دستور عشاق نہیں دیکھی تھی اس کی نظر سے صرف نثر کا خلاصہ گزرا تھا۔

ایک دوسرا اختلاف وہاں پایا جاتا ہے جب ہمت عقل کی خیر خواہی اور دلسوزی میں دیار عشق کو جاتا ہے اور بادشاہ سے ملتا ہے۔ وجہی نے اس ملاقات کا جو ذکر کیا ہے اس میں نہ کوئی بات خلاف قیاس ہے اور نہ بے موقع جب معمول ملاقات ہوتی ہے تو موقع پا کر ہمت عقل اور دل کا ذکر چھیڑتا ہے اور اس ڈھنگ سے عشق کو سمجھاتا ہے کہ وہ راضی ہو جاتا ہے۔

اور بس۔ لیکن یہ نہیں بتایا ہے کہ یہ کیا کہتا ہے اور وہ کیا جواب دیتا ہے اور آخر کن باتوں سے اسے رام کرتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اتنی اہم سفارت پر جا رہا ہو اس سے ضرور یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ ایسے نازک موقع پر اپنی لسانی اور حکمت عملی کے جوہر دکھائے گا۔ فتاحی زیادہ موقع شناس اور آداب داں ہے وہ اس سارے واقعہ کو بڑی خوبی سے بیان کرتا ہے کہ جب وہ عشق کے شہر میں پہنچتا ہے اور عشق کو اطلاع ہوتی ہے تو اسے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ یہاں وہ دربار کی شان و شوکت بیان کرتا ہے۔ عشق نے ایک ہی نظر میں پہچان لیا کہ آدمی قابل اور معزز ہے اسے بیٹھنے کا حکم دیتا ہے اور سفر کی کیفیت پوچھتا اور مزاج پرسی کرتا ہے۔ وجہی کی طرح نہیں کہ دربار میں پہنچا تو جھٹ بادشاہ نے ہمت کو گلے لگا لیا) اس کے بعد ایک قصر بلند میں ٹھہرانے کا حکم دیا اور رہبر کو مہمانداری کے لئے مقرر کیا۔ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ اسے بزم خاص میں بلاتا ہے۔ ہمت خلوت میں پہنچنے کے بعد عشق کی مدح و ثنا کرتا ہے اور اس کی بزرگی اور فضیلت اور اس کی سطوت و شان کا بیان کرتا ہے اور آخر میں دبی زبان سے یہ کہتا ہے کہ خلف باغ خلافت کا نخل ہے اور وہ نہیں ہے اگرچہ بادشاہ کے گنجینہ میں ایک ایسا گوہر ہے (یعنی بیٹی) جو سر افراز تاج ہے تاہم اسکے لئے بر کی ضرورت ہے اور یہ پیوند اس کی شان کی شایان ہونا چاہئے۔ کیوں کہ میوہ اصل میں ہزار شیریں ہو۔ پیوند سے وہ شیریں تر ہو جاتا ہے۔ یہ بات اسنے بادشاہ کے دل کی کہی اور اس حسن و خوبی سے کہی کہ وہ فوراً اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم بہت تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہو، تم ہی بتاؤ کہ ایسا بر کہاں مل سکتا ہے۔ اب اسے دل اور عقل کا واقعہ بیان کرنے کا موقع مل گیا۔ غرض سوال و جواب کے بعد عشق یہ کہتا ہے کہ ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ عقل بادشاہ ہے۔ اور اس کا ملک آباد اور لشکر توانا ہے۔ لیکن میں اس کے نسب و اصل سے واقف نہیں اور جب تک یہ معلوم نہ

اس کے ہاں رشتہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں ہمت کہتا ہے کہ تاریخ میں ایسا آیا ہے کہ پہلے جس نے اس عالم کو ایک سرے سے دوسرے تک فتح کیا وہ ایک بہت بڑا بادشاہ تھا جس کا نام فرد تھا اور دنیا میں اس کے عدل و انصاف کی بڑی شہرت تھی۔ ایک کو اس نے مشرق کی حکومت دی اور دوسرے کو مغرب کی اور خود دنیا چھوڑ کر کوہ قاف کے غاروں میں چلا گیا ان دو کی نسل چلی اور ایک مدت کے بعد اس کی نسل سے دو اور شہزادے ہوتے ان میں سے ایک کی نسل عقل اور دوسرے کی نسل عشق بادشاہ۔ یہ سن کر عشق بادشاہ اچھل پڑا اور کہنے لگا او ہو ہم اور وہ ہم جد ہیں، کیا اچھا ہو کہ اب ہم پھر مل جائیں۔ پھر کیا تھا عقل اور دل قید سے رہا ہوتے۔ عزت و احترام سے لائے گئے اور اپنی اپنی مراد کو پہنچے۔

بعض بہت خفیف سے اختلاف اور بھی ہیں لیکن وہ قابل ذکر نہیں لیکن جن چند اختلافات کا ذکر کیا گیا ہے اس سے فتاحی کی ذہانت اور طباعی کا اندازہ ہوتا ہے وجہی کو اگر یہ اصل کتاب مل جاتی تو یقین ہے کہ وہ ضرور ان تمام امور کو اسی نہج سے بیان کرتا۔

ایک بات البتہ بڑے مزے اور حیرت کی یہ ہے کہ وجہی نے کتاب کی ابتدا میں بڑے شد و مد کے ساتھ یہ دعوے کیا ہے کہ یہ ڈھنگ اسی کا ایجاد کردہ ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے "غرض بھوت نادر باتاں بولیاں ہوں، دریا ہو کر موتی رولیاں ہوں، موتیاں کے مرجاں کا میں دریا ہوں، تمام موتیاں سوں بھریا ہوں .... یو کتاب عجب بندر ہے اگر سورج منگتا دگر چند رہے۔ فرہاد ہو کر دونوں جہاں تے آزاد ہو کر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں اٹیا تو یو شیریں پایا تو نوی بات پیدا ہوئی تو اس باٹ آیا۔

ناداناں اپنی باتاں میں یو بی ایک باٹ کر جانے، دے یو باٹ کیوں کاڑی

کس وضع سوں نکلی محنت نیں سمجھے مشقت نیں پہچانے، انو کوں نیں کتے زبان آور

یو یہ بولتے جناور ..... دانا ہمنا رہنما کرے گا، بادی ہے کر پہچانیگا یہ باٹ

نہ تھی سو نکلی اتال۔ لو بھی یکایک چلنی محال،،۔

آگے چل کر لکھتا ہے کہ :۔ یہ بات نہیں یو تمام وحی ہے الہام ہے،،۔

..... اس کے بعد اور ایک جگہ لکھتا ہے۔

،، جکوئی اچایا بنیاد، اول آخر وہی استاد،،۔

غرض اس دعوے کو وہ بار بار طرح طرح سے جتاتا ہے، اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ قصہ کا یہ نیا ڈھنگ اس کا نکالا ہوا ہے تو یہ صریح غلط ہے لیکن اگر اس سے یہ مراد ہے کہ تحریر کا یہ اسلوب اُردو زبان میں اس کا ایجاد ہے تو بے شک صحیح ہے۔ لیکن اس سے زیادہ پر لطف بات یہ کہ وہ بار بار یہ بھی کہتا ہے کہ جو اسے موجد اور رہنما اور استاد نہیں مانتا وہ جاہل ہے، کمینہ اور چور ہے۔ مثلاً لکھتا ہے کہ ،، جکوئی باٹ ہماری چلیا وہ ہمارا چ ہے، ہر چند ہمداری ہے، چلیا تو کیا ہوا۔ باٹ ہماری ہے۔ اگر نکتہ کسی تے کچھ جانیا، ہم ظاہر ہم باطن اسے میں مانیا، تو۔ وہ مسلمان نہیں۔ اسے ایمان نیں۔ ایسے سے ڈرنا، بھوت بھوت پرہیز کرنا۔ یو بی ایک چوری ہے، یو بی ایک حرام خوری ہے۔ نمک بحرام، اس کا اچھے گا نام۔ جیسے انصاف کی نیں سکت، اُسے دل کا دیکھ میں ان پڑے لت۔ جنے انصاف چھپایا، انے دل کو بے دل کیا کام گنوایا،،۔

اس ئے میں وہ بہت دور تک کہتا چلا گیا ہے اور اس کا کہنا بالکل درست ہے۔ جو کوئی کسی خیال، کسی اسلوب یا کسی بات کا موجد ہے اس کا احسان ماننا ضرور ہے اور جس سے کوئی نکتہ حاصل کیا جائے اس کا اعتراف کرنا لازم ہے، لیکن وجہی کے منہ سے یہ بات کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی، اس نے سارا قصہ شروع سے

آخر تک نتاجی سے بیا اور کہیں اس کا اقرار نہیں کیا اور یہی نہیں بلکہ تحریر کا اسلوب بھی اسی سے اڑایا ہے۔ یہ مانا کہ وہ فارسی میں ہے اور یہ دکنی میں۔ ایسی حالت میں وہ اخلاقی فرض اور انصاف جس کی تلقین وجہی نے اس طمطراق سے کی کہاں باقی رہا۔ وہ کس منہ سے یہ توقع کرسکتا ہے کہ آئندہ اس رستے پر چلنے والے اسے موجد مانیں گے۔ اس کی تقلید کرنے والے اسے استاد سمجھیں گے۔ یہ تو وہی مثل ہوگئی کہ دیگراں را نصیحت خود را فضیحت۔

باوجود اس کے ہم وجہی کو استاد مانتے ہیں، اور جو کام اس نے کیا ہے اس کا احسان نہ ماننا حقیقت میں ناانصافی ہے۔ اس زمانے میں اردو نثر کا نام نہ تھا اور نہ نثر لکھنے کوئی کمال کی بات سمجھی جاتی تھی۔ ایک دو رسالے جو اس کے قبل پائے جاتے ہیں سو وہ اس قابل نہیں سمجھے جاتے کہ محفل ادب میں پڑھے جائیں۔ ”سب رس“ اردو نثر کی پہلی کتاب ہے جو ادبی اعتبار سے بہت بڑا درجہ رکھتی ہے اور اس کی فضیلت اور تقدم کو ماننا پڑتا ہے۔ نثر میں قافیہ کا التزام بذات خود ایک ایسی چیز ہے کہ تکلف اور آورد سے بچنا محال ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اس پابندی کی وجہ سے بعض بعض مقامات پر عبارت محض تک بندی ہو کر رہ گئی ہے اور ادائے مطلب میں بھونڈا پن نظر آتا ہے اور جو کوئی بھی اس قسم کی پابندی اپنے اوپر عائد کریگا وہ اس سے نہیں بچ سکتا لیکن اس سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو اس میں بے حد فصاحت روانی اور سلاست پائی جاتی ہے۔ حال کے زمانے میں جو اسی ڈھنگ پر جو بعض کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مثلاً فسانۂ عجائب وغیرہ، ان سے یہ کسی طرح کم نہیں، بلکہ میری رائے میں بیان کی سادگی میں ان سے بڑھ کر ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس کی زبان قدیم ہے اور پرانے الفاظ اور محاورات اور الفاظ سمجھ میں نہیں آتے، لیکن اس میں مصنف کا قصور ہے اور نہ اس سے کتاب کی خوبی پر کوئی اثر آسکتا ہے۔ اس نے اپنے زمانے کی نہایت

با محاورہ اور فصیح زبان لکھی ہے۔ چنانچہ وہ خود بھی کہتا ہے اور اس سے ہمیں کامل اتفاق ہے۔

"آج لگن کوئی اس جہان میں ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملاکر گلاکر نہیں بولیا"۔

دیکھیے کہ وہ اپنی زبان کو دکنی نہیں ہندی کہتا ہے۔ قصے کے شروع میں بھی وہ "آغاز داستان زبان ہندوستان" لکھتا ہے۔ جگہ جگہ نہایت بے تکلفی سے ہندی، دکھنی، فارسی، عربی، مرہٹی ضرب الامثال، دوہرے، اور اقوال، اشعار، آیت حدیث روانی میں لکھتا چلا جاتا ہے۔ اگرچہ وجہی گولکنڈہ کا ہے اور گولکنڈہ اور حیدرآباد تلنگانے میں ہیں، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہ مرہٹی مثل تو ایک جگہ لکھتا ہے اور ایک آدھ گجراتی لفظ اور شعر بھی استعمال کرتا ہے مگر کہیں تلنگی مثل یا فقرہ یا لفظ (سوائے درا درائی کے جس کے متعلق ابھی مجھے شبہ ہے) اس کتاب میں نہیں آیا۔ اہل ہند سے مراد مصنف کی ہمیشہ شمالی ہند والے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھتا ہے "بقول اہل ہند پیاسا کیا منگتا پانی" اسی طرح جب اہل دکن کی مثل یا قول کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے تو لکھتا ہے "جوں دکھن میں چلیا ہے۔ یعنی جیسا کہ دکن میں مشہور ہے۔ یا "مثلاً ہے دکن میں" یا دکنی دوہرا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف شمالی ہند اور دکن کی زبان میں فرق کرتا ہے اور یہ پہلا شخص ہے جو اس زبان کو زبان ہندستان کہتا ہے اور یہ اشارہ کافی ہے اس امر کے لیے کہ یہ زبان کہاں سے آئی۔ یہی کتابیں ہیں جو زبان کے محقق اور مورخ کے لیے دلیل راہ کا کام دیتی ہیں اس کے بیان میں ایک نقص ضرور ہے کہ ملا صاحب نے جگہ جگہ پند و موعظت

کا دفتر کھول دیا ہے اور کہیں کہیں تصوف کے اسرار جواب معمولی باتیں ہوگئی ہیں بیان کرنے شروع کر دئیے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ دس پانچ سطریں لکھ دیں بلکہ صفحے کے صفحے رنگ دیئے ہیں۔ باتیں معقول ہیں، صاف ستھری ہیں، نصیحتیں کام کی ہیں، بیان اچھا ہے لیکن قصّے میں جب وعظ شروع کر دیا جائے تو قصے کا لطف کم ہو جاتا ہے اور پڑھنے والے کو اُلجھن ہوتی ہے۔ مثلاً قصے کی پہلی سطر یہ کہ "ایک شہر تھا اس شہر کا ناؤں سیستان، اس سیستان کے بادشاہ کا ناؤں عقل" بس عقل کا نام آنا تھا کہ غضب ہو گیا، کئی صفحے رنگ ڈالے ہیں، عقل کے کارنامے اس کے فیوض و برکات اور نہ معلوم کیا کیا بیان کر ڈالا ہے۔ شہزادہ دل کی شراب نوشی کا ذکر آیا تو شراب کی تعریف اور بادشاہوں کے لیے مکر و ریا کے مقابلے میں اس کے جواز پر بحث شروع کر دی ہے۔ عشق کے مقام پر عشق پر گفتگو چھیڑ دی ہے، کہیں حیا کی مدح اور سوال کرنے کی مذمت میں، کسی جگہ آب حیات کی خاصیت اور تعریف میں، کہیں طمع کی برائی میں، کسی مقام پر ہمت کی تعریف میں، کسی جگہ عشق، عاشق اور معشوق پر طویل بحثیں شروع کر دی ہیں۔ اسی طرح مصیبت، فقر اور صبر، خواب، لڑائی میں بہادری، مشیروں اور مصاحبوں کے انتخاب، عورت کی محبت، سوکن کے جلاپے، عشق کی قسموں اور بادشاہت کے فرائض وغیرہ پر اپنے خیالات بے تکلف لکھتا چلا گیا ہے۔ اگر ان تمام غیر متعلق مباحث کو نکال لیا جائے تو مضامین وجہی کی ایک اچھی خاصی دوسری کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ فتاحی کہیں اس قسم کی بے اعتدالی نہیں کرتا اس نے قصے کے تناسب کو بڑی خوبی سے قائم رکھا ہے۔ میرا قیاس ہے کہ سب رس اپنے زمانے میں بہت مقبول ہوئی اور اس کی قبولیت کی ایک وجہ یہی پند و موعظت تھی جو عام لوگوں کو بہت پسند آئی اور چونکہ عبارت اس کی مقفی اور سلیس تھی اس لیے عام و خاص سب اسے شوق سے پڑھنے لگے۔ اُس وقت لوگوں کو یہ طول بیانی اس وجہ سے پسند تھی، اور اب ہمیں یوں پسند ہے کہ اس میں قدیم زبان کے

محقق کے لیے بہت سا سامان موجود ہے۔

اس طول بیانی میں جو اکثر پرانے زندہ دل لوگوں اور قصہ گووں اور قصہ نویسوں کی عادت تھی ایک اور فائدہ بھی ہوتا ہے۔ اس میں بعض اوقات ضمنی طور پر زمانے کی معاشرت کے متعلق بہت سی کام کی باتیں نکل آتی ہیں۔ اسی کتاب میں جہاں مصنف عقل، دل، یا عشق اور حسن کے معاملات ان کے دربار اور تفکرات کا ذکر کرتا ہے تو ایشیائی حکومت کا ڈھنگ، ان کی حکمت عملی، اس زمانے کی تہذیب و تمدن، اخلاق و معاشرت اطوار و آداب کا منظر نظر آجاتا ہے۔ وجہی عبداللہ قطب شاہ کا درباری شاعر تھا اور دربار سرکار کے حالات سے خوب واقف تھا، اس واقفیت سے اس نے اپنی کتاب میں خوب کام لیا ہے۔ مثلاً شہزادہ دل کی خاطر اس نے شراب کے جواز کی تاویل میں جو نیم رندانہ نیم صوفیانہ تقریر کی ہے اس سے صاف درباری مصاحبت کا رنگ جھلکتا ہے۔ اسی طرح جب وہ دشمن سے چوکسی، دوسروں سے راز داری، جاسوسی کا بیان کرتا ہے تو گویا اپنے زمانے کے واقعات اور خیالات کا چربہ اتارتا ہے۔

"سب رس" کی زبان سوا تین سو برس پہلے کی ہے اور وہ بھی دکن کی۔ بہت سے لفظ اور محاورات ایسے ہیں جو اب بالکل متروک ہیں اور خود اہل دکن بھی نہیں سمجھتے، اس لیے کتاب کے آخر میں ایک فرہنگ لگا دی گئی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ عربی فارسی الفاظ کے ساتھ ہندی الفاظ بھی کس کثرت سے استعمال کیے گئے ہیں۔ ایک کام کی بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ بعض محاورات اُس وقت بھی اسی طرح استعمال ہوتے تھے جیسے آج کل۔ مثلاً نشان نہ گمان، جیز کرنا، خالہ کا گھر، کہاں گنگا تیلی کہاں راجہ بھوج، (گھر کے بھیدی تے لنکا جائے (گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے)، شرم حضوری، دیکھا دیکھی، چائیں مائیں کھیلنا، سونا ہو رادن

سگند، دودھ کا جلیا چاچھ پھونک پیتا وغیرہ۔ اس سے الفاظ و محاورات کی تاریخ میں بہت مدد ملتی ہے۔ الفاظ و محاورات کے علاوہ اس کتاب سے قدیم دکنی یا اردو کی صرف ونحو اور بعض الفاظ کے تغیر و تبدل کا پتا بھی لگتا ہے اور اس کی صحیح کیفیت نثر ہی کی کتاب سے معلوم ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) مذکر مونث دونوں کی جمع "اں" سے آتی ہے۔ جیسے باتاں، جھاڑاں، کتاباں وغیرہ۔ بھائی کی جمع بھائیاں، غمزہ کی جمع غمزیاں وغیرہ۔

(۲) ایسے افعال متعدی جن کی ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی احتمالی کے ساتھ "نے" آتا ہے تو فعل ہر حالت میں مذکر ہی استعمال ہوتا ہے، خواہ فاعل مونث ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن دکنی میں مذکر کے لیے مذکر اور مونث کے لیے مونث فعل ہوتا ہے۔ جیسے اس عورت نے کہی، لڑکی نے پانی پی۔

(۳) "نے" کا استعمال بہت بے قاعدہ ہے۔ اس حرف کے استعمال کے قواعد حال میں منضبط ہوئے ہیں۔ میر و سودا کے زمانے میں بھی یہی بے قاعدگی پائی جاتی ہے۔

(۴) فاعل اگر مونث جمع ہے تو اصل فعل بھی جمع ہوگا۔ جیسے "اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دوسرے کوں اپنا حسن دیکھلانا گناہ کر جانتیاں ہیں، اپنے مرد کو ہر دو جہاں میں اپنا دین وایمان کر پہچانتیاں ہیں" شمالی ہند کی پرانی اردو میں بھی یہی استعمال تھا۔

(۵) مونث کی صورت میں حرف اضافت کی بھی جمع آتی ہے۔ جیسے "دل کے فائدے کیاں بہت باتاں ہیں"۔

(۶) اسی طرح ایسی، جیسی، جتنی کی جمع ایسیاں، جیسیاں، جتنیاں آتی ہے۔

(۷) ایسے مصادر کی ماضی مطلق جن میں علامت مصدر سے قبل ا یا و نہیں ہوتا اس طرح بنتی ہے کہ امر کے آگے ا بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے دیکھنا سے دیکھا۔ لیکن دکنی میں بجائے اکے یا لگاتے ہیں۔ جیسے دیکھیا، ملیا، پھریا وغیرہ۔

(۸) "سی" مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ علامت ہندوستان کی کئی زبانوں میں خفیف تغیر کے ساتھ استعمال ہوتی ہے جیسے "نظر سوں خدا کوں دیکھیں گے تو خدا نظر میں نا آسی"۔

(۹) "کر" کا استعمال۔ یہ میراں کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے "دانا ہمنا رہنما کر جانے گا"۔

(۱۰) ضمائر میں بھی کسی قدر تغیر پایا جاتا ہے۔ یو، وو (یہ اور وہ کی جگہ) انو (انہوں نے) انوکوں (ان کو) انوکا (ان کا) ہمنا (ہم کو) جنوں (جنہوں نے) جنوں کو (جن کو) جنوں کا (جن کا) یے (یہ کی جمع کے لیے)۔

(۱۱) الفاظ کے آخر میں "چ" تاکید کے لیے اکثر لگا دی جاتی ہے۔ جس کے معنی عموماً "ہی" کے ہوتے ہیں جیسے۔ "خدا منا کیا سو۔ برے فعلاں چ خاطر۔ یو چ (یو نچہ) یار کوں یار کتے"۔

(۱۲) مانگنا بمعنی چاہنا۔ یہ استعمال اکثر انگریزوں کی زبان سے سنا گیا ہے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ انھیں کا ایجاد ہے، لیکن قدیم دکنی اردو میں یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ انگریز نے بھی اول اول مدراس سے سیکھا۔ جیسے۔ "اگر منگتا ہے دل میں محبت بھرے شراب پی۔ اگر کچھ انچا چڑنے منگتا ہے تو شراب پی"۔

(۱۳) الفاظ کی تذکیر و تانیث کا بھی کچھ زیادہ خیال نہیں۔ مثلاً شراب، خبر، صورت، دنیا کو مذکر لکھا ہے۔

(۱۴) اکثر عربی الفاظ کے املا کو سادہ کر دیا ہے یعنی جس طرح بولتے ہیں ویسے ہی لکھ دیئے ہیں۔ جیسے نفع کو نفا، وضع کو وضا یا وزا، واقعہ کو واقا، منع کو منا، طمع کو طما، معاملہ کو مالمہ، معنے کو مانا۔ چنانچہ طما (طمع) کا قافیہ جما اور

مانا (معنی) کا کھانا لکھا ہے۔ ایک جگہ پیاس اور میراث کا قافیہ باندھا ہے۔
ایسا دکنی میں اکثر ہوتا ہے۔ ان کے ہاں قافیہ کی بنیاد صوت پر ہے۔

(۱۵) اُردو کے جس لفظ میں دو ڈالیں یا ایک ڈ اور ٹ ہوتی ہے تو دکنی میں پہلی ڈال دال بولی جاتی ہے۔ جیسے ڈھونڈہ، کو دھونڈہ ڈانٹ کو دانٹ کہیں گے۔ یہ تلفظ اب بھی یوں ہی کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دو "ڑ" یا دو "ٹ" ایک لفظ میں قریب ہوتی ہیں تو وہاں بھی پہلی ڑے رے اور ٹے تے ہو جاتی ہے۔ جیسے تِٹّا، مروڑ

(۱۶) اُردو میں اکثر الفاظ کا تکرار ہوتا ہے اور یہ تکرار خاص معنی پیدا کرتا ہے، جیسے، گھر گھر در در وغیرہ۔ قدیم دکنی اردو میں ان دو کے درمیان "ے" کا اضافہ کرتے تھے۔ جیسے گھرے گھر، درے در، ٹھارے ٹھار، رگے رگ وغیرہ۔ کبھی ے کی جگہ "ین" استعمال کرتے ہیں جیسے گھرین گھر۔

میں اس ضمن میں یہ لکھنا بھول گیا کہ (دکن کے چار اور شاعروں نے بھی اس قصے کو اپنی زبان میں لکھا ہے اور چاروں منظوم ہیں) ایک تو "ذوقی" ہیں جن کا نام شاہ حسین اور لقب "بحر العرفان" ہے۔ انہوں نے حسن و دل کو ۱۱۰۹ھ میں نظم کیا اور "وصال العاشقین" نام رکھا۔ دوسرے "مجرمی" شاہ میر اللہ ہیں جو بیجاپور کے رہنے والے تھے، انہوں نے اپنی مثنوی ۱۱۸۶ھ میں نظم کی۔ اس کا نام "گلشن جشن دل" ہے۔ یہ دونوں وجہی کے خوشہ چین معلوم ہوتے ہیں اگرچہ انہوں نے اس کا کہیں اشارہ نہیں کیا۔ ان دونوں کا ذکر میں الگ لکھ چکا ہوں (ملاحظہ ہو "اردو" جلد پنجم ص ۴۹۹ و صفحہ ۵۰۲)

سید محمد ولی اللہ قادری ساکن حیدرآباد نے ایک مثنوی چار سو پچاس بیت کی سب رس کے نام سے لکھی ہے۔ شروع کے تین شعروں میں حمد و نعت لکھ کر بیت

(یعنی محبت) کی تعریف میں کچھ اشعار لکھے ہیں۔ اس کے بعد اصل قصہ شروع کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

اتا میری سنو یک بات یاراں
پتستاں ہو پچھیں آیا تھا باراں
مویاں کوں پھر جلایا تھا خدا نے
ہوئی تھی قادری سب جا پچھانے
ہریک سبزا ثنا اپنے خدا کی
کھڑا کرتا اتھا ہریک وضا کی
ہوا یو واقعہ شہر بدن میں
اتھا میں اس وقت ملک دکن میں

یہ تماشا دیکھتا چلا جاتا تھا کہ ایک نورانی صورت نظر آئی۔ میں نے اس کا نام پوچھا تو کہا کہ میرا نام "سب رس" ہے، کیونکہ مجھ میں طرح طرح کے ہزاروں رس بھرے ہیں۔ وہ مجھ سے بڑی مہربانی اور شیریں زبانی سے باتیں کرتی رہی۔ اور کہا کہ میں آج تجھے وہ چیز دیتی ہوں جو اب تک کسی کو نہیں دی۔

رکھی ہوں چیز یک من میں چھپا کر
کہ جیوں رکھتے خزینہ نا دکھا کر
اجھوں لگ میں کسی کو نیں دکھی ہوں
مگر تیری نذر وو میں کرتی ہوں
عطا کرتی ہوں تجھ پر لے ادب دار
دیا جو تو منجے اس کا خریدار
وو سو ہے راز میرے سب جنم کی
حکایت ہے مری شادی و غم کی

عجائب پُر نزاکت ہے حکایت
سلوک ہے ہور مجازی ہور حقیقت
دلی یو بات تو جس کو سناوے
ہنساوے کئیں اوسے کئیں تو رولاوے
توں اس قصے کو میرا ناؤں کہناں
دیا رکھ ناؤں اُس کا جان جاناں

یہ روح ناطقہ ہے اور اپنی ساری سرگزشت سناتی ہے کہ میں کس طرح ملک عدم سے شہر بدن میں آئی اور یہاں مجھ پر کیا گزری اور مکروہات دنیا میں پھنس کر عیش و عشرت اور غفلت میں پڑ گئی اور اپنی اصل کو اور وعدوں کو بھول گئی اور اپنے پیا (مالک) سے دور ہو گئی۔ جب حالت بہت گر گئی تو اُس طرف سے ہیم ورجا کے فرشتے میری ہدایت کو بھیجے گئے۔ پھر میں غفلت سے بیدار اور اپنے کیے سے پشیمان ہوئی اور اپنے اصل پیا کی طرف رجوع کی۔ غرض مصنف نے اس مختصر مثنوی میں اُس سرگزشت کو بیان کیا ہے جو روح پر اصل سے جدا ہو کر انسانی جسم میں داخل ہونے سے گزرتی ہے۔

اگرچہ یہ خیال وجہی کی سب رس کے قصے سے جدا ہے لیکن ہے ماخوذ اسی سے۔ وجہی کی سب رس کا اس میں کہیں اشارہ تک نہیں کیا۔ نظم معمولی ہے۔ کتابت ۱۱۸۰ھ کی ہے جو تصنیف کے قریب کا زمانہ معلوم ہوتا ہے۔

دکنی اُردو کی ایک اور مثنوی "حسن و دل" کے نام سے لکھی گئی ہے۔ اس میں پورا قصہ وہی ہے جو وجہی کی سب رس میں ہے کہیں کہیں خفیف سا تغیر کیا گیا ہے۔ وجہی نے جو اپنی کتاب میں جگہ جگہ وعظ و نصائح کا دفتر کھولا ہے وہ اس مثنوی کے مصنف نے حذف کر دیا ہے اور سادہ قصہ بیان کر دیا ہے۔

ابتدا میں حمد و نعت میں صرف تین شعر ہیں۔ اس کے بعد قصہ شروع کر دیا ہے۔ میرے پاس اس کے دو نسخے ہیں مگر افسوس کہ دونوں آخر سے ناقص ہیں یعنی صرف چند ورق نہیں اس لیے اس کے مصنف کا نام وغیرہ نہ معلوم ہو سکا۔ زبان اس کی صاف ہے مگر کوئی خاص خوبی نہیں۔ یہ دونوں مثنویاں بارہویں صدی کے اواخر کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

یہ چاروں مثنویاں دکنی شاعروں کی تصنیف ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ایک اور مثنوی "حسن و دل" نام سے خواجہ خیرالدین المتخلص بہ خواجہ کی تصنیف ہے۔ یہ ہندستان (شمالی بھارت) کے رہنے والے تھے۔ اُن کی زبان اس کی صاف گواہی دے رہی ہے۔ علاوہ اس کے اپنی نظموں اور قصیدوں میں اپنے آقا سے وطن جانے کی اجازت طلب کی ہے۔ حیدرآباد دکن میں آکر مقیم ہو گئے ہیں اور نواب میر منور علی خاں منورالدولہ منورالملک فرزند سکندر جاہ بہادر کے متوسلین میں سے ہیں چنانچہ اپنی ایک غزل میں لکھتے ہیں۔

معیں ہو یا معین الدین چشتی   یہ خواجہ عازم ہندوستاں ہے

اور ایک دوسری جگہ کہتے ہیں

دکن سے ہند بس مجھ کو بلا لو   مرا جاتا ہوں یا مرشد بچا لو

اپنے آقا سے مثنوی کے صلے میں یہ عرض کرتا ہے کہ مجھے خوشی خوشی وطن (ہندستان) کی اجازت فرمائی جائے۔ حمد و مناجات، نعت، منقبت تقریباً پندرہ صفحہ پر ہے اور بیچ بیچ میں مخمس اور مسدس اور مثلث بھی آ گئے ہیں۔ اس کے بعد عشق کی شان میں نغمہ سرائی کی ہے۔ اپنے مرشد اور صوفیوں کی ثنا

وصفت میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے بادشاہ دکن نواب ناصر الدولہ بہادر اور اپنے آقا نواب میر منور علی خاں کی مدح اور سبب تالیف کتاب کے بیان میں خوب خوب طبع آزمائی کی ہے۔ نواب صاحب کی فرمائش پر خواجہ صاحب نے یہ مثنوی لکھنی شروع کی۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

طبیعت تھی جو از بس عاشقانہ
لکھا ہوں حسن و دل کا یہ فسانہ
اگرچہ پیش ازیں اس داستاں کو
لکھے دکھنی میں استادانِ خوش گو
خصوصاً شیخ ابراہیم ذوقی*
کہے ہیں کیسا ہی موزوں مرد شوقی
لکھے ہیں نثر میں وجدی نے اس کو
یہ یہ دونوں کی ہے فہمید کس کو
مگر اب تک تو ہندی میں کبھی ہم
نہیں دیکھی کہیں واللہ اعلم

چوتھے شعر میں غلطی سے وجہی کی جگہ وجدی لکھ دیا ہے۔ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے آخر میں اپنا نام بھی بتا دیا ہے۔

دعائے خواجہ خیر الدین مسکیں
الہ العالمیں سو بار آمیں

یہ سب بیان ۸ے صفحہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد "آغاز داستاں"

---

* تعجب ہے کہ خواجہ نے ذوقی کا نام شیخ ابراہیم لکھا ہے۔

کا عنوان ہے۔ قصے کی روداد وہی ہے جو وجہی کی سب رس میں ہے۔ البتہ کہیں کہیں تفصیلات میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔ مثلاً جب عقل کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا فرزند دل حُسن کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے اور حالت خراب ہے تو صبر کا مشورہ قبول کر کے وہ بادشاہ عشق کے نام ایک نامہ روانہ کرتا ہے اور اس میں حسن اور دل کے عقد کی خواستگاری کرتا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ نامہ منزل مقصود پر پہنچے اور کوئی جواب آئے بادشاہ کے مصاحب فراست نے کہا کہ صبر نے جو تدبیر بتائی ہے وہ ہے تو اچھی اور مناسب موقع لیکن اگر اس عرصے میں شہزادہ کی حالت فراق حسن میں خدانخواستہ کچھ اور ہو گئی تو پھر کوئی چارہ کارگر نہ ہو گا۔ لہٰذا یہ معاملہ تلوار ہی سے طے ہونا چاہیے۔ وہم نے بھی اس کی تائید کی چنانچہ لشکر کشی کی تیاری شروع ہو گئی۔

وجہی نے دل کے والد کا ذکر نہیں کیا لیکن اس مثنوی میں شروع میں ایک جگہ والد کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ اسی طرح اس مثنوی میں بادشاہ عشق کے وزیر کا نام مہر لکھا ہے۔ اور فوج کے سرداروں کے نام مشقت خاں، محنت بیگ خاں قزلباش، حسرت خاں بہادر افغان، شیخ استغنا وغیرہ تجویز کیے ہیں جو اصل کتاب میں نہیں ہیں۔

جس طرح وجہی نے اپنے قصے میں جگہ جگہ وعظ و پند کے طومار سے کتاب کا حجم بڑھا دیا ہے، اسی طرح خواجہ صاحب نے بھی موقع بے موقع غزلیں، مخمس، مسدس، مثلث، مسبع اور تضمینیں لکھ کر کتاب کو طویل بنانے میں کمی نہیں کی۔ مگر ان کی زبان بہت صاف اور اچھی ہے۔ عاشقانہ مضامین خوب لکھتے ہیں۔ بہت پرگو اور خوش گو ہیں۔ لکھنے پر آتے ہیں تو لکھتے ہی چلے جاتے ہیں کہیں رکتے نہیں۔ کلام

میں آمد ہے۔ کتاب ۱۲۶۴ھ کی تصنیف ہے۔

مدّت ہوئی مجھے سب رس کے دو نسخے دستیاب ہوئے تھے، ایک حیدر آباد میں دوسرا بیجاپور میں۔ ان میں سے ایک تو بمقام دولت آباد ۱۱۱۱ھ کا لکھا ہوا ہے اور دوسرا ۱۱۷۰ھ کا۔ یہ دونوں نسخے صاف لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد دو اور نسخے ملے جو ایسے اچھے نہیں تھے اور ایک ان میں سے ناقص ہے۔

اول تو قلمی نسخوں کا پڑھنا جن کے رسم خط کی وجہ سے طرح طرح کی غلط فہمی ہو جاتی ہے، پھر ایسی پرانی زبان کا پڑھنا اور سمجھنا جس کے اکثر محاورے اور الفاظ نہ اب بولے جاتے ہیں اور نہ سمجھے جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر کاتبوں کی اصلاح، یہ ایسی دقتیں ہیں کہ مقابلے، تصحیح اور تحقیق میں بہت وقت صرف ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے چھپنے میں اتنی دیر ہو گئی۔

عبد الحق

کوئٹہ (بلوچستان)۔ ۱۲ جون ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام مصحف کا معنی الحمد للہ میں ہے مستقیم، ہور تمام الحمد للہ کا معنی بسم اللہ میں ہے قدیم، ہور تمام بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے ایک نقطے میں رکھیا ہے کریم۔ سچ دیکھ خاطر لیا اتال۔ حدیث بھی یوں آئی ہے کہ العلم نقطۃ وکثرہا جہال یعنی علم ایک نقطہ ہے جاہلاں اسے بڈھائے جہالت کوں اس حد لگن لیا ہے۔ ہور فارسی کے دانشمنداں، جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں، انوں کوں یوں بھایا ہے، انوں میں بھی یوں آیا ہے کہ "اگر درخانہ کس است، یک حرف بس است۔ ہور گوالیر کے چاتراں، گن کے گراں، انوں بھی بات کوں کھولے ہیں، یوں بولے ہیں — فرد:

پوتی تھی سو کھوٹی بھئی ہنڈت بھیا نکوے
ایکھی اچھر پیم کا پھیرے سو پنڈت ہوے

قدرت کا دھنی سہی، جو کرتا سو سب وہی۔ خدا بڑا خدا کی صفت کرے کوئی کیتیک، وحدہٗ لاشریک۔ ماں نہ باپ، آپیں آپ۔ پروردگار، سنسار کا سرجنہار۔ جیتی جیکوئی قدرت دہرتا ہے صفت اس کی اپنے پرتے کرتا ہے۔ وو بے حد، اس کی صفت کوں کاں ہے حد، احد صمد لم یلد ولم یولد۔ بیت:

کسے ہے حد جو خدا کی صفت کی حد پاوے
ہر ایک بال کوں گر سو ہزار جیب آوے

جس کی نانوں خدا ہے، وو سب سوں ملیا ہور سب سوں جدا ہے۔ کوئی کیوں اسے کہے ہے کر یوں ہے، خدا ہے، جیوں کہیں گے تیوں ہے۔ کون سمج سکتا خدا کی گت، ایک اپے لاک صفت۔ ہزار اور ایک اس کا نانوں اس کی معرفت کھٹا دیں کھٹاوں۔ بیت :

جہاں جکچھ ہے وہاں سب اہے ظہور اس کا
ہر ایک شے منے دیتا ہے جلوہ نور اس کا

خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناظر خدا سکتا، جسے جیوں منگتا اسے ووں رکھتا۔ سات زمین سات آسمان ہیں اس کا کھیل۔ جو کچھ وو کرے سو ہوے، اس کے حکم کوں کون سکے ٹھیل۔ آپیں آپ جل جلال، دم مارنے یاں کسے نیں مجال۔ بیت :

اس کٹھار پر کسے ہے نظر جو نظر سٹے
گر جبرئیل ہوے تو یاں بال و پر سٹے

عجب عجب * اس کے کام انسان کیا کر سکے فام۔ پیدا کیا زمین پیدا کیا آسمان، سب دانایاں سب دانشمنداں حیران۔ کیا ولی کیا نبی سجدہ کیئے اس کٹھار ** بھی۔ قادر قدرت کا دھنی غنی مستغنی۔ ہوتا سب خدا کا بھاتا، ہو کنے میں ہو جاتا۔ یاں چرا نہ چول، جیوں عربی میں کتا ہے کن فیکون۔

شعر : دھنی جو دھرتی دھریا ہور بھی دھرے سو ہوے
کسی کے کرنے تے کیا ہوے خدا کرے سو ہوے

---

* (ن) عجائب عجائب
** (ن) یاں

عاشق کوں عشق، معشوق کوں حسن دیا، اُن دونوں میں اپنا بھید پرگٹ کیا۔ ایکس کوں کیا پُرس، ایکس کوں کیا ناری، ایکس کوں کیا پیارا، ایکس کوں کیا پیاری۔ نہ یو اسے دیکھیا نہ وہ اسے جانے ایکس کوں دیکھ ایک ہوئے دیوانے۔ دو دل ایک دل ہوتیں جھٹ تے، سراں تے گزرتے جیواں پر اُٹھتے۔ سرجیا یوں کچھ سرجنہار، کریم رحیم مہروان کرتار۔ بیت:

یو خاصیت ہے عشق کی یاں کوئی کیا کرے
بیگانے کوں یو عشق مُلا آشنا کرے

بہوت لطافت سوں پیدا کیا حسن، عشق بیں رکھیا اپنے خاصے گن چُن چُن۔ نشان نہ گمان جان نہ پہچان، ایکس کوں دیکھ ایکس پر ایک حیران، پریشان، سرگردان۔ دیکھے نہ دکھلائے، ایکس کوں ایک بھائے۔ دل سو دل پران سو پران، جانو قدیم آشنا جانو قدیم جان پہچان۔ ایکس کی خاطر ایک تلملتے جیتے، ایکس کی خاطر ایک ترستے تپتے۔ بیت

دوڑیا ہے عشق جس پر لہوا کھینچ باند کر
ایکس کے ہاں ایکس کوں دیا ہات باندکر

سگے ماں باپ سوں ہوتے بیزار، جس یار سوں جیو لگیا اس یار سوں اختیار۔ ماں باپ پال پال جنم کھوتے، یو سو آخر کسی اور کے ہوتے۔ جیو لگیا ادھر بچارے ماں باپ تمال کدھر۔ ماں باپ کوں سمجے جیوں خیال ہور خواب، بھائی تو بچارا کس میں حساب۔ انو نے اپنا نفا کھینچے، ماں باپ اپنی خاطر کو جفا کھینچے۔ عشق نے کھیل یوں کھیلیا کھٹاریں کھٹار، اس کھیل کو نا دکھنا دیسے یہ نہ ہانک نہ پکار، ہر ایکس کوں ہر ایکس سوں قول قرار، سب آپس میں اپنے یار۔ پیار دل بھیتر، موں پر لوگاں کا ڈر۔ لیکے پیار کوں کوئی سنبھال رکھتا، دل بھیتر کوں کنے منا کر سکتا۔ اپنے دل میں ہر ایکس کوں ہے پادشاہی دہاں دوسرے کی نہیں پھر سکتی دوہائی۔ بیت:

پاوے بقا جو عشق میں ایسے فنا کرے
یو ٹھار نیں ہے وو جو کسے کوئی منا کرے

عشق ہم باطن ہم ظاہر، عشق سب جاگا حاضر ناظر، عشق نڈر، عشق پادشاہ، عشق کوں کس کا ڈر، عشق ہم مست ہم ہوشیار ہم بے خبر ہم باخبر۔ عشق سلطان چھتر اس کا رسوائی، عشق کا تخت استغنائی عشق کا حشم بے پروائی عشق لاوبالی، عشق سب ٹھار بھریا ہے عشق کیس نیں خالی۔

عشق ہرگز کسے جدا نہ دہرے ۔ عشق دو کوں ملاکے ایک کرے
عشق سرمست لا اُبالی ہے ۔ عشق اب بھاوتا خیالی ہے

ایک عشق اس کے ایتے رنگاں، ایتیاں صورتاں، ایک اپے اپنیاں ایتیاں مورتیاں۔ عشق دو کے دلاں میں سٹیا غلبلا، دونو کے دلاں میں عشق کی بلا، عشق ہے تو حسن دستا خوب، عشق ہے تو نظر تلے محبوب، عشق ہے تو ہر یک کام کا لگتا دھندا، عشق ہے تو کوئی صاحب ہوتا کوئی بندا، عشق کدھیں عقل کدھیں دیوانہ ہوتا، کدھیں ہنستا کدھیں ہنس ہنس روتا۔ فرد:

عشق سا ندی ہے عشق سدی بچ
کدھیں کچھ ہے کدھیں سو کچھ کا کچ

اپس سوں اپے لگالیا۔ کسے کیا کہے کنے کیا کیا۔ آپی کیا اُسے کیا علاج، جیسا پڑے ویسا سوسے باج۔ ادہر بھی اپے اودہر بھی اپے۔ اپے ترستے، اپے تپتے۔ اپے اپس کوں دیکھے دکھلاوے، اپے اپستے اپسکوں چھپاوے۔ اپس کنے اپنی کرے فریاد، اپے دیوے اپنی داد۔ دین و دنیا کوں دیا عشق نے آرائش پیدا کرنہارے نے یوں پیدا کیا پیدائش۔ فرد:

سب میں وو ہے تو دل ہے سب کا شاد
سب میں وو ہے تو سب میں ہے یو سواد

عشق میں اپے ہے تو اس میں ہیں ایتے چالے، عشق میں اپے ہے تو اس

میں ہیں یو مستی یو خوشی لیوا والے۔ عشق میں اپے ہے تو اسے سب ٹھار گزر، عشق میں اپے ہے تو اسے سب جاگا کی خبر۔ بے نہایت رنگ چھیل، ایک کھیلتا اپنے کھیل۔ با ٹاں بہوت دے ٹھار ایک۔ کھیلاں بہوت وے کھیلنہار ایک۔ عشق کی صورت کیسی ہے کر کیوں کہیا جاتا، معنی بیچونی ہے۔ چگونی پر آتا۔ عشق خدا کی ذات ہے چھپا رہتا۔ جو کوئی یو باٹ پاتا وو آخر یو کچھ کہتا۔ یہاں جسم کوں دیکھنا مشکل ہے جاں کوں کیوں دیکھیا جاتا۔ تخت کوں دیکھنے نہ پاوے سلطان کیوں دیکھیا جاتا۔ جسم ہور جان کا ایک مانا۔ وے آشنا ہے جو یو باٹ ٹک سمجے جانا۔ عشق ہور خدا کچھ جدا نہیچ، بات جدا پن بھید وا ہیچ۔ عشق ہوتا ہی جہاں تمام، دہا کچھ خدا ہے بلکہ دو چہ خدا ہے والسلام۔ واصلاں نے بولے ہیں واللہ، اذاتم العشق فہو اللہ۔ رباعی:

دنیا ہے فنا پہ رہتا ہے جس رسے ٹک
دو میں تے اسے جان نہ دسے تسرے ٹک
گر ہو سوں مل ہو جہ ہونے منگتا ہے
تو یاد کرنس ہو کوں اپس بسرے ٹک

در نعت محمد مصطفیٰؐ و چہار یار
و منقبت علی مرتضیٰؓ:

ابا بکر صدیق صادق ہیں خاص | کئے خارجیاں کوں شریعت میں راس
عمر جب نبی کے امت میں ہوئے | یہودی عرب نے جو تھے سر نوے
جمع کر جو عثمان قرآن کوں | شرم کا دیے زور ایمان کوں
توڑیا کفر علی ہت لئے ذوالفقار | خدا بعد محمد بھی چار وہیں یار[۱]

---

[۱] یہ اشعار دوسرے نسخے میں نہیں۔

عشق خداکوں بھید پاتو اپنا حبیب کر محمد کوں پیدا کیا۔ عشق خداکو بھید پا تو اس کی خاطر آسمان زمین ہو یدا کیا۔ اگر محمد نا ہوتا تو آسمان زمین نا ہوتا، اگر محمد نا ہوتا تو ماہ ہور دین نا ہوتا، اگر محمد نا ہوتا تو دنیا ہور دین نا ہوتا۔ صاحب طٰہٰ ویٰسین، صاحب الا رحمۃ العالمین۔ جس کے نور تی عالم نے پایا روشنی، لولاک لما، خلقت الافلاک کا دھنی، اول خدا ہے، نبی دویم، سویم ہے ولی۔ یو تین نانوں بھئے مومن کے دل کو تجلی۔ محمد کوں جس رات ہوی معراج۔ وہاں دوسرا نہ تھا کوئی علی باج۔ گیان دھیان کے کام تمام محمد نے لیا پا۔ جو کچھ پانا تھا سو محمد نے پایا۔ جو کچھ محمد نے پایا سو علی کو سمجھایا۔ یو سمجھ علی کے تقسیم آیا۔ علی خداکوں بھایا رسول کوں بھایا، محمد نبی، علی ولی، نبوت خدا کی پیشوائی، ولایت محبوبی، ہور استغنائی نبوت کار سازی، ولایت بے نیازی۔ ولایت ہا گلے یار کا۔ نبوت دھندا گھر دار کا۔ ولایت اگر نبوت آتی۔ نبوت آئے تو کیا ولایت جاتی۔ فرق دھندے کا ٹک میانے آتا۔ کسے کچھ سن پڑتا، کوئی کچھ پاتا۔ حضرت کہیں خدا شاہد، انا و علی من نور واحد۔ تن سوں تن، جیو سوں جیو، دم سوں دم، نبوت محمد پر ادر ولایت علی پر ختم، ابا بکر عمر ہور عثمان، جنوں کی نیکی جانتا سب جہان۔ حضرت کے یاراں ہیں، بزرگواراں ہیں، ایکس تی ایک سب بھلے، جیوں خدا رسول فرمایا تھا تیوں چلے لاف نیں کیے خلاف نیں کیے۔ حق پر چلنہارے ابیچ اچھتے ہیں۔ خدا کے پیارے حضرت کے یار، جنوں سوں حضرت کرتے تھے بچار۔ آخر بعد از حضرت کے بیٹے حضرت حضرت کی ٹھار

ہر ایک حال خداکوں یقین سوں جپنا
ولایت ہور نبوت یو قرب ہے اپنا

ولایت کی جاگا پر نبوت کے جا صدر، ایکس تی یک خوب ایکس تی ایک

خوب تر۔ خدا بہوت بڑا، سب ٹھار حاضر سب ٹھار کھڑا، سب میں اپنا نور بھریا، کسے کچھ کسے کچھ کسے سب کچھ کریا۔

سبب تالیف کتاب و مدح بادشاہ!

سلطان عبداللہ، ظل اللہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، دشمن پرور، ثانی سکندر عاشق صاحب نظر، دل کے خطرے تی باخبر صورت میں یوسف تے، اگے آدم بے ہوش ہوتے۔ پتھر پگلے۔ حکمت میں افلاطون شاگرد، سخاوت میں حاتم کا کھوے برد، شجاعت میں رستم گرد۔ عالی ہمت غازی مرد، شمشیر ہور ہمت کے صاحب، نیم دھرم اور ست کے صاحب، دارا در، فریدوں فر۔ کلیم بیاں، مسیحا دم، مریخ صولت، زہرا عشرت، خورشید علم، اصباح کے وقت، بیٹھے تخت، یکایک غیب تی کچھ رمز پاکر، دل میں انچہ کچھ لیا کر۔ وجہی نادر من کوں، دریا دل، گوہر سخن کوں۔ حضور بلائے پان دئے بہوت مان دیئے۔ ہور فرمائے کہ انسان کے وجود وچہ میں کچھ عشق کا بیان کرنا اپنا ناؤں عیاں کرنا، کچھ نشان دھرنا، وجہی ہو گنی گن بھریا، تسلیم کرکر سر پر ہاتھ دھریا بہوت بڑا کام اندیشیا[1]۔ بہوت بڑی فکر کریا۔ بلند ہمتی کے بادل نے دانش کے میدان میں گفتاراں برسایا۔ قدرت کے اسراراں برسایا۔ بادشاہ کے فرمائے چینتیا، نومی تقطیع بیتیا کہ انگے کے آن ہارے، ہمیں بھی کچھ تھے کر سمجیں بارے ہمارے گن کوں دیکھے سو ہمنا دیکھے، گنگا دیکھے سو جمنا دیکھے، ہمنا تے بھی آنگے تھے سو انو کو کچھ بھی تمیز کریں، ریاضت ہماری مشقت ہماری چیز کریں، عاشق کوں عاشق جانتا، عاشق کوں عاشق پہچانتا۔

بیت

کند ہم جنس باہم جنس پرواز ۔۔۔ کبوتر با کبوتر باز با باز

---

[1] اندیشیا

مورگ آسودے دیوانے نہیں جلے سو جلے کی بات کیا جانے جیوں تیوں اس دنیا میں کچھ یادگار اچھے تو خوب ہے۔ یو جھاڑ ہے اس جھاڑ کوں کچھ بار اچھے تو خوب ہے۔ اس دنیا میں ہے گی سو بات ہے، باقی دو دیں کا سو رات ہے، جنے کچھ سمجیا عاقبت لگن، اُنے اپنی جاگا رکھیا اپنا گن۔ اس تے نیں رہا گیا کچھ کہا گیا کہ شاید کدھیں کوئی عاشق پھری ٹک تلے، ٹک جیو بھرے، ٹک مستی چھرے، ٹک تو پھرے ہور سمجے کہ ان عاشق کامل نے کیا بولیا ہے، کیس کیس جاگا پر کیسے کیسے بھیداں کھولیا ہے، ہم گلاب میں آبلوج گھولیا ہے، ہم مانک موتی رولیا ہے، داد دیوے امداد دیوے، مراد دیوے۔ کسے کچھ سنپڑے۔ کسے کچھ فیض انپڑے۔ فرد:۔

دہی ہے صافی کہ جس صافی تے صفا کوئی پائے
دہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوئی پائے

اپنا جد جو دھرتے ہیں، لوکاں باغ جو کرتے ہیں، سو اسیچ خاطر کرتے ہیں کہ کوئی خوب جتر بھوگی ہوس نایک عاشق ہوکے اس باغ میں آوے۔ محظوظ ہوئے، آرام پاوے۔ باغ کے صاحب کوں دعا کرے، پھولاں سوں گود بھرے، رنگ میں ڈبا مرے آس اسی تے کچھ لگے باس۔ اسے فیض انپڑے ہمنا کوں ثواب، خدا خوش، رسول خوش عالم خوش اس باب۔ فرد:۔

جنے جو دل کوں لیا ہات کچھ کسی کوں دیا
ہزار کعبے بندھایا ہزار حج بی کیا

در زینت سخن و در نام کتاب گوید

یو قدرت اللہ ہے، یو اسرار اللہ ہے، یو الطاف اللہ لا الٰہ الا اللہ یو عجب کتاب ہے سبحان اللہ۔ اس کتاب کا ناؤں سب رس، سب کو پڑھنے آوتے ہوس، بول

بول کوں پڑھے اس، یادگار ہو اچھے گا دنیا میں کئی لاکھ برس۔ ہور یو تیج نذید عاشقاں کے گلے کا تعویذ۔ یو کتاب سب کتاباں کا سرتاج، سب باتاں کا راج، ہر بات میں سو سو معراج، اس کا سواد بجھے نا کوئی عاشق باج۔ اس کتاب کی لذت پانے عالم سب محتاج۔ کیا عورت کیا مرد، جس میں کچھ عشق کا درد، اس کتاب کو سینے پڑتی ھلاسی نا، اس کتاب بغیر کوئی اپنا وقت بھلاسی نا۔ جو کوئی پڑے گا جس جس کا اثر پڑے گا۔ جو کوئی اس کتاب کا سمجھے گا مانا، کیا حاجت ہے اسے کیف کھانا یو کتاب عاشقاں کا جیو صاحب، معشوقاں کا یار مصاحب، یو رنگ رنگ کے پھول، سر رنگ مقبول، سب کسے بھاتے یو پھول، دائم تازے، ہرگز نیں کملاتے، ایسے خوش باس کہ پھولاں اچھول کسی باغ میں نیں کھلے ایسے پھولاں اچھی کسے نیں ملے سنگنے دل میں بھرے اباس، کہاں ہے وہ پھول جس پھول میں ایسی باس جو کوئی یو کلام سنے گا۔ پڑے گا ہور فاتحہ نہ پڑے گا تو وو بے خبر خام ہے، اس کی دانش پر اس بات کا لذت حرام ہے، کیا واسطے کہ یو بات نہیں یو تمام وحی ہے الہام ہے۔ جسے خدا کی محبت سوں غرض ہے، اس پر فاتحہ ہمارا فرض ہے۔ اگر ممات ہے تو ادھر کی سعادتی کا۔ وگر حیات ہے تو ادھر کی سلامتی کا۔ اگر کسی میں سخن شناسی ہور اسرار دانی ہے تو یو کتاب گنج العرش، بحر المعانی ہے، جیتا کوئی طبیعت کے کواڑ کھولے گا اس کتاب میں نیں سو بات کیا بولے گا، جو کچھ آسمان ہور زمین میں ہے سو اس کتاب میں ہے، جو کچھ دنیا ہور دین میں ہے سو اس کتاب میں ہے، ہرگز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نیں کیا، اس دعا بات کو سلاست نیں دیا، ہر ایک بشر کا کام نیں، ہر ایک بے خبر کا کام نیں۔ اس کتاب کوں وو بجھیگا جو کوئی صاحب راز ہے۔ یو کتاب تمام اعجاز ہے۔ اگر دین ہور دنیا کا امید پانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ۔ اگر بڑا ہو کر عالم کوں بھانے منگتا

ہے تو یو کتاب دیکھ۔ کہ سدھیں مرشد ہیں۔ مسلماناں میں پیر و مرشد ہوے گا، ہندواں میں جنگم سدھ ہوے گا۔ ہم ہندو تجہ تی باٹ پا تجے مانیگے، ہم مسلمان تجے ٹرا ہے کر جانیں گے، ایک کلیمے کا فرق ہے، باقی خدا کی وحدانیت میں ہندو ہور مسلمان غرق ہے، اگر خدا کوں سمجے ہور اسے ایمان ہووے عجب کیا جو ہندو بھی مسلمان ہووتے۔ اس بات گی جو کچھ بات ہے سو سمجانے ہارے کے ہاتھ ہے، اگر سمجا تہاٹر واصل اور کامل ہے، وو ہندو بھی اگر دانا ہے تو اسے بی بے جیوتی دل ہے۔ خدا حق ہے اور حق سب ٹھار ہے۔ آدمی کے جنس کوں حق پر آتے کیا بار ہے جیتے چوسالاں، جیتے فہم داراں، جیتے گن کاراں ہوتے سن آج لگن، کوئی اس جہاں میں ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں نہیں بولیا، اس بات کوں، اس نبات کوں یوں کوئی آب حیات میں نہیں گھولیا یوں غیب کا علم نہیں کھولیا، خضر کے مقام کو انپڑنا تو اس بات میں پڑنا، میں تو یو بات میں کیا ہوں۔ عیسیٰ ہو کر بات کو جیو دیا ہوں۔ دانش کے باغ میں آیا بہار ہو کر پھولاں کھلایا، اگر کوئی کوڑ ہوڑ جہالت سوں، بد اصالت سوں، رذالت سوں بات کرے نا سمج یو مایا۔ تو خدا بی اس جا گا حضرت جیسے کوں کہیا ہے کہ کوڑاں ہیں مجہول، نامعقول، مردود نا قبول سن یا رسول۔ اول کے پیغمبراں کو بی یے آیتہ اتری تھی اس وصول کہ و اذا خاطبہم الجاہلون قالو سلاما۔ یعنی اگر کوڑاں کا یو فام ہے تو کوڑاں کو ہمارا اسلام ہے۔ انوں پر خدا کی نیں رحمت انوں پر خدا کی لعنت، خدا اس بات کا مانا کھولیا ہے، خدا یو بات بولیا ہے۔ دائم انو کی ہاری بازی، خدا انو تے کدھیں نیں راضی، جاہلاں جہالت پر جاتے، جدیں سمجاتے بی حق پر نیں آتے۔ کافر تاریک دل، توبہ استغفر اللہ بہوت مشکل اور گوالیارکے فہیم، انوں بی یوں کتے ہیں، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ کہ کوڑے بہشت، کوڑ سوں

مشت۔ بات یوں ہی آئی کہ جانتے کا کر، انجانتے کا بھائی۔ فارسی میں یو بولتے ہیں کہ کوڑ پر پردا سٹے ہیں فراموشی، جواب ابلہاں خاموشی، کوڑ کی ذات، نہنا فہم بڑی بات، نہ آپس کوں جانے، نہ دوسرے کوں پچھانے، یو کوڑ پاپی۔ خدا کے رانے۔ یو جہنمی، کج فامی کی انو کوں کیا کمی، جاں فہم کی بات آئے وہاں کوڑ کی جھاوں نہ پڑیا جائے، چراغ میں چرچرہ رنگ میں کر کر، کافراں کوڑ تھے تو محمد تے معجزا دیکھے بھی ایمان نیں لیائے، لا علاج تو تیغ آئے، انو کے دلاں، انو کیں کیاں انکھیاں انو کے کاناں قدرت سوں باندکر غفلت کی دی گرہ جو مصحف میں خدا کتا ہے کہ ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوہ، جنوں کو خدا باٹ دکھلایا تھا جنوں کے دل میں خدا کا کچھ محبت آیا تھا جنوں کے دل میں دانش نے کیا تھا گھر، انو دیکھتیچ کہے کہ تمہیں حق کے برحق پیغمبر۔ بات کے سنتیچ مسلمان ہوئے۔ صاحب ایمان ہو کر جاہل کیسے بھاتا ہے، جاہل پر قتل واجب آتا ہے۔ جاہل تھے تو خدا کے فرمان کوں نیں بچارے، جاہل تھے تو ہویاں سوں انو کوں مارے۔ جو قوم کافر ہو جہال ہے، مسلمانوں کوں خون انو کا حلال ہے۔ ملا روم جو خدا کے عشق سوں متے میں جا بلے کو انوں بھی یوں کتے ہیں، بے جہال ابو جہلم محمد بہر دانایاں، دیکھو یو عارفاں کی کا ماتا انپڑتا ہے کاں۔ غرض بہوت نادر نادر باتاں بولیاں ہوں دریا ہو کر موتیاں رولیا ہوں، موتیاں کی موجاں کا میں دریا ہوں، تمام موتیاں سوں بھریا ہوں اس دریا میں غوطہ کھائیں گے، تو جا گا جا گا کے غواصاں موتیاں پائیں گے۔ یو کتاب عجائب ایک بند رہے، اگر سورج منگتا و گر چند رہے، فرہاد ہو کر، دونوں جہاں سے آزاد ہو کر دانش کے تیشے سوں پہاڑاں اٹھایا، تو یو شیریں پایا۔ تو یو نوی باٹ پیدا ہوئی تو اس باٹ آیا ناداناں اتی باتاں میں یو بھی ایک باٹ کر جانے، وے یو باٹ کیوں کاڑے کس وجہ سوں نکلی محنت نیں سمجھے مشقت نیں پچھانے۔ انو کوں نیں کتے زبان آور — یہ

بستے جناور۔ عقل میں سرد۔ غصے میں تپتے، انو کوں عربی میں حیوانِ ناطق کہتے، نادان
کا وجود عدم ہے، ہیچ میں شمار۔ داناہاں کوں سمجھے کی ہے ٹھار۔ دانا سو ہم دل
ہے، دانش کے آگ پگلے گا۔ دانا ہمارا ہے، ہمارا حکم اس پر چلے گا، دانا ہمنا
رہنما کر جانے گا، ہادی ہے کر پہچانے گا۔ یو بات نہ تھی سو نکلی اتال، تو بی یکا یک
چلنے کس کا مجال۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے دل کی تہویاں میں چھپے آنا ہے تو یو بات
پاتا ہے، نہیں تو یو بی کیا کچھو شعبدان کا کھیل ہے یو بی کیا کچھ کھایا ہے۔ ہماری
بات میں عجب کچھو ٹونا ہے، جنے سنیا اُنے گھائل ہوتا ہے۔ غرض اتال رہیا دیک
کر کتا ہے اسی کوں کرتا منا کتا جنے جگن کار کرتے ہیں گن اس باغ میں تی لیس گے پھول
چن چن، جس کے دماغ میں پھول کی باس جاوے گی، تازی ارواح تن میں آوے گی
جکوئی اچایا بنیاد اول آخر دی استاد، یو عجب نظم ہور نثر ہے، جانو بہشت میں کا
قصر ہے۔ سطر سطر پر برستا ہے نور، ہر یک بول ہے ایک حور۔ اسے پڑھ کر جنے
خط پایا جانو بہشت میں آیا، یہاں خدا بھی بولنہارا ج ہے، جکوئی بات ہماری چلیا
وو ہمارا ج ہے۔ ہر چند فہم داری۔ چلیا تو کیا ہوا بات ہماری ہے۔ اگر نکتہ کسی
نے کچھ جانیا، ہم ظاہر ہم باطن اسے نیں مانیا، تو وو مسلمان نیں اسے ایمان
نیں، ایسے سے ڈرنا، بہوت بہوت پرہیز کرنا۔ یو بی ایک چوری ہے، یو بی یک
حرام خوری ہے۔ نمک بر حرام، اس کا کیا اچھیگا نام، جسے انصاف کی نیں
سکت، ملے سے دل کا دبیج میں انپڑتی لت، جنے انصاف چھپایا اپنے دل کو بدل
کیا کام گنوایا، حاجت نی جکوئی کرے زبان، ایسی کوں اپے کیا نقصان، اگر تو
ہے فہمدار۔ اپنی رنج نکو بار۔ یو بات دل میں رکھ مرداں کی یادگار۔ جنے رنج
کوں جلایا، انے خدا کوں پایا۔ رنج کچھ جدا ہے۔ رنج میں خدا ہے۔ رنج کے
گھٹ نکو پی گھٹ گھٹ۔ اگر کچھ نہیں تو ٹک پکار تو بھی اُٹھ ساس تو بی

بھر، جب تمکو اچھ نا کچھ تو بھی کر دل میں اجالا پڑے گا، موں پر نور چڑھیگا یو بات اعجاز ہے اس بات میں خدا کا راز ہے، یہ بات غیب کی آواز ہے ماننا، جاننا، پہچاننا۔ انسان یعنے گیان، جس میں کچھ گیان نیں وہ حیوان۔ بے درد نامرد، مرد میں درد سخت بے کرڑ، وہ آدمی نیں پتھر۔ عاشق معشوق سوں دل بند اچھتا ہے، عاشق بہوت دردمند اچھتا ہے، بے درد دردمنداں کوں کیا جانتے۔ یو نداں ستمنداں کو کیا جانتے، معشوقاں کے نازاں کیا سمجھتے، عاشقاں کے چھنداں کوں کیا جانتے۔ اتنا عجب، اتنا حسد، جو حق سے گزرے انوں میں کیا اچھے گا خدا۔ انوں کوں حق کیوں ہونا مدد۔ موں پو مسجد دل میں بتخانہ خدا تو سمجھتا ہے یو بانا، آدمی کے حضور چھپایا۔ خدا کے حضور کیوں چھپانا، یعنے عجب لوکاں ہیں او نہ حرم، انوکوں خدا کی بھی نیں شرم، مسلماناں میں آتے جاتے مسلمان کہوتے، اگر یو ہے مسلمانی تو کافراں کی کیا ہے نشانی۔ اتا لوری بات باڑیا، گاڑیا سو گنج کاڑیا۔ سمجھنے میں تھا سو لیا، بات دکھلایا۔ ہمیں تو بہوت سندسوں بات سنوارتے۔ اتنا جل یو بات چلنہارے، جس کا دل صاف اچھے گا، جس میں کچھ انصاف اچھے گا۔ مصحف کی سوں وہ ہمنا بہوت پائیگا خوب ہمنا پہچانے گا۔ جس کا دل روشن ہے وہ نور کا گلشن ہے، جکوئی نور ہوا وہ خدا کے حضور ہوا، ہر کچھ اجالے میں نظر پڑتا .....، اندھارے میں کار ہنارا، اڑتا، تو پھڑتا، بڑبڑاتا، اجالے کے رہنہاریاں سوں لڑتا جھگڑتا اندھارے کو اجالا کر سمجتا، لال کوں کالا کر سمجتا۔ یو بڑا اجالا، اس کا موں کالا، جس کے دل کو صفا ہے، اسے بہوت نفا ہے، دل کی صفائی کن نے پائی، جسے خدا دیا اسے آئی، دل کی صفائی نہ کچھ خیال ہے، عین دھیان ہے، یہاں کچھ ہے غرض، کہ ہیں اللہ نور السموات والارض، یعنے خدا آسمان ہور زمین

کا نور ہے، اس کا نور ہر شے میں بھرپور ہے۔ نور ہو تو نور سوں ملایا جائے ظلمات سوں نور کیوں ملنے پاتے۔ ظلمات کوں نور سوں کوئی کیوں کر ملائے، اتیا ہے، جو کچھ عقل اچھے تو جنے دیکھا دو دور تے دکھلائے۔ کام بھوت خاص کیا ہوں۔ جلتی عمارت راس کیا ہوں، یو غیب کی بشارت ہے، جیسے عمارت کتے سو یو عمارت، ماٹی پتھر کی عمارت کچھ سدا رہنہاری نہیں، دو بے وفا کچھ اس میں وفاداری نہیں، دنیا دو دیں کی کوئی نہیں کس کا، آخر رہے گا سو یو چہ قدر جانتا اس کا۔ مال دھن سب خرچ جا وے گا۔ آخر یو چہ کام آوے گا، آخر نام یو چہ اچھا دے گا، تمام یو چہ ہے۔ کام یو چہ ہے یو خدا کی عنایت یاں کیا شکایت، خدا بھوت بڑا ہے نہایت۔

آغاز داستان زبان ہندوستان

نقل۔ ایک شہر تھا اس شہر کا ناوں سیستان اس سیستان کے بادشاہ کی ناؤں عقل۔ دین و دنیا کا تمام کام اس تے چلتا۔ اس کے حکم باج ذرا کیں نیں ہلتا، اس کے فرمائے پر جنے چلے۔ ہر دو جہان میں ہوئے بھلے دنیا میں خوب کہوائے۔ چار لوکاں میں عزت پائے، جاں رہے کھرے ہوا خدا قبول پڑے، نہ آفت دیکھے نہ زلزلا، اپے بھلے تو عالم بھلا۔ کسی کوں برا بولنا یو وسواس ہے، بھلائی برائی سب اپنے پاس ہے، اپے چل نیں جانتے دسریاں پہ برا مانتے۔ اول اپنی خبر میں اپے رہنا، پیچھے دسریاں کوں برا کہنا، جنو اپس کو پچھانیا، انے سب جانیا۔ جدہر ڈھلتا ہے ادھر عقل کے اجالے میں چلتا ہے۔ آدمی نے عقل چھوڑیا، دیوانہ ہوا اپنا سر اپے پھوڑیا، عقل میں جو کا کلوت ملتی، تو حرمت میں نقصان ہوتا۔ مدعا دور پڑتا دل تی۔ اگر منگتا ہے جو دل کوں تازہ رکھے، مدعا پاوے، تو بھلا ہے جو عقل کو کا کلوت کوں نا ملا دے

سکت ہے تو عقل میں ہمت کوں کر شریک۔ یو بند ہے، اگر تجھ میں کچھ سمج ہے تو سیکھ۔ جکوئی یو جلینت چلتا ہے دد کا ل ہوتا ہے، روشن طبیعت زندہ دل ہوتا ہے، عقل میں کا کلوت جوں ریشم میں سوت، جوں دودھ میں چھاچ جوں باچ میں کانچ، جوں شیرے میں میرا، جوں اجلے زیرے میں کالا زیرا جنو دل کوں جلایا، لنے کچھ پایا۔ قدم انگے دھریا، لنے کچھ کریا، مردی نامردی یک قدم ہے، مرد کوں یاں بڑی فکر، نامرد کوں کیا غم ہے۔ انجنتا بچارا بھلا جانتے پر پڑے بلا، کا کلوت تی جو دل مرے گا، تو پچھیں بچارا کیا کام کریگا دل اس کا جیتا ہے جس میں عشق ہور ہمت ہے، جیونا بھی اسیچ کا ہے، ایسر رحمت ہے۔ جیوں حافظ بولیا ہے، دل کے گھر کے دروانے کھولیا ہے۔ بیت

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

خاص اچھو یا عام، آخر عقل کے حکم سوں لگیا ہے کام۔ اس کے حکم باج کوئی کسی کام میں جاوے، اپنا کیا اپے پاوے۔ بیت

عقل ہے باز بے بانیۓ بلند پرواز
شکار گاہ ہے اس کا حقیقت ہور مجاز

عقل نور ہے، عقل کی دوڑ بہوت دور ہے، عقل ہے تو آدمی کہواتے عقل ہے تو خدا کوں پاتے، عقل اچھے تو تمیز کرے، برا اور بھلا جانے، عقل اچھے تو اپس کوں ہور دوسرے کو پچھانے، عقل تی میر، عقل تی پیر، عقل تی بادشاہ عقل تی وزیر۔ عقل تی دنیا، عقل تی دولت، عقل تی چلتی سلطاناں کی سلطنت عقل تی رہیا ہے یو عالم کھڑیا۔ جس میں بہوت عقل وو بہوت بڑا۔ عقل سوں چلتی خدا کی خدائی، جتنی عقل اتنی بڑائی، عقل نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا۔ کچھ رچہ نہ ہوتا

بیت :-

عقل نور تے سب جگ نے نور پایا ہے
جنے جو علم سکھا سو عقل تی آیا ہے

عقل بغیر دل کوں نور نیں۔ عقل کوں خدا کہنا بی کچھ دور نیں۔ ذات بخات تی صفات ہے۔ ذات تی جو کچھ نکلیا سو بی ذات ہے۔ جوں آفتاب ہور اس کا نور، اگر بیچ آفتاب بیچ نا اچھے تو نور کیوں ہوئے مشہور، اگرچہ آفتاب بیچ میانے نی جاوے نور آفتاب تی نکلیا تھا سو بی آفتاب بیچ ہیں سماوے۔ سور کوں نور کتے ہیں، نور ہے تو سور کتے ہیں۔ نور تے آفتاب ہو نیں تو آفتاب کوں آفتاب کون کتا، اثر تی شراب ہے نیں تو شراب کوں شراب کون کتا، باس تی پھول نے شرف پایا، باس تی پھول پھول کہوایا، جوت تی جوہر نے پایا مول، معنے تی میٹھا لگتا بول، جوں خدا کے رسول امین نے محبوب رب العالمین نے صاحب آسمان زمین نے فرمائے کہ تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ۔ یعنے ذات کو صفات میں ڈھونڈیں گے تو پاویں گے صفات کو چھوڑ دیں تو ذات لگ کدھر تی آئیں گے۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا تے تعالیٰ آخرت کو ایک معنی سوں اپنا دیدار دکھلائیں گا۔ مسلماناں کا دل اسوقت روشن ہوئے گا۔ مسلماناں کے دل کا شک جائینگا۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا کوں دیکھیا جائے، جو کوئی خدا کو ڈھونڈے سو خدا کوں پائی، جنوں نے نیں دیکھے، جنوں کوں دیکھنے کا قدرت نیں، انوں شک لیا ہے، بعضے کتے ہیں کہ خدا کوں اس نظر سوں دیکھیا نا جاسی، نظر سوں خدا کو دیکھیں تو خدا نظر نظر نہ آسی، سچ کے انکھیاں سوں دیکھے تو خدا نظر، نظر سوں کوئی کیوں[1] دیکھے گا

---

[1] اکیوں کر

کیا خدا ظاہر صورت پکڑ کر آتا ہے۔ بعضیاں کوں اس جا گا یو سوال ہے،
اگر خدا کوں جہت نہیں، خدا کوں مکان نیں۔ خدا کوں کچھ صورت کا نشان
نیں، خدا کوں دیکھنا محال ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا سجا جانے تو بس خدا کوں
دیکھنے کا کیسے کس یو دل کے دبیچ میں رہے ہوس، خدا تحقیق ہے اتنا جانیا
تو بہوت سرس، بعضے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھینگے
نے حیران ہوئیں گے کہہ نا سکیں گے، کہ یو نچہ ہے یو چہ ہے، یا ایساچ ہے
یوں کہے تو اس کے دسنے دضا سوں یاں بی دستا ہے، دے بولنے میں نیں آتا
کیا بولوں تماشا چ ہے۔ خدا کی عجب ہے شوکت ہور شان، بچارا انسان یاں
بی حیران واں بی حیران، ایسیچ جو مرداں ہیں نازک فام کے، عاشق ہوتے اسکے
نام کے، اس کے نام پر جیو دے ہیں، اپنا کام کئے ہیں، ایک کچھ کیے ہی جہ دستا
ہے نیں دستا یوں، یو عقل تی پیلا ڑے آدمی سمجھتا کیوں۔ اگر یہیچ دجہ مطلق کچھ
نا دستا تو ہر گز خدا ہے کر نا کہتے، اس کی عبادت چھوڑتے اس کی یاد میں نا
رہتے، خدا ہے کر تو بولیا جاتا ہے، کہ کچھ بی دس آتا ہے تو انسان اس
سوں جیو لاتا ہے، اس پر توکل کرتا ہے، اسے پتیاتا ہے کہ مجھے تو تجہ پر میرا کام
تجھ سوں نچہ ہے۔ بارا بار یکے دخاسوں دستا ہے، تارا تارے کے دضا
سوں دستا ہے۔ بارے کوں تارے کی دخاسوں دیکھیں گے تو کیوں دسیگا
اس کا نور سب میں بھر پور رہے، دے اس کے دیکھنے میں قصور ہے۔ اگر اسکا
قصور جاوئے گا تو سب جاگا اس کا جلوہ دیتا ہے، نور دس آدے گا۔ اگر
آسمان، اگر زمین، اگر آب آتش خاک باد ہے، یو اپستے آپے پیدا نیں ہوئے انوں
کوں کرئی پیدا کرنہار ہے، اگر یو عالم اپستے اپیچ پیدا ہوا ہے تو یوچہ خدا ہے اس بھید کوں سمجا
سو عارف جدا ہے۔ اپس کوں دیکھنا کہتے ہیں، اگر اپس کوں دیکھے تو بی خدا کوں دیکھنا

مشکل ہے، خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے اما خدا کیسے حاصل ہے، خدا کچھ ایسا نہیں ہے کہ جیوں دیکھنا کتے ہیں تیوں دیکھیا جاتے، بات گفتار کی کوئی فرصت پائے۔ منصور جو اس باٹ میں آیا، محبت کے زور سوں خدا کہوایا، نہیں تو بندہ کہیں خدا کہواتا ہے، بندے تی خدا کہوایا جاتا ہے، محبت کے عالم میں کوئی کیا کر مینیچ خدا ہوں، خدا پرست لوکاں محبت کے عالم میں خدا کہوایا تو کہیا جائے قادر کے عالم میں کسیچہ قدرت نیں جو خدا کہوائے۔ خدا سو خدا ہے، محبت کا عالم کتے سو جدا ہے، جتے ایس کوں صاحب عرفاں کر جانے، یہاں آ کر زبان گردانے بعضے کتے ہیں کہ عقل کے احاطے میں ذات حق تعالےٰ کما حقہٗ نیں آسکیا، پچھیں جو عاشق ہوا ان نے ایس کو عشق میں فنا کر بات کوں یہاں لیا رکھیا۔ خدا کو دوستاں نے بولے ہیں، اسرار کے موتیاں رولے ہیں۔ کہ فنا فی اللہ بقا باللہ۔ فرد:

آیا جکوئی خبر کوں یہاں وو خبر سٹیا
کھو لیا ٹھوا کمر تے سرن آس پر سٹیا

خود بے خود ہوئے تو خدا کوں پاوے، خودی دور کرے تو خدائی دِس آوے، جتے عاقلاں نے عقل دوڑاے، آخر عشق کی بے آرامی میں آ کر آرام پائے عشق میں جاتوں عقل میں کی آتا سمجنے کا نہینچ سو سمجا کیوں جاتا، جو لگن توں سب تی بے طمع نا ہوسی، عشق میں آئے بغیر خاطر جمع نا ہوسی۔ اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کوں اپڑا د فراق میں کی ہلاک ہوتا، ایس کوں وصال کوں اپڑا۔ جو عشق تیرا نہایت کوں اپڑے گا اس دھات، پچھیں دل آپی بول بول اُٹھے گا ترے مراتب کی بات قال حال ہے۔ فراق وصال ہوتا ہے جکچھ بے اختیار دل میں تی آپی آتا ہے، اپنی محبت کا قوت، ہاں پایا جاتا ہے خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر، جکوئی خدا کوں بڑے ہیں انوں کی بات خام کر، ہمیں عاشق فدائی، فدا ہونا ہمارا احتشام، کیا تھا، کیا ہے، کیا ہوئیگا

اس باتاں سوں ہمنا کیا کام۔ ہمنا خدا کوں ایک جاننا ہور اس کا محبت ہے فرض، خدا کے کاماں سوں ہمنا کیا غرض اس کا کام دو جانے کیسے کیا قدرت جو آدے میانے، ہمیں کون جو اس کی نہایت کوں پانے کا فکر کریں، ایسے کاماں میں آنے کا فکر کریں، ہمنا ہماری نہایت کی معلوم نہیں ہوتی خبر، اس کے نہایت کی کیسے خبر، اس دریا کی کسے خبر نیں ہوتی، حیرت تے گنگے ہوئے سب موتی موج پر موج آتی، گتے سمجے جاتی، بعضے کتے ہیں کہ موسیٰ نے خدا کوں دیکھنے کا سوال کیا، نیں دستا تو دستا کر خیال کیا، فکرِ محال کیا۔ یہاں بات ہے۔ یہاں تحقیقات ہے اگر دیکھنے کا نا ہوتا ہور نا دیکھا جاتا تو موسیٰ دیکھنے کا بات ہرگز میانے نا لیاتا۔ کیا واسطے کہ دو پیغمبر تھا۔ اسے یو اسرار روشن تھا بلکہ روشن تر تھا۔ موسیٰ کو جواب آیا کہ لن ترانی یعنے نا دیکھو سی تو یو انوار سبحانی۔ یہاں دا صلاں کتے ہیں نا دیکھے تو کیا دیکھنا ہیں ہے۔ جاں محبت ہور خدائی ہے وہاں یوں کتے ہیں، جکوئی محرم راز ہے اس سوں یوں راز و نیاز ہے، نا کہے تو نا تجکوں کھینچ نا کرنا۔ ایک لطافت کی بات ہو تو دھاگا نا اوٹنا۔ یو کام موقوف عاشق کی دلیری پر ہے۔ یو بھی کیا خالا کا گھر ہے، کانٹیاں کوں الانگ جانا تو باغ میں پھول پانا۔ جکوئی دریا میں جاوے سو موتی لے آوے جسے بخت لے تخت۔ دہرہ۔

ساتھ سہیلی ایک پیو چو ندھر پیو پیو ہوئے
جس پر پیو کا پیار رہے سو دھن بری کوئے

عابد کا اسٹھار کان بات ہے۔ یو عاشق کے سمجنے کی بات ہے یو رمز ناز دیکھے نیاز دکھلانے سو جانے، عاشقی کے معرکے میں آئے سو جانے، بندگی ہور صاحبی کی دھات ہور ہے، عاشقی ہور معشوقی کی بات ہور ہے، ایک بات ہے لن ترانی، عاشق کوں اس میں ہزار نشانی، یوں نا دیکھی کہنا دیکھیں گا کہنے تی

ریاست ہے، عاشق سمجتا ہے کہ کیا معشوق کی خواست ہے۔ عابد کوں کیا نسبت جو عاشق کی بات میں اگر دخل کرے جیوں اپنے کام میں خلل کیا تیوں، دسرے کے کام میں خلل کرے۔ عاشق بلند عابد لپست، عابد ھشیار عاشق مست۔ عابد دین خاطر جنم کھویا۔ عاشق خدا خاطر، دین دنیا تی ہاتھ دھویا ہے، اس بات کا کون پایا ہے کھوج، کہاں گنگا تیلی کہاں راجہ بھوج، معشوق دیدار دکھلاتا تو ہے، وے ٹک تپا کر دکھلاتا ہے۔ گھونگٹ میں منہ چھپا تا کر دکھلاتا ہے۔ عشق بڑھانے خاطر لذت پانے خاطر، بھگ دی موں کھوے دکھلائے یہاں بھی تو ہوتا ہے دل شاد، وے ٹک ہاں ناں، میانے میان اچھے تو بھوت سواد۔ عاشق کوں تپانا معشوق کا کام ہے۔ اپس کوں چھپانا معشوق کا کام ہے۔ جاں معشوق کا ناز ہے، واں عاشق گداز ہے۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا کی ذات بغیر جس شئے کا طلب ہے وہ طلبیچ دیدار کا حائل ہے اس بات پر عاشق ہور عارف قائل ہے، اگر دل کی تمام طلب جاوے تو جاں نظر سٹے واں خداچ دس آوے۔ ایک اس دل میں اتنا کچ لتے پر جو خدا کو منگتا وہ بڑا ہیچ۔ جس دل میں آیا یار اس دل میں اپس کوں نیں ٹھار۔ جاں اپنے نیں ماتا، واں دسرا کیوں سماتا جس میں سلوک نہیچ سالک نیں تو منہ بند ہیں بین خالک اوسیچ لے عاشقان دین دنیا تے گزرتے ہیں، جموں عاشقی کرنے کا شرط ہے تیوں عاشقی کرتے ہیں، اما دنیا اسے کہتے ہیں کہ بے عزتی ہور خواری سوں حاصل ہوتے۔ سفلگی ہور شرمساری سوں حاصل ہوئے آدم زاد کو دنیا مطلوب ہے سے بے منت آئے تو بھوت خوب ہے۔ جنوں نے کچھ سمجھ کر کسے بے منت دیتے ہیں، وہ دنیا پاک ہے۔ عارفاں نے قبول کئے ہیں، بعضے کتے ہیں کہ حضرت

لے ایسیچ

کا حدیث یہاں سمجے کیا، کہ رایت ربی فی صورت احسن امرد لہ یعنے امرد کی صورت میں دیکھا ہوں خدا کا تجلیات ۔ یو سمجنا بھوت مشکل بھوت نازک ہے بات ۔ جکچھ دستا ہے ہور جکچھ سنتے ہیں اسے تو سب نادن ہے یو تو سب صفت، اتال، ذات کسے کہنا ۔ ذات کوں گت ۔ یہاں کی صفا ہیچ ہیں ذات ہے، یہاں ایک بات ہے بلکہ بات ہیں بات ہے۔ یو تو ہمہ دوست ہوا، ہمہ اوست ہوا جتے اس شناس کی پیالے سوں منے ہیں ۔ انوں سب یو نچہ کتے ہیں ۔ اسثھار خوب بجار، فارسی داصلاں فارسی صاحب دلاں انو بی یو مخفی اسرار، یوں کئے ہیں اظہار ۔ فرد :۔

غیر نقش غیر در جہاں نگذاشت

لاجرم جملہ عین اشیا شد

ہور واصل حق عاشق مطلق گجراتی شاہ علی ۔ خدا کے لاڈلے خدا کے خاصے، خدا کے ولی ۔ دائم خدا سوں مل رہے ۔ انو بی یو نچہ کہے ۔ بیت :۔

ہب ہالے چڑ چڑ کھول سبھی   سب وہی وہی سب وہی وہی

اول جو سب جاگا خداج تھا ہور کیں کچھ نہ تھا تو یو سب کاں تی آیا ۔ جان ہارا جانتا ہے کہ جاں تی آیا ۔ پانی تی موتی گھڑیا ۔ موتی بی پانیچ ہے دلے صورت میں فرق پڑیا ۔ یو موتی دریا نی کھوایا، اس تی ہور اس موتی کوں جنے سمجیا سو گیانی کہوایا ۔ بعضے صفا کوں عین ذات کتے ہیں ۔ بعضے نہ ذات نہ خارج ذات یو بات کتے ہیں ۔ کل ایک ذات درجود ہے ۔ حرص مراتب ہور مثال تی جدائی پڑی، بے گانگی منیانے گر کھڑی یو بی ایک اس بات کی ہے بُد ۔ آنکس کہ نہ ما بود و شما ماد شما شد ۔ یو میرا

لہ (د) فی صورت عالیشان یعنی عالیشان کی صورت میں ۔

وو تیرا ہوا، میا نے میان کو نچے بڑے گھر کوں جانے پھیرا ہوا۔ اگر یو میرا ہور تیرا، میا نے میان تی جاوئے تو بے گانگی جا کر تمام یگانگی آوے سب نیکیچ ہووے، سب ایکیچ ہووے۔ دریا سیتی قطرا بھار پڑیا تو قطرہ ہوا نیں تو قطرا بی دریاچ تھا، دریا کوں بی عشق کا طوفان چڑیا نیں تو دریا بی جیسے کا ویساچ تھا۔ الآن کما کان ذات تی صفات ہے، صفات تی ذات ہے۔ ذات ہور صفات ناؤں ہوے، ایک دو ٹھاؤں ہوتے۔ فرق مراتب ہوا ظہوریات میں، اجھوں ئی معنی ہیں اس بات میں۔ صفات خارج ذات نہیچ اس بات پر سب قائل ہیں یہاں بات نہیچ۔ بات بی کیا غیر ذات ہے یو کیا بات ہے۔ اتی پیلا ڑبے چوں بے چگوں، واں کیا دیکھے گا چرا ہور چوں وہاں سب خالی ہور لبالب ہے، واں کچھ نہیں ہور سب ہے۔ واں کچھ نہیں ہور سب واں تی آتا۔ جاں کچھ نیں واں کیوں کوتی جاتا۔ اس کچھ نیں میں ہے سب کچھ، اگر گیان ہے تو سمجھ اب کچھ۔ جاں کچھ نیں واں کے نور کا رنگ کالا۔ اس کالے میں کون دیکھتا اجالا۔ فنا ہوتے باج وہاں رہیا نہ جاتے، یو بات کسے کہیا نہ جاتے۔ مورک کیا سمجیگا یو مت، بمعنی فنا ہونا ہے نہ بصورت دونو جہاں تی گزرنا تو اسطار آشنائی کرنا۔ خدا کے ذات بغیر بی کس پر نظر نہ اچھنا۔ ایس کی ایس کوں خبر نہ اچھنا۔ ایس تے بے خبر اس تے باخبر، لازم یوں آتا ہے عاشق پر۔ حضرت کوں جس رات معراج کی بڑائی دیتے۔ خدا کو دیکھے بغیر کس پر نظر نیں کتے۔ جس سوں لگیا کام، اس کا چہ اچھنا فام۔ یو فا تھا تو یو بڑائی پائے، یو فام تھا اس حد لگن آتے۔ یو فام تھا تو حبیب کہوائے۔ یو فام تھا تو خدا کوں بھاتے۔ رسول ہوتے قبول ہوئے صاحب

مازاغ البصر ہو ماطغیٰ و صاحب ماینطق عن الھویٰ۔ یعنے کسی بات ہیں ایس کوں میلنے میان نیں لایا، وہی بولیا جکچھ خدانے فرمایا۔ رسول اسیچتے ناؤں دیا۔ رَبّ العالمین خدا کے امر امانت ہیں اپنی نفس کو دخل نہیں دیا، جو کچھ خدا نے کہیا سو کیا۔ بیت :۔

جسے ہے عقل و ہر بات کوں سنبھال کہے
جو سو برس کوں ہو ئے گا سو دو آتال کہے

کرامت کتے سو عقل تمام۔ جکچھ دنیا میں ہوا سو سب عقل کا کام۔ عقل تی ہوا سب حلال ہور حرام۔ عقل تی پکڑیا فرق خاص ہور عام۔ عقل تی رکھے ہر ایک کا نام نہیں تو کاں تھا صبح ہور شام۔ شیشہ ہور جام، پستہ بادام۔ صیاد دام، صاحب غلام۔ یو کچھ عجب نقل ہے۔ غرض جو کچھ ہے سو عقل ہے۔ سو اس عقل بادشاہ کوں عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، صاحب سپاہ کوں، ایک فرزند تھا، کہ اس کا جوڑا دنیا میں کہیں نہ تھا۔ واصل۔ کامل، عاشق عاقل، عالم عامل ناؤں اس کا دل۔ دانش مندی، ترکش بندی، قبول صورتی، دلاوری سب عالم تی اسے حاصل۔ فرد :۔

کرے نت دل یو نازش عقل جیبا — کہ فرزند نیں کسے دنیا میں ایسا

تخت تاج کا لائق، سب پر فائق۔ بات میں قابل، سب میں فاضل۔ سر ایک دیس اس عقل بادشاہ، عالم پناہ۔ صاحب سپاہ ظل اللہ۔ حقیقت آگاہ کے دل پر کچھ آیا، اپنا اندیشہ ایس کوں بھایا۔ سو اس دل شاہزادے کوں، اس ماہ زادے کوں، اس مستغنی کوں، اس سب علماں کے دھنی کوں، تن کے ملک کی بادشاہی دیا، تن کے ملک کا بادشاہ کیا۔ سرفراز کیا، ممتاز کیا۔ بیت :۔

عقل دل کوں دیا ہے پادشاہی — عقل دل کوں دیا عالم پناہی

سر چھتر چھایا، تخت بسلایا۔ دل بادشاہ کے ہات میں تن کا ملک آیا، ٹھارے ٹھار، کونچے کونچے، بازارے بازار اپنی دوراتی پھرایا۔ تن دل کا فرماں بردار، جوں نفر خدمت گار۔ بیت :۔

فقیر تن یو بچارا مطیع ہے دل کا   خبر دیکھیہ کوں معلوم ہر ایک منزل کا

جدہر جدہر دل جاتا، دل کے پیچھے تن بی آتا۔ نوے نوے قانون دھرنے لگیا، دل تن کے ملک کی بادشاہی کرنے لگیا۔ دل جان، دل عاشق دل کوں شراب کا بھوت دھیان۔ چتر سگھڑ دل، شراب بغیر نیں رہتا ایک تل شراب لے بھوت بھایا تھا، شراب پینا اسے آیا تھا۔ بادشاہاں کو سعی کرنا واجب ہے عدل انصاف پر بادشاہاں کو شراب پینے کا کیا ڈر۔ بادشاہ کوں عدل انصاف بغیر ہور کچھ پوچھ بچار نا ہوسی، بادشاہ شراب پیا، گناہ گار نا ہوسی۔ بادشاہاں کو خدا نے بیار گلی کچھ دیا ہے، دنیا کا سواد بادشاہاں خاطر پیدا کیا ہے۔ بادشاہاں دنیا کا سواد چھوڑنے پر آئے پیچھے دنیا میں کیوں رہا جاتے۔ دوسریاں کوں دنیا کیوں بھاتے۔ دنیا کوں لوگ منگتے ہیں سو دنیا کا ذوق کرنے خاطر، نہ جھک جھک کر حسرت سوں مرتے خاطر۔ بادشاہاں نے دنیا کا حظ چھوڑے، خلق کا دل توڑے۔ خلق آزردہ ہوا، دل تیرہ مردہ ہوا، خلق میں تی گرمی گئی خلق افسردہ ہوا۔ بادشاہاں خوشی پر آتے تو خلق کوں بی خوشی بھائے۔ ہر ایک کوئی دو پیالے پیا، بادشاہاں کوں دعا کیا، دو دیس کی دنیا محظوظ ہو جیا۔ جان تازا، ایمان تازا تو سب جہان تازا۔ بادشاہاں کے دل پر اچھتا ہے کہ اس کے دور کے لوگاں ایس تے خوش حال اچھیں، ایس کوں بھوت منگیں، اپنے فدا ہودی ہر ایک ٹھار اپنے رکھوال اچھیں۔ اپنا دل شاد کریں۔ ایس کوں دائم یاد کریں۔ کہ ہمارا

پادشاہ ایسا ہے ایسا ہے، جیسی تعریف کریں گے اس تعریف جیسا ہے۔ تا دور قیامت اپنے دور کی بات ہونا۔ اِجگے کے لوگاں جکوئی سنے تو شہ مات ہونا۔

شراب سب کیفاں کا پادشاہ کیف، جاں عاشق ہور معشوق اچھے دھاں شراب نا اچھے تو بڑا حیف۔ جوں نمک نیں سو کھانا، بے نمک کھانے تی آدمی نے کیا سواد پانا۔ جوں جوت نیں سو گھر، جوں مٹھائی نیں سو شکر۔ جوں معنا نیں سو بات، جوں سخاوت نیں سو ہات۔ جوں پانی نیں سو لہوا۔ جوں سبزہ نیں سو ہرا۔ جوں حسن نیں سو نار، کاجل نیں سو سنگار۔ دیوے میں بتی نیں سو اجالا کیوں پڑے گا۔ شراب میں مستی نیں وو شراب کیوں چڑیگا۔ جس کام میں نیت ثابت نیں وو کام جس کیا دے گا، دل میں تقوا چ نا اچھے تو مشقت کس کیا دے گا۔ پانی میں سو چشمے پر گئے تو کیا پیاس جاتی ہے، ہزار کیف کھلائے تو کیا ہوا شراب کی کیف آتی ہے۔ یو بات خدا جانتا ہے آپیں آپ، عاشقاں کوں شراب منا کرنا بڑا پاپ۔ عاشق مفلس عاشق کا ذخیرا سو یو ہے عاشق میں گناہ کبیرا سو یو ہے۔ عاشق[۵] کوں شراب پلانا عاشق کا دھرم ہے یہاں عشق ہے، عاشق کا عاشق پر کرم ہے۔ عاشق ہور دل سخت، یو تو عجب تماشے کا ہے وقت۔ عاشق کا دل نرم اچھنا۔ عاشق کا عاشق پر کرم اچھنا۔ اگر عاشق کوں عاشق نہ پچھانے، تو بیگانا بے درد بچارا کیا جانے۔ یہاں جانتا بھول مارتا تو پکارتے، ان جانتا بھرے مانتے تو دم نیں التے جیسے تجبے ظاہری زور ہے، ان جانتے کا علاج کچھ ہور ہے۔ جوں فارسی میں بولیا ہے کہ:۔

گر نبود بے چوب تر فرماں نبرد گاؤ خر

شراب معشوق کا مشاطا، ایک حسن کوں سو حسن کر دکھلاتا، محبت کوں بڑھاتا جکوئی عاشق ہے اسے شراب بھوت بھاتا۔ شراب عاشق ہور معشوق کے دل

---

۵ (ن) عاشقاں

کے شک دور کرتا، شراب دوتوں کوں محبت میں چور کرتا۔ شراب پئے بچھیں دل
میں کچھ خلاف نیں اچھتا، شراب پیے بغیر دل صاف نیں اچھتا۔ دنیا کا لذت تو
یو شراب۔ شراب نہ اچھے تو عاشق کے انگے دنیا سب خراب۔ شراب ہرگز غم کو
آنے نیں دیتا، شراب خوشی کو دل میں تی جانے نیں دیتا۔ شراب عشرت کا سنگاتی
جہاں شراب وہاں عشرت آتی، دل کی تاریکی جاتی۔ دل پکڑتا صفا، شراب پیئے
تو عاشق کوں بہوت نفا۔ جس گھر میں شراب آوے اس گھر میں محنت کیوں رہنے
یا دیئے۔ اگر منگتا ہے غم کوں مارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے جفا تیری انگے
ہارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے سخاوت پر آئے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے
رن میں گھوڑا بھائے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے
حسن کا نظارہ کرے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے دل
میں محبت بھرے تو شراب پی۔ اگر کچھ اونچا چڑنے منگتا ہے تو شراب پی
اگر خدا کوں انپڑنے منگتا ہے تو شراب پی۔ بعضے ولیاں بی شراب خوش کیے
ہیں، یو تیز آب خوش کیے ہیں۔ شراب مُرکب ہے محبّت کے بات کا، شراب
ہادی ہے اس گھات کا۔ شراب آرائشِ بزم پادشاہی، شراب اسرارِ خلوتِ
خانۂ الٰہی۔ عین خوشی میں اسے بسرتا کی، عمل بُرے نکو کر ڈرتا کی۔ جہاں خوب
بستا ہے وہاں البتہ منا کرتے ہیں۔ کم حوصلاں کوں ڈراتے کہ یو بدنیت بھرتے
ہیں۔ اگر پاک ہوا ہے تیرا دل و جان، ہور تو بی عاشق ہے تو عاشق کوں
پہچان۔ شراب کوں اتال حرام کتے ہیں سخت، نے حلال تھا عیسیٰ پیغمبر کے
وقت اتی شراب کی منائی، آخر بھی فعل پہ بات آئی۔ بُرا فعل منا ہے نہ کہ
شراب۔ شراب نا پی کر جو بُرے فعل کرتے نہاں میں ڈرتے۔ بیت

از حسد امروز زاہد میکند منع شراب ورنہ کے ایں نامسلماں راغم فردائے ماست

عالم خارج شراب ہزار گناہ، جوں جیو کو بھاتا، دہاں کوئی منا کرتے نیں آتا، دہاں چپ رہیا جاتا۔ کیا تمام تاکید شراب پر یچہ آیا ہے، باقی گناہ سب بخشنے کر کوئی لکھ لایا ہے۔ سواد کے گناہ سب آپیچ کرنا، دسریاں کوں ڈراتا ہور اپے نا ڈرنا۔ خدا نے بخشیا کیا کر، خدا کے فرمودے ہیں بی اتے مکر۔ دو دیس کی دنیا یاں کوئی کیتا جوڑے گا، گناہ کرنے کوں نیں چھوڑتے سو ثواب کرنے کون چھوڑے گا۔ لوکاں لوکاں کے مال پر اور جیو پر کھڑے ہیں، شراب نے کیا کیا شراب کے دنبال کی پڑے ہیں۔ آپے پینا دسریاں کوں منا کرنا، یاں انصاف ہے خدا کوں نا بسرنا۔ اپنے گناہ کا اپس کوں اچھنا فام، دسریاں کے گناہ سوں کسے کیا کام دوسرے کی تقصیر کا محبت اپس پر نا آسی، کسی کے گنہ خاطر کسی کوں دوزخ میں نا بھاسی۔ ہر کوئی اپنا ثواب اور گنہ پہچانتا ہے۔ اپنا جواب اپے دے جانتا ہے۔ اگر کوئی دوزخی اچھو دگر کوئی بہشتی، تجھے کیا کام آئے گی کسی کی خوبی کسی کی زشتی۔ تجھے کلہے کوں دسرے کی ذکر، توں کچھ اپنے عاقبت کی کر فکر۔ غرض آدمی میں جہل نا اچھنا آدمی میں برا فعل نا اچھنا۔ صراحی کے گردن پر گنہ کا بھار نہ دھرنا، آدمی برا اچھے تو شراب نے کیا کرنا۔ اگر کوئی پوچھے کہ شراب کیسا ہے، توں بول کہ جیسے سوں ویسا ہے۔ یو بول یاں کیوں رہتا ہے، جوں فارسی میں کہتا ہے مصرعہ

ازشیشہ ہموں بروں تراود کہ دروست

کیتا کہنا دراورا۔ خوب سوں خوب برے سوں برا۔ اپے برے ہو کر کرتے برے کام۔ میانے میاں بچارا شراب بدنام۔ ہور بہانہ کیا کہ شراب پیتے تو یوں ہوتا، یو تلخ آب پیتے تو یوں ہوتا۔ شراب پر ہزار ہزار تہمت کرتے اپنے برے فعل کوں سو بسرتے۔ اگر کوئی سمجھے تو اس سوں بات کیا جائے۔ ایک بات

کوں سود حات کیا جانے۔ شراب کے منا کرنے میں ایک رمز ہے کوئی یا دے،
یو بات کیسے سمجانے کی نیں مگر خدا سمجا دے تے۔ اگر دانا ڈریا دل پاک کر پیوے
شراب، تو ناداں دیکھا دیکھی پی کر اپس کوں، عالم کوں کرے خراب۔ شراب تو خوب
ہے، دے تمی اسے برا بول کر ڈر لاتے۔ منا کرتے حرام کتے توبہ کراتے۔ عام خاص
پر منا کا حکم آیا یو عالم جا نتا ہے، پچھیں جکوئی راز جانتا ہے۔ امر پچھیا تا سو پچھا نتا ہے
اگر اس میں کچھ خدا کا راز نہ اچھتا تو اہل راز اس پر مائل نا ہوتے، اگر اس راز م
کوں نا سمجھ کر یو کام کرتے تو کامل نا ہوتے۔ اگر کسی انسان میں کچھ خام ہے، تو
دل پاک کرنا بڑا کام ہے۔ خدا منا کیا سو برے فعلا نچہ خاطر۔ اس نامعقولاں کے
جہلا نچہ خاطر۔ نیں تو کاملاں کے آنگے یو بی ایک عرق ہے، عرق اور اس میں کیا
فرق ہے۔ دریا ایک بندتی آلائش میں پاتا، دے دریا تیرنا کیسے آتا۔ جاہل سوں
ایک بات عارف بولے گا تو دو بولے گا دس۔ شراب پیئے گناہ کئے۔ خدا بخشیگا
بولے تو بس۔ نیں تو اس حلال کوں حرام نا کرتے۔ عارفاں ہرگز ایسا کام نا کرتے
افیم حلال ہور شراب حرام، یو کیا عارفاں کا ہے کام۔ مصلحت ہے کچھ اس میں وذیچ
سمجے سمج ہے کچھ جب ہیں۔ تمام مستی کوں حرام کیتے ہیں، کیا جانے کیا فام کئے ہیں۔ یوں
کہے تو ان مستی ہے۔ زر رکھے تن مستی ہے۔ عشق قوت پکڑیا تو من مستی ہے۔ خدا کچھ دیا
تو دصن مستی ہے۔ شراب کی مستی کون کئے منا۔ اس مستیاں کوں کیا کنا۔ یو نہ زید بولیا
نہ عمر، مرتضیٰ کا قول ہے کہ سکر الحکومتہ اسکر لہ من سکر الخمر، یعنی حکومت کی مستی شراب کی
مستی تے زیاست ہے۔ بڑیاں کا بول الحق راست ہے۔ یہاں چپ رہنا کسی کچھ نا کہیا
کدھر کے بے بات بری فعلیچ پر آتے۔ بدنیتی ادرنہ جیلچ پر آتے۔ بدفعل حرام ہے باقی سب
حلال۔ کھانا پینا اندکرنا محفوظ اچھنا یکی کوں ہرگز نیں زوال۔ اگرچہ بحسب ظاہری شراب
پینا گناہ ہے، دے گناہ کوں بی خدا کے بخشش کا پناہ ہے۔ خدا کا ناؤں غفار ہے۔ غفار کا کیا

ے (ان)، افضل

منا۔ گناہ نا بخشے تو غفار کیوں کہواتا۔ بوبیچ ہیں کہ بندہ گنہگار، خدا بخشنہار۔ دے عاشقاں نے یو گناہ اختیار کئے ہیں۔ اس گنہ کوں بہوت پیار کئے ہیں۔ عاشقاں کوں خدا پر جو بی اتنا پتیار ہے کہ یو معقول گناہ خدا بخشنہار اہے۔ ناپاکاں کنے شراب جاتا تو ناپاک ہوتا ہے پاکاں کنے آتا تو پاک ہوتا ہے۔ شراب بہوت بری لبت ہور کوئی سٹے گا تو پتھر ہو سے گا مست۔ بھاگ ہونا تو یو آگ پینا۔ اس کام کوں پولاد کا ہونا سینا۔ اپنے فعل بد کو نیں کر سکتے منا۔ شراب کوں برا کیا خاطر کنا۔ مرد ہونا جو اسے ہضم کرے۔ اس سوں بزم کرے۔ جکوئی پاک پورا ہوتا، اسی یو جیہ شراباً طہورا ہوتا۔ داناکوں یہاں کیا چارا ناداں کی سمج میں اندھارا۔ سمجیا سو پایا۔ نیں سمجیا سو گنوایا۔ جکوئی اس شراب کی مستی نیں سمجیا سو اس شراب کوں کیا پچھانے۔ شراب کوں آپے پینا نہ اچھنا کہ شراب آپ کوں پیوے۔ جو شراب اسے پیا خراب کیا تو یو کیوں جیوے گھانس آگ کھانے جاوے تو جلنا، مچھلی خشک پر پڑے تو تلملنا چیمتی ہتی کا بھار اُچا سکتی ہے تا تیتوری بہری کا زور لیا سکتی ہے۔ کنکر ڈونگر کی برابری کرے گا۔ تارا چند سوں ہم بھرے گا۔ دیوا آفتاب کی سمک آئے گا، شرار شعلے پر موں بھاتے گا۔ شراب پر ہر کوئی ہم نیں بھاتا، شراب پینا سب کسے نیں آتا۔ شراب حُسن کا زرینا ہے۔ مے خانہ عشق کا مدینا ہے عاشق کی عبادت حسن دیکھنا راگ سننا شراب پینا ہے۔ عاشق جو کچھ میخانے میں پایا، سو کعبے میں زاہد کے ہاتھ نیں آیا۔ عاشقی مصاحبت ہور یاری عبادت بندگی ہور خدمت گاری۔ محبوباں ہیں سو صاحب کی گود میں کھیلے چاکراں ہیں سو ہات جوڑ کر کھڑے ہوتے۔ نفرا جیتا بڑا ہوا بی محبوبی

کا ناز کچھ ہور ہے۔ یو راز کچھ ہور ہے، سر پچھاڑ لیتے ہیں، تو بی کیا کچھ کسے دیتے ہیں۔ کیتک محبوب ایسے ہیں جو دیے بھی نہیں لیتے ہیں۔ بردر ہور در بر یہاں آسمان زمین کا انتر۔ یو ہر ایک مراتب کا ہے مقام۔ اس مراتب کے آدمی کوں اس مراتب کا کیا فام۔ ہر ایک کوئی اپنے مراتب کوں خوبیچ کر جانتا دسرے کے مراتب کوں لیکایک نیں مانتا۔ یو ظاہر کا مراتب نہیں جو کوئی دمائے بجائے، باطن کی بزرگی نادان کوں کیوں دکھلایا جائے۔ عاشق ہور عابد کا مراتب دسنا قیامت پر موقوف ہوا ہے۔ اجھوں بات بردے میں ہے روایت پر موقوف ہوا ہے۔ عاشق کے مراتب پر کون ٹھہرا۔ عاشق کا مراتب سب مراتب سوں بڑا۔ عاشقاں یو شراب بہوت فام سوں پیتے ہیں بہوت احترام سوں پیتے ہیں۔ جوں شیشہ علق لگن پیٹ میں شراب بھرتا دے بدمستی نیں کرتا۔ جوں پیالا دسریاں کوں چڑتا، و نے آپے بدمست ہو نیں پڑتا۔ جوں خم لبالب شراب سوں بھریا ہے ہور مستی گم، شراب پیویں گے اس وضا، تو شراب تی پینے کا بادیں گے مزا۔ یارے جوں حقیقت کی شراب میں منصور ایک قطرہ پی کر انا الحق کہوایا، بعضیاں نے خماں خالی کیئے وے کوئی راز بھار نیں تبایا۔ جنے یو پیالہ پیا انے یو اسرار چھپایا۔ محمد کوں کیا یو پیالا نیں آیا، محمد دریا تھا محمد میں سمایا۔ اتناچ اشارہ دکھلایا انا احمد بلا میم۔ یو باب عاشقاں میں ——— چل آئی یو اسرار ہے قدیم۔ یعنی احمد تی جو میم گیا احد ہوا، پاک ہوا صمد ہوا۔ یو راز کی بات جو مرتضیٰ علیؓ کو دے سر بھا کر بولے تھے پنہانی، تو کہتے ہیں اس وقت، ہو ہوا تھا سب اس کروے کا پانی۔ یو سماوی گنبھیری اتوچ کوں سہا دیے۔ کم ظرف آدمی تے یو کام کیوں ہو آدے۔ یو حوصلہ تھا تو اتو کوں شاہ ولایت کہتے ہیں، بزرگی اتوں کے بی نہایت کہتے ہیں۔ جن دلی نے

ولایت کی تشریف بایا، اس لسر تشریف پر شاہ ولایت کا سِکہ آیا۔ ولایت بغیر از شاہ ولایت کیسے نیں آتی، یو بزرگی باٹ میں نہیں پڑی ہر کسی ہی نیں جاتی۔ القصّا ایک رات دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ نے کماچ طنبور قانون عود منگاکر، مطربان خوش سرود بلاکر، دف دائرا چنگ رباب سوں بے حجاب سوں دو چار پیالے شراب کے پیا تھا۔ ارکان دولت، ندیم، شاعر، قصہ خواں، شہ نامہ خواں، خوش طبعاں، لطیفہ گویاں، حاضر جواباں، گل رویاں، خوش خویاں سب حاضر مجلس تھے، مجلس کیا تھا۔ جس کا راگ اسم ہے، دو عشق کا جسم ہے۔ اس جسم میں عشق کا جان ہے، اس جان میں بحان ہے۔ اس ٹھار عاشقوں کو شک لیانا کافری ہے، بیدردی بے روشی، بد گوہری ہے۔ عشق کی صورت دے پکڑنے گئے تو بات میں نیں آتی، عاشق کوں بہوت بھاتی۔ دل کی انکھیاں سوں دیکھے تو دیکھی جاتی۔ عاشق کوں آگ ہو جائے عاشق کا دل نرم، یو تو باد موم بہوت گرم۔ راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں یوں لگتا جوں تیر۔ بہتے پانی کوں ٹھرا کرے، اڑتے جناور کوں باڑے۔ انے کوں دیوانہ کرے، ہشیار کوں مست کر پچھاڑے۔ راگ ہو تیغ میں عاشق زار زار رتا، بے اختیار روتا، بانکاں مار مار رتا، پکار پکار روتا سینا پھوڑ دل کو آگ لگتا وو بے سنتے سنتے ہرگز جیو نیں بھگتا۔ درویشاں کوں حال آتا ہے، ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے۔ بیت

سرو جیست کہ چندیں فنون عشق در دست
سرو ز محرم عشق است عشق محرم ادست

بارے اسوقت یکا یک عین مستی میں، بادہ پرستی میں فراخ دستی میں، اس کمال ہستی میں ایک قدیم ندیم بہت سوں لطافت سوں، بہت فصاحت سوں، بہوت بلاغت سوں بات کا سررشتہ کا ذکر ایک تانے آب حیات کا قصہ پڑیا،

وے پڑتے وقت اس قصّے کے متی چڑی سو آپے بی ٹک گر پڑیا۔ دل کھولیا، بات سنا تھا سو بولیا۔ کہ جکوئی یو تانا آبِ حیات پیوے گا، دسرا خضر ہووے گا، اس جگ میں سدا جیوے گا۔

اس آبِ حیات کی ایک بات ہے، یو نوا آبِ احیات ہے۔ جکوئی دھایا ہرگز ذرراں سوں کنے نیں پایا۔ یو خدا کے ہے ہات، اس آبِ حیات کا جیو ہے یو آبِ حیات۔ آبِ حیات کوں جو پیئے گا دنیا میں جیونا ایچ کا ہے، جکوئی یو آبِ حیات پیا، نیں تو دنیا میں عبث آیا کیا لذت دیکھیا کچھ نیں کیا عبث جیا۔

جس کے دل میں یو نیں طمع[1] کیا اس کا جینا کس جیونے میں جمع ؎

جس کے آبِ حیات سوں تر ہوئیں گے لب، حیران ہوئے گا تماشے دیکھے گا عجب عجب۔ اُن آبِ حیات نے اس آبِ حیات کا رکھیا ہے لاج، نبی ہور ولی سب اس آبِ حیات کے محتاج۔ اس آبِ حیات کی بات کا اثر بھوت دھات سوں دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے سر چڑیا۔ دل بادشاہ اس آبِ حیات کی بات پر مطلق عاشق ہوا بیتاب ہو پڑیا کام ایسا کھڑیا۔ بیت:-

ناؤں سنتیچ دل ہوا بے تاب ۔۔۔ باس آنیچ میں چڑیا یو شراب

دل بھو تیچ طالب ہوا، اشتیاق غالب ہوا۔ بات سنتے اس کوں انٹر پڑیا، عاشق تھا بچارا بیکیچ سنٹر پڑیا۔ اس فکر تی گھٹیا، بادشاہی کا سکہ سٹیا عاقبت تھا تمام، آخر اس حد لگن آیا کام۔ بات سنتے حال ہوا اس دھات کا، تاثیر دیکھو اس آبِ حیات کا۔ دل اس آبِ حیات کوں مطلق منگتا ہے، الحق برحق منگتا ہے۔ ناؤں تی اثر چڑیا، نیں تو چپ ہلاک ہونا کیسے کیا پڑیا۔ اس ناؤں میں اتنا زور ہے، تو دل کے دل میں یو شرشور ہے

---

[1] طمع = چاہ

جیو کوں محبت کے رنگ میں رنگنا، تو کوئی کسی کوں منگنا۔ کوئی کچھ بی لطافت دھرتا ہے، تو ایکس کے دل میں ٹھار کرتا ہے۔ یو لاد کی ٹانکیاں سوں تن اپنا کھڑیا ہے، تو ہر ایک کوئی اسے منگتا نیں سو کیا منگنا مفت پڑیا ہے۔ یو بات کھیں نیں بھوت مشکل۔ کسی میں کچھ خوبی دیکھتا ہے تو ریجھتا ہے دل۔ نیں تو دل جیسا دانا، دل جیسا عاقل ہور یوں ہونا دیانا بیت :-

ہوا دل بھوت اب بیدل کہ مشکل وقت آیا ہے
یو دل لانے کی جا گاہے اگر دل دل لگایا ہے

ایسی دیوانگی سوں اس دل کوں کیا نسبت، یہی اپسکوں سنبھالیا ہے شاباش رحمت۔ دل میں تی اٹھے جھال، کیوں کر رکھے سنبھال۔ بیت

عاشق ہوا اس کوں عشق اپنا ہے عشق جلنا ہے عشق تپنا ہے

بچارے عاشق کا دل بیگ لگ جاتا، آزما کر دل لگاتا۔ دغا کھاتا۔ آزمانے گئے تو سواد میٹھا لذت کم ہوتا، نیں آزمائے تو یو بلا آتی دل درہم ہوتا۔ بارے یو کسے ہے قام، عاشق پر صبوری ہے حرام۔ صبوری کا ناؤں لیتے جیو جاوئے، عاشق تی صبوری کیوں کر آوئے۔ بے صبری عاشق کی صفت۔ بیتابی عاشق کی عزت۔ تلملنا عاشق کا کام، جلنا عاشق کا احترام، سعدی نے بولیا ہے عشق میں ایسی چال، نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال، عشق بے تاب بے آرام ہوئے تو خوب، عاشق ٹک بی بدنام ہوئے تو خوب۔ بدنامی تی عشق میں کچھ انا خامی ہے، یو بدنامی نیں عاشق کی نیک نامی ہے۔ عشق میں بدنامی جیوں کھانے میں نمک، جیوں دیوے میں جھمک، جیوں محبوب میں ٹھمک۔ عشق کا ہی ہے نشان بجا بجتا

پنہاں کرنے جاتے اتنا ہوئے آشکار۔ سب کا حال ظاہر ہو آیا، کون عاشق دو جو عشق کوں چھپایا۔ خسرو شیریں فرہاد یوسف زلیخا لیلی مجنوں، انو کا عشق فاش ہوا تو یو حکایتاں چلیاں آجنوں۔ عشق کوں کوئی چھپا کر ٹھاریا ہے، آفتاب کوں کوئی بغل میں ماریا ہے۔ آگ میں کوئی باندھا ہے گھر غوطہ مار کر کون رہا دریا بھتر۔ عشق ہر گز نہیں چھپتا، چھپاتے کتے سوں پاتاں ہیں حکایتاں ہیں خرافاتاں ہیں۔ یو آگ! اس آگ کون دل میں چھپایا ہے، آگ کو دل میں چھپانے کا علم کیسے آیا ہے۔ عاشق کا دیوانے ہونا ج کام، پیلا ڑ جکچھ ہوئے گا سو خدا کو نچہ فام۔ عاشق جو جیو لگتے وقت اندیشے پر آیا، عشق کا لذت گنوایا۔ اندیشا عاشق کوں لہنا نیں آتال بات کہنا نیں۔ عشق میں آیا ڈر، پچھیں لذت کدھر۔ اتال کیا ڈریگا، کیا بچارا عاشقی کرے گا۔ جس میں اچھے گا فام، ایک دل کیوں کریگا دو کام رن میں گھسنے پچھیں ہوا ہور تیشا کیا، عاشق ہوے تو بی اندیشا کیا۔ اگر جیو تے ڈرتا، تو کی عشق بازی کرتا۔ جاں نیں ڈر وہاں دلبر، جاں ڈر وہاں خطر، ڈر میں گھر، بر میں دلبر۔ کون ایسا عاشق ہے غازی، ہر ایک کا کام نیں جان بازی۔ عشق کھیلنے نیں سو دیوانے، عشق کا کھیل کھیل کر جانے۔ القصہ دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ حقیقت آگاہ بھوت بے دل ہوا دل پر کام مشکل ہوا۔ شہر سب حیران، گھر گھر لوکاں پریشان۔ جیتے جیتنا دوڑے سر گرداں ہو کر سب سر پھوڑے، پیشوا۔ دبیر۔ امیر، خان، وزیر، کوئی کر نیں سکے اس کی تدبیر۔ بیت:-

بادشاہ کے جو دل پہ آوے غم
تل منے ملک سب ہوئے درہم

ویسے میں دل بادشاہ کوں عالم پناہ کوں صاحب سپاہ کوں خصوص ایک جاسوس تھا۔ اس کا ناؤں نظر، سب ٹھاؤں اس کا گذر، سب جاگا کی علم لے خبر۔ صاحب فراست، صاحب ہمت، خوش طبیعت، خوش صحبت عقل بہوت دھرے، نیں ہوتا سو کام کرے۔ کوئی نہ جاسکے وہاں جاوے کوئی خبر نیں لیاتا سو خبر لیاوے۔ سارے شہر کی خبر دل کوں تل ہیں دیوے ہر روز ہزار ہزار شاباشاں لیوے۔ بیت:۔

گھر دھنی وو جس کوں گھر ہے خوب

وو صاحب جسے نفر ہے خوب

سو وو نظر جاسوس دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے حضور آکر، سر اکر، تعظیم کر، تسلیم کر۔ بہوت ادب سوں ایک سبب سوں بولیا، بات کا مایا سب کھولیا۔ کہ اے دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ دل کوں رکھو گھٹ، تقوا نکو سٹ۔ خدا سر پر دھرتا، فکر کی کرتا۔ بیت:۔

بھلی ہے اسے نفر نہ کہیا جاتے

آپڑے پر جکوئی نفر کام آتے

جیتا نکوں تو کیتا، اس کام پر کوئی نہیں دھستا۔ اس کام پر اتال ہیں راضی، دیکھ میری جانبازی۔ مجھے رخصت دے اس کام کوں ہیں جاؤں گا، جدھر تدھر دھونڈ کر توں منگتا سو آب حیات کی خبر لیاوں گا۔ بیت:۔

کھینچا ہے دل کوں عشق نے اب دل کو کچھ چارا نہیں

عاشق کوں کوئی کیتا رکھے، کس تے رہیا ہارا نہیں

تو منگتا سو آب حیات ہے تو اس کی خبر تجھ لگن آئی۔ اگر لو آب حیات دنیا ہیں نا اچھتا تو نہ دیتا کوئی تجھے یو بدھائی۔ نہ یو بڑتے وقت ہیں کیا

نام، کہ یہاں تو کچھ ہے دام، وے آخر ہونہارا ہے یو کام۔ بادشاہاں کا دل جگا جوت ہے سب ٹھار جیوتا ہے، بادشاہاں کے دل پر جکچھ گزرتا ہے سو ہوتا ہے۔ بادشاہاں کے دل خدا کے رہنے کی ٹھار، یہاں شک لیانا توبہ استغفار۔ خدا یہاں بیٹھ کر اپنا کام چلاتا، خدا یہاں بیٹھ کر دیتیا دلاتا۔ باطن میں تو خداچ آیا کتے، ظاہر خدا کا سایا کتے۔ جاں پادشاہ کا دل جاسکتا ہے، وانے کس کا دل خبر لیا سکتا ہے۔ جس دریا میں انو کا دل تیرے، دسرے دل کوں قدرت ہے جو وہاں پھیرے۔ ذرا آفتاب کے انگے کیا دے گا ایک بول کتاب کے انگے کیا دے گا۔ جبتا کوئی دوڑے جدھر، دریا میں قطرہ کدھر۔ یو مراتب پائے، جو خدا کے خلیفے کھولے جکوئی خلیفے کوں سمجھیا سو خدا کوں سمجھیا جنے خلیفے کوں نیں سمجھیا ادنے کیا سمجھیا۔ جکچھ پانا ہے سو یہاں پانا ہے، دھونڈتا سو دیوانہ ہے۔ آرسی ہات میں ہور موں دیکھنے میں آتا کھیا گھر میں ہور نقد لینے میں پاتا۔ جبتا ہر ہور جبتا لبریا دریا میں ٹپا ہور پانی پینا لبریا۔ سر میں بھول اور دماغ میں باس نیں آتی، دل میں معنا بھریا ہور بات کہے نیں جاتی۔ معشوق گھونگٹ کھولیا اونے انکھیاں جھانکیا، یار لٹ پٹ ہوا یو ڈر کر پچھانگیا۔ ظاہر خلیفاچ کتا ہے، باطن میں جو کچھ ہے سو کچھ بات کتا منا ہے، چپ رہنا ہے، یو بادشاہاں بھوت بڑے ہیں، بھوت بڑی جاگا کھڑے ہیں۔ انوں سو بے ادبی سوں پیش آنا نابود کی نشانی ہے، انو سوں بدنیتی کرنا مردود کی نشانی ہے۔ ظاہر باطن انوں سوں صاف دل اچھنا۔ رات دیس انوں کی دعا سوں مل اچھنا۔ انو کی خدمت عظمت ہے بڑا ثواب ہے یو عظمت بخش ہیں یہاں فتح باب بے شاہاں کے وجود کا شرف معبود دیکھ جانتا۔ جس میں کچھ بی بود ہے دہیچ پچھانتا۔ باسے دل بادشاہ عالم پناہ نظرتی تقرے کی یو بات سنیا، امید کے چمن میں تی گود بھر بھر پھول چنیا۔ فرد:۔

من کے چمن ہیں باد آپھل کے ہے غنچہ آس کا
ڈالیچہ پر پھول ہنس پڑیا امید ہوا اب آس کا

خوش ہوا جیونیں رسیا نظر جاسوس کو شاباش شاباش کہیا گلے لایا بھوت منت کیا، خدا کے درگاہ امیدوار ہو کر رضا دیا کہ توں جا، یو خوش خبرے کر ریگ آ۔ کہ یو وقت بھائی نے ادر یاری کا وقت ہے، مخلصی ہور خدمت گاری کا وقت ہے۔ دل داشتی ہور دوست دار کا وقت ہے، تاخیر نکو کر، اس کام کوں تقصیر نکو کر۔ اس کام پر جد دھرے گا، تو خدا بی تیری مراد حاصل کرے گا۔ مقصود آئیں گی بر ہیں، دائم خوش اچھیگی تیرے گھر ہیں۔ مبارک ہے جاگے تیرے نصیب۔ کہ نصر من اللہ فتح قریب۔ بیت :۔

شاہاں کنے کوئی آدمی قابل اچھ تو خوب ہے
صاحب سوں اپنا ایک جہت یکدل اچھو تو خوب ہے

جاسوس نظر دل پادشاہ عالم پناہ سوں وداع ہو کر قدم انگے دھر روانہ ہو اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہوا۔ جوں بادیں اٹھیا کہیں گریا، جاگا جاگا ڈھونڈیا، عالم سب پھریا، جس وقت جس ٹھار گیا جب، تماشے دیکھتا عجب عجب۔ بیت :۔

سفر کی کیا ہے خبر جو لگن دو گھر ہیں ہے
سفر کیا سو وو جانے کہ کیا سفر ہیں ہے

عقل کے پیالے سوں متا ہے، جوں فارسی ہیں کتا ہے۔ فرد :۔

صد تجربہ شد حاصل در راہ بہر گامے
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

حیت اس دل سوں لایا، پھرتے پھرتے ایک شہر ہیں آیا، اس شہر کے عمارتاں جیسیاں کسی شہر ہیں کوئی آج لگن نیں بندھایا کہ اس شہر کے آس پاس

تمام پھلواری تمام پھولاں کی باس، لوکاں سب واں کے ادب دار، تمیز دار، نیک بخت برخوردار، شیریں گفتار، نیک نیت نیک کردار، پردیسی کوں۔ آئے گئے کوں بھوت کرتے پیار۔ فرد:۔

دنیا دغا باز ہے بھوت او باش ہور چھلیاں بھری
آدم وہی ہے جو کرے آدم ستی آدم گری

نظر، وہاں کے لوکاں تے لیا خبر۔ کہ یو ٹھاؤں کیا ہے، اس شہر کا ناؤں کیا ہے۔ وہاں کے لوکاں ہور یک کوئے، سب بولے۔ کہ اس شہر کا ناؤں عافیت ہور اس شہر کے بادشاہ کا ناؤں ناموس، نظر نے اپنے مقصود کوں دل میں یاد کر ہزار ہزار کیا افسوس۔ کہ آخر یو کام کیوں ہوے گا۔ اس کام کا سرانجام کیوں ہوے گا بیت

خدا مدد ہے اسی کو جسے ہمت کچھ ہے
وہی مراد کوں اپڑیا ہے جس میں ست کچھ ہے

ہیں۔ تو جوں تیوں وہاں تی یاں لگ زمیں چکیا، منہ کر نکلیا بھوت ہم کر نکلیا، اپنا خدا شرم رکھے، خدا یو منہ دھرم رکھے۔ اتنا کہہ کر ٹک ایک رہ کر عقل سوں اپنا دل میں کچھ لیا یا، دل کوں سمجایا وہاں کے بڑے لوکاں کوں میلنے بھایا۔ ناموس بادشاہ عالم پناہ سوں جاکر ملیا، اپنے کام خاطر بھوت بلبلیا۔ ناموس بادشاہ اسے دیکھ کر اس کی ادا دیکھ کر اس کی روش دیکھ کر بھوت خوش ہوا، ہنسیا ہلیا، غنچہ تھا سو خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔ فرد:۔

ادب ہے جس میں تو اضع ہے جس میں وہ مرد ہے
دو کچھ یو جس میں نہیں ہے وہ مرد سر درد ہے

دور تھا سو اسے نزدیک بلایا، پوچھیا کہ تو کون ہے تیرا مقصود کیا ہے تو کاں تی آیا۔ بیت:۔

جکوئی کس کنے آوے غرض عرض کرے
وہی بھلا جو غرض دو ایس پو فرض کرے

لاج سٹ کر منگتا منگنہارا۔ دینہارا نہیں دیا تو شرمندہ ہوتا بچارا۔ شرم کا کوئی منگے تو وہاں سمجھے دھر شرم سے خوش لگیا ہے منگ لینا، وے کوتی کسے کتا دیتا، گنج قارون بھی اگر اچھے گا تو بی دیتے سرے گا۔ وے بے شرم کا منگتے منگتے پیٹ نہ بھرے گا۔ یو گدا اس کا چلیچ ایسا سدا۔ شرم کوں نیچ بچھا منگنا ایک ہنر کر جانیا۔ جاں گیا وہاں کچھ منگ لیا۔ کنے دیا کنے نیں دیا۔ کاں کا نیم کاں کا ست، ایکچ اپنی وہیچ عادت۔ اس بات پر یو بات بی آتی۔ کہ علت جاتی نے عادت نیں جاتی، خوب لوکاں کوں خدا ہور خدا کے خلیفے کی آس۔ عار آتی منگتے دسریاں پاس۔ دسریاں پاس منگتے جیو پر آتا۔ ایسے لوکاں تی کس پاس منگنیا کیوں جاتا۔ کسی کا بیڑا پان قبول کرنے کی نیں تاب ایک بیڑا قبول کیا تو اس میں ہزار حجاب۔ خدا نہ کرے جو مردار حلال ہونے کا وقت آئے کیں، تو بی دیکھنا کہ کس پاس منگیا جاتا ہے کہ نیں، خدا کا خلیفہ قسمت کرنہار ہے۔ اگر یاں منگے تو باسے منگنے کی ٹھار ہے، عیب نیں ہے منگنا اس ٹھار، بادشاہ کوں اپنا خلیفہ کیا ہے پروردگار، پادشاہاں پاس حق ہے سب کا منگیا جاتا، خدا دلاتا ہے تو باتی کچھ آتا ہے، نہ کہ جیسے دیکھے دنیا دار منگنے کھڑے رہے ہات لسار، صاحب یاں صاحب کہتے پھرتے اس پاس۔ جانو یو چہ صاحب اسیچ کے چاکر پہنچی اسس؛ جکوئی یوں کسی کے دنبال لگ تگ پیٹ بھرے، بے حیائی پر دل دھرے، پچھیں ہمت کا آدمی لاعلاج ہو کر کچھ بی دیتا ہے بچارا کا کرے۔ ایک بار دو بار تہ مبالغہ چار بار دیا جائے گا۔ پانچویں بار ایسے آدمی تی آدمی بیزار ہوئے گا تنگ آئے گا۔ یو اپنی جاگا پر تے نیں ہٹتا، بقول اہل ہند چکنے گھڑے پر پانی ڈھلتا۔

کوئی بھلا کہو کوئی بُرا کہو اپنے کوں کس کا کہنا اثر نہ ہوئے۔ یو بے حیائی کا شراب
پیا ہے مست ہے اسے خبر نا ہوئے۔ دراصل کسی پاس منگنا بھلے آدمی کو
معلوم ہے کہ کیا بلا ہے۔ دل پر کیا آفت کیا زلزلہ ہے۔ بلکہ قیامت گزرتا ہے
بھوت مشقت گزرتا ہے۔ ماں باپ ہور خدا پاس بی منگنے دل کو ملاحظ آتا ہے
یکایک نیں منگیا جاتا ہے۔ لاج کے آدمی کوں بھوت آتی لاج، پچھیں ضرور ہوا
لاعلاج کوں کیا علاج۔ لوکاں کا یو فام، لوکاں کی یو چال آتال: بچاری بھلے آدمیاں کا کیا حال
لوکاں بھلیاں کوں برے کر جانتے ہیں۔ بریاں کو بھلے کر پہچانتے، بھلے آدمی کوں
جینا بھوت مشکل۔ دل میں کیتا ہمت دھرے، خدا سب کر دے کسے بھلا آدمی
نہ کرے۔ اپنا ہیرا آپی کھانا، اپنا لہو آپی پینا تو دنیا میں بھلے آدمی ہو کر جینا۔ جھپے
پھسلا جانتے، دغا دے جانتے، جیوں تیوں کس پاس تے کچھ لے جانتے۔ جاں
لگن بھلا آدمی ہے، واں لگن خوار ہے، برے لوکاں کوں سب کیں ٹھار ہے، بھلا لوکاں
کیوں بھاوے، لگائے قضا بیچ کوں پتیا مرے۔ یو سمجے نیں دراصلا۔ دکھن کا لیو ہے یو
مثلا، جو کوئی آدارا، وہ بھائی ہمارا۔ جکوئی کرے ہمت، مار نکالیں نٹ، الٹی
چلتی دنیا داری، بھلے لوکاں کی ہوی خواری۔ نااہل پاس جو سوال کرنا ہے، وہ جیونا
نیں مرنا ہے۔ بلکہ مرنا بہتر ہے۔ اپنے جیو پر قصد کرنا بہتر ہے۔ شرم کے آدمی
کوں شرم کا آدمی اچھے سو جانے، جس میں شرم نیں وہ شرم کے آدمی کوں کیا پہچانے
جکوئی جانتے ہیں اپنے ایمان سوں رہنے الحیاء یمنع الرزق کے معنے جکوئی جانتے
ہیں حیا کے لوگ اکثر رزق کے بات تنگی سوں گزرتے ہیں۔ دنیاں جھوٹیاں کی ہے
دغا بازاں کی ہے بے ایماناں کی ہے۔ یو خوبی جانتے ہیں حق کڑوا ہے یو کڑوا
جیسے میٹھا لگا وو بڑا۔ اس بات میں پاؤں پھسلتا ہے ہر کوئی نیں ہوتا کھڑا۔ اگر
کسی میں بات میں سمجنے کا مایا ہے، تو حدیث میں الحق مر بھی آیا ہے، اگر تو مومن کا

رکھنے منگتا پانی۔ تو غم کوں کھا انکھیاں کہ نجوبی اے سارے بھلیاں کی زندگانی اصیل بغیر اصالت کون پاتا ہے بھلے آدمی کو اصالت سنبھالنے جیو پرآتا ہے۔ لا علاج کو سکال دو کال ہوتا ہے تو مردار بھی حلال ہوتا ہے بھلے آدمیاں تی کس پاس منگیا نہیں جاتا۔ انوں پر یو واقعہ فاقہ آتا۔ بھلے آدمیاں کا منگنا ایک اشارت ہے یا نہیں تو ایک بات کرنا ہے۔ اتنے میں کام ہوا تو ہوا نہیں تو اس کام تی در گزر کرنا ہے۔ پچھیں خدا جلاے گا تو جیویں گے نیں تو مریں گے۔ بھلے آدمیاں کا کرنا اتنا چہ ہے بھی کیا کریں گے۔ دنیا دو دیس کی دکھا چھو یا سکھ جوں تیوں یا وقت گزر جاتا ہے۔ واں دیکھیں بریاں کا کیا حال ہے ہور بھلیاں کے ہات میں کیا آتا ہے۔ خدا بولیا سو سچ ہے، رسول بولیا سو سچ ہے۔ وہاں تو بھلے برے کا یو چہ بچار ہوے گا۔ برا ہوے گا سو عزت گنوائے گا خوار ہو گا، شرمسار ہوے گا۔ خاطر لیا بھلے لوکاں کوں۔ خدا ہور رسول کے بانچ کا تقوٰی ہے، نیں تو دنیا میں جیو۔ بی نہیں سکتے۔ یہاں خوب سمجھ کر یہاں کی امید چھوڑے ہیں، امید دہانچہ کی رکھتے، بھلے لوگاں اسی تے دنیا چھوڑے ہیں۔ دنیا تی دین کوں توڑے ہیں، بھلے آدمی کا نمکے دنیا میں نہ آتے، تو برے لوکاں اپنی جفا نہ پاتے، برے لوکاں شہر میں کم نچے کم بھرے ہیں، برے لوکاں بھلیاں کوں برے کرے ہیں برے لوکاں بھوت بھلے لوکاں تھوڑے، بھلے لوکاں سوں بھلا ہو تیو یاری جوڑ کر جتیا جیے بھی آخر مرنا ہے، اتے خاطر کیا کرنا ہے۔ جہ دکھنی مثال ہے مرنا مرنا جو کرنا، ایسا مرنا جو کوئی تھوکے نا۔ جنوں تحقیق جانے کہ بیدا کرنہارا ایک خدا ہے، انو کا راہ روش انو کا چلنت جدا ہے۔ برے لوکاں اگر خدا ہے کر جانتا، تو بھلے ہو کر اچھتے برائی کم ل پچھانتے۔ کچھ خدا کا ڈر دھرتے برے کاماں ہرگز نہ کرتے خدا ہے کر جاننا بھوت مشکل ہے۔ اس وحدانیت کو رکھ پچھاننا بھوت مشکل ہے

جس تی برے فعل دور رہے اسے جاننا کہ یو خدا کون ہے کر جانیا ہے، ایس کے بہید اگر تہاری کوں پچھانیا ہے۔ دیکھتے کے انگے کچھ کیا جاتا ہے۔ دیکھتے کے انگے قدرت کا مال لیا جاتا ہے۔ جکوئی کہتے ہیں کہ خدا سمیع ہے بصیر ہے قادر ہے، علیم ہے کر جانتے ہیں تو یو ہوتا نہیں یو باتاں ہیں۔ جاننے کی نشانی فعل نیک ہے دیگر باقی اپنی خاطر حکایتاں ہیں۔ بارے ناموس پادشاہ کے حضور نظر راز کا پردہ پھاڑیا اس تازے آب حیات کی بات کاڑیا۔ ناموس بولیا کہ اس تازہ آب حیات کا قصہ ایک نادیل دھرتا ہے، اک تمثیل دھرتا ہے، ہر ایک کوئی آکر نا سمجکر اس ٹھار بات کرتا ہے، عقل کوں بول لگاتا ہے، فہم پہ گھات کرتا ہے۔ یو بڑا ایک پیکھنا ہے، یہاں اندیشہ کو دیکھنا ہے، آب حیات کہتے سو دو آب حیات مرد کے موں کا پانی جو لگن یو پانی تو لگن مرد کی زندگانی، اس پانی کی خاطر یو کاں مرتے، کیا کیا مشقت جو نہیں سو کرتے۔

یو سکندر کوں نیں ملیا یک جام

زور ہور زر سوں نیں یو ہوتا کام

جوں حافظ طبیعت کا نتا بو کتا

سکندر را نمی بخشند آبے

بزور و زر میسر نیست ایں کار

یو پانی روشنائی میں ہے ظلمات میں نہیں، یو پانی خدا دیوے کسی کے ہات میں نہیں۔ یو پانی ہوے تو حیات خوب، یو پانی ہو تو سب بات خوب۔ یو پانی کو مانے، پانی رکھیا سو جانے، جیو اس تے پاتا یو چہ پرانی ہے، دنیا میں جکچھ ہے سو یو چہ پانی ہے۔ فرد۔

دین و دنیا کی خوبی بھی نیم اور دھرم ہے ایمان کی نشانی سوں مرد کو شرم ہے

کہ کہتے ہیں الحیاء من الایمان، حضرت کا حدیث ہے یو تحقیق جان اگر اس آب حیات کی کچھ بات ہے تو حیا میں آب حیات ہے، ہیں بولیا نشان اتال تو سمجھ پہچان۔ کھول کھیا اس بات کے چھپے معنے، اتال اس پانی سوں تجھے کچھ کام اچھے گا تو تول جانے۔ نظر بولیا کہ اے ناموس پادشاہ عالم پناہ، صاحب سپاہ، ظل اللہ، توں مربی ہے، فرد ہے، ہمدرد ہے، نیم دھرم تجھ کنے رہناہ تو کچھ کتا سو سچ کتا ہے۔ مجھے تیری بات کری شہ مات، سونے کے پانی سوں لکھ رکھنا یو تیری بات۔ فرد:۔

آدمی نیں وہ جس منے کچھ نام و ننگ نیں

آدمی نیں وہ جس منے آدمی کے ڈھنگ نیں

دے مدعا میرا کچھ اور ہے، میرے مدعے میں ہنوز شور و شور رہے۔ وہ آب حیات جو میں منگتا ہوں اسے کون پچھانے، کاں اچھے گا سو خدا جانے۔ بیت

چلیا امید کوں امید کوں بر لیاوے

وہ ناامید ہو آتا امید تو پاوے

نظر ناموس پادشاہ کوں عالم پناہ کو سلام کر، کچھ کلام کر چلیا، نشان اس آب حیات کا کہیں نیں پایا کر تلملیا۔ کام تاخیر ہوا، دلگیر ہوا۔ بھی یاد کر اس دل کی یاری: خدا سوں لگایا امیدواری، جاتے جاتے تلملاتے تلملاتے، جیفے کھاتے کھاتے، باٹ میں دیکھیا ایک ڈونگر عظیم الشان دسرا آسمان، ہر یک کھورے میں، اس کے چاند سورج کا مکان، ہر ایک جھاڑ کی بیل اس پر جوں کہکشاں۔ خیال کا ہاتھ اس پر نیں انپڑتا۔ خیال چڑھ چڑھ کر پڑتا۔ نظر اس کی بلندی پر میں جاتی پچھاتی پی پھر پھر آتی جیو نیں رہیا اس ڈونگر کے نزدیک گیا۔ وہاں کے لوکاں کو پوچھیا کہ اس جا کا کوں کیا کتے ہیں، یہاں کون رہتے ہیں۔ بیت

خدا کریم ہی سب کوں مکر ہیں تی کاٹے

کسی کے مکر کے پھاندے کسی کوں نا پاڑے

انو بولے کہ یو ڈونگر ہے زہد و زرق کا آشیانا، مشکل ہے اس ڈونگر پر یکایک جاتا۔ ڈونگر پر ایک کھنا بڈھا اچھتا ہے، رات دیس، اس سے پرسن ہوا پریس اس کا ناؤں زرق، مگر ہور اس میں کچھ میں فرق، نظر کوں بھوت تھی طلب کی آس باؤ ہو کر ڈونگر پر چڑیا، گیا زرق کے پاس۔ انے کہیا اے پیر سلام، صاحب تدبیر سلام، اُنے کہیا اے جواں علیک السلام، علیک السلام۔ یو بے غرض اکو غرض تمام، خدا کرے تو ہوے یو کام۔ بیت

یو کاں کا دو کاں کا یو دو تو ہوائی

تماشا عجب ہے نوی آشنائی

زرق کہا کہ یہاں توں کیوں آیا، کون تجھے یہاں لیایا، کون تجھے یو باٹ دکھلایا یہاں کیا ہے تیرا کام۔ حیراں ہوں ہیں میں ہوتا خام۔ نظر انے دل کی گانٹھ کھولیا اس تازہ آبِ حیات کا قصا بولیا، زرق کہیا آبِ حیات کا چشمہ کتے سوں نہ باغ میں ہے نہ کس کشت میں ہے، دو ایک چشمہ تو کتا سو بہشت میں ہے۔ توں اس چشمے کوں ڈھونڈتا دنیا میانے، اسکا نشان کوئی کیا سمجھے کیا جانے۔ فرد:۔

یو غرضی ہے پوچھے بغیر نیں رہتا

یو کچھ پوچھتا ندا اسے کچھ کہتا

غرض اگر تجھے ہونا چہ ہے یو پانی، تو عاشق کے انکھواں میں ہے یو نشانی عاشق کی انکھی کا پانی کیا ہے عشق کی خوئے۔ اس پانی سے کیا عجب جو موا سو جیوتا ہوے مسیحا کا دم اس پانی تی فیض پایا، مسیحا اس پانی تی مرے کوں جلایا پانی کے قطرے بس لاکھ فیضان ہیں، اگر کوئی پچھانے، یو چہ پانی آبِ حیات ہے اگر

کوئی جانے، فرد:۔

جو اپنے درنے تی محظوظ ہیں دردمنداں!

سو ہنسنے تی نیں پاتے، ہیں حظ یو محبوباں!

چنداں کس کس لذت بھرے دداں سوں انکھیاں ہیں تی پڑتا ہے بند ایک ایک اگر تو عاشق ہے تو بند بند کا لذت دیکھ۔ اس غم میں کیوں خوشی آئی، اس کڑوائی میں کون رکھے مٹھائی، کانٹیاں تی پھول کی باس کون لیا ہے، آگ میں پانی ہے دو پانی کون پیا ہے، دو بھونرا کال ہے جو یو باس لیوے، وو پروانہ کال ہے جو یو پانی پیوے، ہور اس پانی کی خبر دیوے: یو قطرا ہے بھوت لذت بھریا، ہر قطرے میں سو سو دریا، تجھے معلوم تھا سو کیا عرض، اتال توں جانے تیرا فرض۔ نظر ہنس کر رتی کوں جیلے کے برق کوں، بولیا ہور توں بی کتا ہے سو اس میں ایک مانا ہے، دے یو مانا پانا ہے۔ مکر کتے تھے وے یہاں کچھ مکر نیں دسیا، تمام میٹھا بغیر شکر کچھ نیں دسیا، شاباش انجھواں کا عجب بیان کیا، عاشقاں کا خاطر نشان کیا۔ عاشقاں کو انکھیاں کے آنسوا ایسیچ ہیں، جوں توں کتا دیسیچ ہیں، جس انکھیاں کوں دیدار کی لگی تیراتی اس انکھیاں کا کیوں ہووے ایسا پانی، قولہ تعالیٰ، وقلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ، یعنی مسلماناں کا دل خدا کا عرش ہے، یو پانی اس عرش میں تی آتا ہی، عاشق کے انکھیاں کے کنگوریاں پر تی جاتا ہے۔ نعوذ باللہ یو پانی اگر تہر میں آوے۔ دریا کوں ڈباوے۔ نوح کا طوفان اس پانی کا ایک قطرا کر جان۔ اس پانی کا بھوت ادب دھرنا، اس پانی سوں بے ادبی نا کرنا۔ اس پانی سوں بھوت ڈرنا۔ یو پانی اگر لہر کی موج اچاوے، تل میں عالم کو گلستاں کر دکھلاوے، پھل کوں پھلواڑی کرے، بارہ کوں باڑی کرے۔ پات کوں جھاڑ کرے۔ کنکر کوں پہاڑ کرے۔ ذرے کوں آفتاب کرے، آتش کوں آب کرے، گدا کوں بادشاہ کرے، تارے کوں ماہ

کرے۔ تیرا سخن مجھے خوشی دیا۔ تیری باتاں تی ہیں، بہوت حظ کیا۔ عجب فہم دھرتا ہو شاباش، بہوت سمج سوں بات کرتا ہے، توں کہیا سو بات بھی میری بات میں ہے، دد دیس بی اس بات میں ہے۔ توں جو موتی ستیا میں چنیا، توں جو بولیا سو میں سنیا۔ دے میرا مدعا کچھ جدا ہے۔ کستی کیا ہوسنگا اتال خدا ہے، یو کہہ وہاں تی اٹھیا، اس کی خدمت کے بند میں تی چھٹیا۔ اس کام پر یوں بھی تھا۔ جاتا ہوں، کر منگیا رضا : اس فکر تی جلیا، بھوت تلملیا۔ بھی اپنے کام کوں باؤ ہو کر جنگلے جنگل چلیا اس جنگل میں دیکھتا ہے جو یکایک کوٹ نظر آیا۔ آسماں پر پڑیا تھا اس کا سایا، سات زمین اس کوٹ کے اس طرف کا پایا۔ ہر ایک کنگورا اس کا عرش کا ہمسایا، ایسا کوٹ دنیا میں آج لگن کوئی بادشاہ نیں بندھایا۔ جانو اپے کچھ قدرت تی مستعد ہو آیا۔ فرد :۔

عجب کوٹ دوٹ ہے کیتا بکھانوں
کہ حلقہ اژدھا مارہا ہے جبا نوں

اس کوٹ کنے آکر، وہاں کے لوکاں کی روش پاکر، پوچھیا کہ اس کوٹ کا ناؤں کیا ہے، اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں کیا ہے، اس پادشاہ کی کیسی ہے عدالت، وہاں کے لوکاں بولے کہ اس کوٹ کا ناؤں ہدایت اور اس کوٹ کے پادشاہ کا ناؤں ہمت :۔ فرد

ہدایت لگ تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوے ہدایت سوں
نظر نے لئی جفا دیکھیا لگیا اب کام ہمت سوں

نظر بولیا کہ شکر الحمد للہ اتیا دکھ دیکھے سر دھن، بارے انپڑے ہمت لگن۔ اتال خدا ہمت دیوے خدا فرصت دیوے، ہمت تی کچھ ہمت

پاویں، مراد اپنی بر لیاویں، ہمت تی نیست ہوتا ہست، دنیا میں ہمت بڑی بست عقل ہمت تی پکڑتی بلندی، ہمت کے سرہے تمام ارجمندی ہمت کا ڑی کوں ہوے تو پہاڑ کوں زیر کرے۔ قطرے کو ہمت ہوے تو دریا سوں دعویٰ دھرے۔ ہمت تی تھنا بڑا ہوتا۔ ہمت تی بڑیا سو کھڑا ہوتا ماں ہمت باپ ہمت۔ پیر ہمت مرشد ہمت، جکچھ ہے سو ہمت ہمت، جس مرد میں کچھ ہمت ہے اس مرد پر رحمت رحمت ہزار رحمت، بیت:۔

دہی مرد جو ہمیشہ ہمت سوں ہمدست ہے

ہمت خدا کے خزانے کی خاص کچھ بست ہے

بڑائی منت نیں آئی جتی ہمت اتی بڑائی، ہمت جنیں گنوایا، انے دنیا میں کیا پایا، ہمت کی صفت جوں ہے تیوں کو کرسی نا، ہمت کی صفت جتیا کہے بی سرسی نا۔ مرداں کوں ہمت عاشقاں صاحب درداں کوں ہمت۔ فرداں کوں ہمت کیا کام آوے رس نیں سو گنداعیں ہیں ہمت نیں سو خالی بھانڈا۔ بیت:۔

جکچھ خوبی ہے سو ہمت کے باب ہے

ہمت ناوں لینا بھی لئی صواب ہے

ہمت مرداں کا سنگھار۔ ہمت صاحب درداں کا ادھار، ہمت سوں راضی آپے پروردگار، ہمت تعلیم خانے ہیں چھوٹ، ہشیار رہو ہمت نکوست۔ ہمت مرداں کی سنگھاتی، ہمت کوں خدا کی بھاتی۔ غرض مرد کوں ہمت مطلوب ہے۔ بھو تیچ خوب ہے۔ القصہ جاسوس نظر ہمت پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ، صاحب سپاہ، سوں جا کر ملیا کہ خدمت کرے عظمت پاوے نامرادی جاوے، مراد آوے، محنت کا جھاڑ راحت کے پھل بار لیاوے

بیت :-

غرض دھرتا ہے نیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کوں

جکوئی سیوا کرے کس کی سو کچھ مقصود پانے کوں

سینا ہوا اخفا، کو لگ یو چھفا، خدا جانے کدھا ہو تا لغفا، نظر کا خاطر وہاں ٹک جمیا۔ چند روز ہمت کی خدمت میں گمیا۔ گمتے گمتے ہمت کنے ایک دیس اس تازے آب حیات کی بات کہیا۔ اپنے سب واقعات کہیا۔ ہمت سن ہنسیا ہنس کر بھی رو یا، انجھواں سوں موں دھو یا، لہو کو پانی میں گھولیا، پھر بولیا اس تازے آبحیات کی بات کنے، طاقت نیں مجھ منے، یو آب حیات تو ہے، تو شہد یو نبات تو ہے، ولے بات کتے اتر چڑتا۔ آدمی بے ہوش ہو کر پڑتا رگ رگ میں لہو کو آتا جوش، یو عالم سب فراموش، یو بات بہت تند اور تیز، خونی، خون ریز۔ اس بات تی پرہیز حذر کر، اے نظر خوب نظر کر۔ اس بات تی درگزر کر، بلکہ دوسریاں کو بھی خبر کر، بہوت لوکاں اس بات میں گھر جیوان گنوائے ہیں، ایمان پر بات لیائے ہیں، صنعان نے تین سو ساٹھ مریداں سوں مصحف کوں جالیا، سور چرایا، شراب پیا، اپس کو کفر میں گھالیا۔ داود اس خاطر اپنے جیو پر اٹھے، ایکس کوں جیوں مارے، خدا کوں بسارے۔ ایسا کنے جو آخر پچھتا کر کمر کسلائے، مجنوں جیو تی اٹھیا اپنا لہو پیا گھٹیا، مجنوں کا سینا پھٹیا، اس خاطر زلیخانے کیا کری، شرم تی اٹھی جیو تی نیں ڈری، طالب تھی بچاری سچی کا کھوت میں آکر یوسف پر کیا کیا فتوے رچی، مرد کوں بے ہمتی نیں آتی۔ جسے ہمت ہے اسے صاحب ہمت کی صحبت بھاتی، تموں بی یو بات سنتے کچھ کا کچھ ہوے گا۔ دیوانہ ہوے گا، بیچ ہوے گا، بے تاب ہوے گا، بے آرام ہوے گا، جیب عالم میں بدنام ہوے گا۔ بیت :-

شراب پیے تو بھی کوئی نہیں ہوتا ماتا
حسن شراب کہ جس دیکھتے آتر آتا

تجھ میں نا رہی تیری سد، پچھیں کاں کی عقل کاں کی بد، تتے دل کوں جوڑ، اس بات کا دنبالہ جوڑ۔ میں کہ ہمت ہوں سو اس ٹھار، میرا یو احوال اتاں دسریاں کی بات کیا کہوں دسریاں کا کیا حال۔ نظر یو خبر سن بہوت گھابرا ہوا۔ چپ چپت کا بڑا ہو، معاملہ کچھ کا کچھ کھڑیا۔ اندیشے میں پڑیا۔ یو پیرت ہے اسے کوں نہایت کوں انپڑایا۔ اس کوں انت نہیں۔ کون اس کا انت پایا۔ کہ یو آب حیات کہ اس آب حیات کے خاطر ویساں دیساں نے یو جفا دیکھے، کیا نفا دیکھے، تو بر کئے پچھلے آخر بھی پھر اپنی جا گا لئے۔ کوئی اس باٹ میں جاکر اس کو پورا نیں انپڑایا۔ جس باٹ گیا تھا اس باٹ کا مقصود نیں پایا۔ کر یا بھر یا ڈریا نیں کریا۔ کرم دل بھی اگر اس آب حیات کی خبر پاوے گا تو کیا نہایت کوں انپڑاوے گا۔ اگر دل کے ادھر دیکھتا ہوں تو دل کے فائدے کیا بہوت باتاں ہیں، ادھر جیو کے رہنے کا کچھ فکر کرتا ہوں تو نئی حکایتاں ہیں، میانے میاں بچارا اڑیا، بچارے پر مشکل کھڑیا۔ بیت۔

نظر شہاں کنے کوئی دور اندیش ہوئے تو خوب
کہ زبر کام نہوے کام بیش ہوے تو خوب

نہ یے عاشق کو قائل کی بات خاطر میں کاں آتی، پند کسی کی کاں بھاتی، دوستی جاکر دشمنی بساتی۔ دل میری بات کاں مانے گا، اگر بولوں گا دشمن کر جانے گا۔ بیت:

جکوئی خوبی کوں کہے اور کوئی برا مانے
نہ بول بول کہ کیا کام بیٹھے بچھانے

کہیا خوب ہمت سوں جیت دھرنا، اتنال کیا کرنا، کیا کسکے کیا ہرے، جسے خدا ہمت دیوے سو کرے، دل کے دل میں میری ہے آس، میں بھی اینڈ یا ہوں ہمت پاس، یہاں ہے یاں لگ آیا ہوں مقصود کو جگا یا ہوں، کام ہوتا چہ بھلا، کم ہمتی کا خطر سوتا چہ بھلا، دسریاں کا قصہ سنا دوں گا، دل کوں بھی ہمت پر لیا دنگا، دل ہے آخر یو کام کچھ کرے گا، بالذات مردانہ ہے مردانگی پہ دل دھرے گا، ہرگز نہ ڈرے گا، دل تو بی کہوں لگا کہ کرتے تو کیا، دے ہشیار رہے جیا۔ مرداں میں ٹھاؤں اچھا۔ کچھ ناؤں اچھنا۔ کہ لے سن اے دل، کام کیا جائے دے کام نبھانا مشکل، یو بولتا ہوں تیری خاطر میں کچھوا ختیار کرتا ہوں، تجھے اپنے ٹھار ہشیار کرتا ہوں۔ بیت:-

نفر دیسچ کہ صاحب کے کام پر جیوے

ایس کے کام کوں سٹ دیو نام پر جیوے

کہ میں نفر تیرا، تو صاحب میرا، تیرا ہم دھرم، میرا شرم، صاحب کی زندگی نفر کی بڑائی، جکوئی نفراں خوب ہیں دایم انوں کوں ایسچ عقل آئی ایسچ عقل نے انو کوں بڑھائی، ایسا کچھو اندیشہ اندیشکر، قدم کچھ پیش کر، ہمت کوں بولیا کہ توں بادشاہ توں ہمت توں فتح توں نصرت، توں ہی صاحب ملک توں صاحب مملکت، توں صاحب دین توں صاحب دولت، توں ہمت تجھے مرے کام کوں ہمت دے، ہمت کی کچھ مت دے، ہمت تی ہمت خوب ہے، ہمت مطلوب ہے، تیرا جیو نیں رہیا توں یو بات البتہ میرا جیو دیکھنے کہیا، نیں تو تو ہمت تجھے یو بات کدھر، تجے اس بات پر کہاں نظر، توں سعادت مند، توں ہمت ہمت بلند، جہاں تی ہمت ہاری، اچھیں وہاں تمام خواری، جو لگ خدا کی خدائی قائم، تو لگ ہمت قائم ہمت دائم۔

مجھے کیا ہے توں بیدل ہو کیا عقل کرتا
ہوے سو کام ہیں میرے تو کی خلل کرتا

خوب خدا خاطر جوں تیوں اس آب حیات کی بات توں بول، اتال دل کوں کھول، جو اس کے اثر تی کیا ہوتا ہے، گھڑی بھر ایک جا گا دونوں مست ہو کر پڑیں، ایکس کے ایک گلے لگ لگ ٹک ہنسیں ٹک ردیں، ٹک چڑ پڑیں یو بی ایک تماشہ دیکھیں، اس معاملے کو بے خطر لیا دیکھیں، یو بی ایک عالم ہے، آخر جو نچھ ہے کیا غم ہے، ایک ساعت مست اچھیں، اپس میں یا کہ ہمت دونوں بی مست، دونوں بی مے پرست، دونوں بی دانے دونوں بی توانے دونوں بی دانشمند، ایکس سوں ایک نہ بچارے ایکس کو ایک دے پند۔ آج لگن عاقل تھے، ایک دیس دیوانے[1] اچھیں، یو بی ایک گزری ہے دیکھیں اچھیں، جانے اچھیں، بیرت تلی کیوں گھڑتی، ناؤں تی مستی کیوں چڑتی، کوئی کتے یو بات خرافات ہے، ناؤں تے مستی چڑنا بھوت بڑی بات ہے۔ فرد:-

نفا ہے کیا جو چھپا رکھے دل منے دھر کر
جو کام دل منے آے وہ دیکھنا کر کر

توں ہمت، توں صاحب شوکت، بارے ہمنا کچھ فیض انپڑے، تیری دولت مقصود دستیپر ہے۔ دل کوں کھول دو آب حیات کاں ہے اس کا نشان بول۔ کیتا تپا دے گا۔ صبوری کرتے جیو جاوے گا، ہمت نظر کوں بھوت گیا۔ بیٹ پکڑ پکڑ کر ہنسیا۔ کہا شاباش تجھے اس کام پر بہوت ہم ہے، توں بھوت ثابت قدم ہے، جس کا نفر ایسا اچھے گا، اس کا صاحب کیا اچھے گا۔ فرد:-

نفر جسے کتے دنیا ہیں دو نفر کاں ہے　　نفر پیچ کہواتے کسے خبر کاں ہے

---

[1] ن - دیوانے

نفر ایسا اچھنا جو صاحب کا نام کرے اپنا کام کرے، نفر وو جو اپنے
کام تی صاحب کا کام اگلا جانے۔ نفر وہ جو صاحب نہیں کہے تک صاحب کا خیال
پچھانے، نفر کوں بہوت عقل کا سکت اچھنا، نفر بہوت عالی ہمت اچھنا
جاں ایسا صاحب ایسا نفر۔ واں کام فتح و ظفر۔ اتال کیا ہے ڈر، جکوئی ہو دانا
جکوئی سمجھتا ہے بات کا مانا۔ وو نفر کوں دیکھ صاحب کا مقدار جانتا ہو کہ
اس نفر کا صاحب اتنا تنیچہ عقل تنیچہ فام کلے، اتنیچہ تدبیر اتنیچہ کام کا ہے
نفر کوں کیں مقصود کوں نپہنچے تو بہوت فکر کرنا۔ عاقل لوگاں بہوت تماشے کے
ہیں بہوت ڈرنا۔ جو کوئی دانایاں دانشمند کہواتے، باتیچہ ہیں بات کوں سمجھ جاتے
ہیں عاقلاں نے عقل سوں ملک گیری کئے ہیں، اجالا پاڑے ہیں روشن ضمیری کئے ہیں
جو عقل ہور فکر پر آئے ہیں، تھوڑے کوں بہوت کر دکھلائے ہیں۔ تدبیراں کئے
ہیں، ملکاں لئے ہیں، اگر عقل کوں ٹک ہمت کی چاشنی دیا جائے تو بھی کچھ کام
کیا جائے، جتنا عقل جتنا گیان ہے، توکل بھی میانے میان ہے، مرداں کوں ایک
عقل ہے کہ اس کا ناؤں دیوانگی مردانگی، مرداں کو وو بہوت بھاتی، وو عقل
آڑے وقت پر کام آتی۔ یو عقل نیں سب کسے۔ مگر خدا دیوے جسے، بعضے
لوگاں ایسے لوگاں کو دیوانے کہتے، انو کیا جانے کتے۔ در اصل اپس ہیں نیں ہے
اتنی سمجھ کیا سمجھیں گے دانے دیوانیاں کے رج۔ انو چپ باتاں کرتے آکر میانے
آخر بھلے برے کی پارسو دیوانے، تدبیر رج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے
کام سمج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے۔ .... جس
تدبیر میں رج نیں، واں عزت کوں کچھ سج نیں، ایسی تدبیر کا پایا قائم نیں اچھتا
دائم رہے گا کر جانتا دے دائم نیں اچھتا، دشمن کو زیر کرنے پیش ہونا یا زبر
دشمن تل تل کی لیتا ہے خبر، آج کیا کھایا کیا پیا، آج کس سوں بات کیا۔ آج کیا

تدبیر کرتا ہے، آج کیا قصد دھرتا ہے، آج کس کنے تی کی لایا۔ آج کسے کیا
دیا۔ آج کہاں بیٹھا کہاں سوتا۔ آج گھر میں کیا اندیشیا ہوتا، یوں بی پرشال
بی دیتہ (۹) نزدیک کے لوکاں کو باند لیتا۔ یو غافل بچار اخبر نیں دھرتا،
جکچھ اپن کوں بھاے سو کرتا، یو تو سب کو بھلے کر جاتا، سب کوں مانتا
اس کا تو سب کو اعتبار، وے بعضے نزدیک کے لوکاں دشمن کے خبردار
نیچے دشمن پورے دھتیارے تو انو چہ دشمن کوں خبراں انپڑاں ہاری۔ دنیا
ایسی ہے جو اس دنیا خاطر لوکاں نے ماں باپ کو مارے ہیں سگے بھائیاں نے
سگے بھائیاں سوں عداوت سارے ہیں، دنیا باپ، دنیا ماں، دنیا بھائی
آخر یہ دنیا کسی کی ہو نیں آئی۔ دنیا کے لوکاں بھوت مست بھوت بے خبر
خدا رسول انوں کوں کدھر، انوں کا ماں باپ انوں کا خدا رسول سو زر سدام
جو جان کر راون پر آئے، گھر کا بھیدی تے لنکا ڈھلے، سام جو جان کر راون
پر آیا، بایا دے کر بھائی کوں بھانچہ مارنے فرمایا۔ یو دنیا ہے، سگے بھائی کوں
یاں پنیا یا نہ جائے۔ نفر چاکر تو ہیگا نہ نفر چاکر پر بیکا یک کیوں پتیارا ہے، دنیا میں
ہر ایک کام کوں دسیلا بھوت ہے، دنیا دغا باز ہے دنیا میں مکر ہور حیلا بھوت
ہے، ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سوں کچھ کام دھرتا ہے، تو اس کو نزدیک
کے لوکاں کوں بی کچھ دے کر اپنے چاکر کرتا ہے، اس کے بندے جو اپنے
ہوے چاکر تو کام دنیا کا بند بیٹھا ہے اگر۔ جو اس کے ارکان دولت ایس سوں
کئے قول و قرار، بچھیں انوں کے بادشاہ کے دل کوں پھراتے کیتی بار، دل کے
دانا لوگ بھی یو نچہ فکراں دھنڈتے تھے، ایس میں اپے بچار، بھوت کا ماں ایسے
تدبیراں سوں کئے جا انو کوں کچھ مشکل پڑیا اس ٹھار۔ دنیا تمگشے کی ٹھائے ہے، او جکوئی
عاقل ہے دو اپنی جا گا بھوت ہشیار ہے۔ درو دیوار تی جھکنے کی جا گلے ہے، اپڑ جیو

ـــــــــــــــــــ

۱؎ مال

کے یارتی نچکنے کی جا گلے ہے۔ فرد :۔

بشمع کانہ ہم اسرارخوانی پارہ کم کن!

زنامحرم چہ غم داری خدرا زیار محرم کن

جوں توں ایکس کوں اپنے جیو کی بات تپیا کرکتا کہ یو میرے جیو کا یار ہے، تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا یار ہے اس کا بی اس یار پر اعتبار ہے، یو راز کسے نہ بول سی اگر خاطر قرار ہے، اس بھردسے پر یو تیری راز کی بات جاکر اس اپنے جیو کے یار کنے کتا۔ اسے یار کر بتیاتا ہے جیو نیں رہتا۔ جاں جیو تپیاتا وہاں ہر ایک بات کنے کوں دل میں کچھ ملاحظہ نہیں آتا۔ یو نچہ یار کوں یار یار کوں یار کتے کتے کھبیتر کی چھپی بات بھار جاتی، تدبیر کا بند توٹیا یک آدھے وقت میں سو کنے کی بلا آتی، یار کوں یار کتے نفر سنیا جاکر سنیا، ایک بات پر چار باتاں زیاست بنیا، ایسیاں باتاں سنتے بھلے آدمیاں کے نقشاں جنتے، ہجوم ملتا چوندہر تی، پچھیں د خلوت میں کی مخفی بات کو نچے کو نچے بازار میں بازار پھرتی۔ اس بات کا یو سے جرٹ، اس جرٹ کا اسے نیں خبر۔ یو حیران ہوتا، پریشان ہوتا، کتا واے یو بات تو میں خلوت میں فلاں کس کہا تھا۔ یو بات بھار کیوں پڑی۔ یو بات خیر ٹھار کیوں پڑی، توں اپنی بات کوں آپے میں چھپا سکیا۔ جب تو دسرا تیری بات ناچھپا کر کسے بولے تو کیا عجب۔ ایکس کا مایا لینا وے اپنا مایا کسے نہ دینا، جتنا سکنا۔ اتنا اپنا مقصود اپنے دل میں رکھنا دل کا یار سو پلکے پرودگار جنے ہر کسے بتیا یا اونے دغا کھایا، اگر کوئی کسے تپیا کر اپنی راز کی بات بولے تو اسے یوں چھپانا جوں اپنی شرم تو اسے کتے ہیں نیم، اسے میں دھرم، ہزار جیونا یار اچھے تو بی کوئی اپنی شرم دکھلاتا ہے، اپنا شرم دکھلانا کسے خوش آتا ہے، ایسا کام ہرگز کسے بھاتا ہے۔ امانت میں خیانت کرنا بھلے آدمی کا کام نیں، یو کام دانایاں کا ہے ناداں کو فام نیں، جکوئی دنیا دا ہے

سو دنیا کا کام خوب فام کہے ہیں، کہ دنیا میں دوست تھوڑے دشمن بھرے ہیں دشمن اگر چھوٹی ہے تو بھی عداوت سر چڑے گی، غفلت میں ایک آدھے وقت دغا دے کر لڑیگی، جوں فارسی میں کتا ہے، فرد:

دانی کہ چہ گفت زال بار ستم گرد
دشمن نتواں صغیر و بے چارہ شمرد

بارے کہانی کہی ساری رات، آخر و ہیچ بات۔ کہ دشمن گزرتا ہے سو ضرور گوں گزرتا ہے، اپس کے بل میں سنپڑیا تو کچھ کرتا ہے۔ مرد یوں رہنا کہ دشمن اس کے رہنے کی دنا ئے چہ کوں دیکھ ڈرے، اپنے حد سوں اچھے زیاستی فکر نہ کرے، مرد یوں رہنا جو خدا بی شاباش کہنا، دانے جو رکھتے دانے دیوانے۔ دو ایک ضرور کے وقت کام آنے۔ وقت جسے کتے د دضرور کا ہے، یو اندیشہ بھوت دور کا ہے سب باتوں کا یو چہ مانا، کہ دانے دیوانے لوگ ملانا۔ بھوتاں کوں تھوڑے مارے سو دانے دیوانے خدا چہ کوں بڑا جانے سو دانے دیوانے۔ دانے دیوانے لوگ بلا۔ آپی بی بزرگی سوں جی دسریاں کوں بی برد سوں جلا۔ یو مکر و دغا بازاں کام کیا آئے، بے لگن کھاتے نیں تو نکل جاتے، اپنی عزت کی نیں شرم دسریاں کا کیا رکھیں گے نیم دھرم۔ دانے دیوانے چھوڑ جانے بر جانتے بھی کچھ حیلا مکر سیانے نیں جانتے۔ انوں دل بھوت کڑوا۔ لینے دینے کی بی کچھ نیں پروا۔ بعضے لوکاں مزدوری کرتے۔ صاحب کے کام پر نظر نیں ہر کسی کی شرم حضوری کرتے۔ مزدور کی ٹکڑے روٹی پر نظر، بعضے کا ماں کے اسے کیا خبر، مزدوراں میں کاں ہے بڑا فام، لیسے حزوراں تی کاں ہوے گا کام۔ جکنوی آگر دولت پر کھڑے، دانے دیوانے ملے تو ہوے تجھے۔ خدا جانے کس کے سر یو اثر چڑیا ہے، بڑے ہونا کیا بات میں پڑیا ہے، آدمی جاگنا نیں سوتا ہے، آدمی جس پے میں پڑیا سو

ہوتا ہے۔ مشقت ڈالی نیں جاتی، ہمت خالی نیں جاتی، نہ ہے شرط ہے جو ہمت اچھنا، سکت کا گیت اچھنا۔ عاشق ناؤں کے ہو کر خدا پاس ٹھاؤں منگنا، منگے تو ناؤں منگنا مرد وہیچ جو اس کوں پچھاتیا، جنے اپنے ناؤں کی لذت جاتیا۔ القصہ ہمت نے نظر کوں اس خوش خبر کوں، خلوت میں لے جا کر اپنے نزدیک بلا کر سمجھایا مقصود اس کا پایا:

جنے یقین سوں جیوں اپنے یار سوں لایا!

جکوئی ثابت ہو آیا انے پایا!

کہا خوب توں مرد سیدھے، ہور اس کام پر بھوتیچ بجھے۔ تو قصا کتا ہوں حسن کہ انتڑے اس آب حیات کے چشمے لگن۔ کہ مشرق ولایت میں، بے نہایت میں ایک بادشاہ ہے، ظل اللہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے، حقیقت آگاہ ہے، عشق اس کا ناؤں، ہر دل میں اس کا ٹھاؤں۔ سب سوں جوڑیا، کسی سوں نیں توڑیا، کیتا کریں گے بیان، اگر ملیں گے بیان، اگر عشق آپ بھاوتا، عشق مدماتا، عشق خدا کو انپڑاتا، عشق خدا کہواتا، عشق کوں نہ پچھیں فکر فکر نہ انگے کا اندیشا، عشق سرمست، بے پروا اس کا ریشا ریشا۔ عشق کس تی نہ ڈرے، عشق خوشی بھاوے سو کرے۔ بیت

وو شاہ عشق ہے جو سب جہاں لی سکا ہے

تارے، چاند سورج آسمان اس کلے ہے

عشق آگ ہے جاں جاوے واں جالے، عشق کی آگ کوں کون سنبھالے عشق کا جیو حسن، اس جیو میں لاکھ لاکھ گن، عشق جھاڑ ہے حسن پانی، حسن تی قائم عشق کی زندگانی، عشق حسن پر والہ و شیدا، عشق حسن خاطر ہوا پیدا۔

عجب شراب اہے حسن جس میں سب ہستی

کہ اس شراب سوں چڑتی عشق کوں مستی

اس کا کام ناز اس کا کام نیاز۔ یو مستغنی دو محتاج۔ یو سب شوخی دو سب لاج۔ عشق ہور حسن دونوں جوڑا کوئی بھوت سمجیا کسی تھوڑا۔ عشق حسن خاطر حسن عشق کی خاطر ہوا آشکارا۔ اس دونو جیب کا ہے شور گھر یں گھر، ٹھاریں ٹھار۔ عشق عاشق معشوق حسن ناری، عشق کی عاشق دائم سنواری سنگاری۔ القصہ اس عشق بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، ایک بیٹی ہے۔ بھوت مقبول بھوت خوش اصول، بھوت معقول، بھوت خوش رنگ، بھوت خوش ڈھنگ نور یں سور میں اس کے سم، نازک نرم جوں پھول جوں بریشم۔ بالاں کرناں کی دیکھتے انکھیاں کو گھیرے اگر گرناں، سدہ چھوڑ دیوانے ہو کر پھرناں۔ بیت:

گھر میں تی ہنستے نکلے آنگن میں پھولاں جھڑیں

عاشق ہو کر چاند اور سورج دروازی پر آ کر پڑیں

یو نوا نور نوا آفتاب، اسے دیکھنے کا کسے تاب، عالم عالم اس کی خاطر خراب، ہر دل میں اس کا اضطراب، ہر طرف عاشق، ہزار مجنوں ہزار فرہاد، سرمست دلربا، بے پروا بے زار۔ بیت

گل کے رنگ کیاں چمن میں مشابہاں ہیں

لائے نیں جانو آفتاباں ہیں

ناوں اس کا حسن، کتے بولوں اس کے گن۔ القصہ کوہ قاف کے ادھر ایک شہر ہے اس شہر میں ایک باغ ہے، کہ بہشت اس باغ کے رشک تے داغ ہے، جس کے پھول دیکھنے جیو آدے، اس باغ کوں بہشت سوں کیوں تشبیہہ دی جاسے۔ صحن اس کا موتیاں سوں بھریا، جوں تاریاں سوں گگن، بہشت اس کے ایک باغ کے کونے کا چمن، ملایک آرزو دھرتے ہیں اس باغ میں آنے۔ حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول کا طرہ لانے۔ بیت:۔

بلبل ہو کر نالے بھرے چمنے چمن سیراب ہو
پھولاں کے خاطر جھاڑے کانٹیاں اُپر بیتاب

مجنوں لیلیٰ نالیا، اپس کوں بھوت سنبھالیا۔ آخر دیوانہ ہوا اس باغ کے پھولاں باس تی، فرہاد کوہ میں آہ بھرتا ہے اجنوں اس باغ کی شیریں پھلاں کے آس تی، زلیخا جو پھرتی تھی یوسف کے آس پاس سو اس باغ کے پھول کی پائی تھی باس۔ بیت:۔

جدھر تدھر بھی حسن ہے جو دل بھلاتا ہے
کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پہ لیاتا ہے

جس دلربا شہر میں یو دلارام باغ ہے، اس دلربا شہر کا ناؤں دیدار، اس دلارام باغ کا لقب رخسار ہے، اس باغ میں ایک چشمہ ہے اس چشمے کا ناؤں دھن، من موہن جگ جیون، بھوتیچ میٹھا جوں نبات، اس چشمے میں ہے توں منگتا سوں آب حیات، اس چشمے پر جاوے گا تو وو آب حیات پاوے گا، ہور وہ وہ حسن نار، دل کا سنگھار، جس پر بھولیا سب سنسار۔ فرد:۔

لالے دے سینے پو گل پھل پھل کے تیرنے گال پر
دریا میں تی ہنس آئینگا عاشق ہو تیری چال پر

عشق کی بیٹی لطافت کی بی بی بھوت ناز سوں، بھوت ساز سوں لٹکتی ٹھمکتی جھلکتی، رخسار سے کے پھل باڑی میں، اس پھوے پھل واڑی میں، ناز غمزہ عشوہ ادا حرکت دلربائی، خوش نمائی، لطافت الیاں، چاند جبیاں، سگھڑ سہیلیاں سوں مل مل، الیاں رنگیلیاں چھبیلیاں سوں ہل مل، دائم تماشے دیکھتی پھرتی تھی بیت
آئی ہے دھن چمن کے انگن میں پھول پھرتا ہے پھول کے بن میں
ایسا خیال کتی ہے، وو آکر اس چشمے میں تی ہمیشہ آب حیات پی ہے، ہمت

یو بات کہا، گم ہور رہا نظر سینا، بے سد ہوا، سر دھنیا، دونوں ہوئے بے ہوش دونو کیے اپس کوں فراموش، نہ یو دیکھتا اس کے ادھر، نہ اس کی اس کوں خبر دونو مست دونو بے سد ہو پڑے یارے کتے وقت کوں دونو ہشیار ہو کر دونو اُٹھ کھڑے۔ دونو حیران، دونو پریشان، ایکس کا ایک دیکھے موں، ہے عجب تھا یو جنوں، نظر دل پر فکر کی کسوت بنیا، ایسا تماشہ نہ کوئی دیکھیا نہ کوئی سنیا۔ یو قدرت کا کام، یو حیران ہونے کا مقام۔ ہمت کہا میں کہا سو لنگے آیا، یارے الحمد اللہ جوں تیوں تیوں اپنے مقصود پایا۔ بیت:۔

سب کسی کوں خدا مراد دیوے
اس کے محنت کی اس کوں داد دیوے

اتال ے تجھ میں کیا کہوں، ہکھوں تو چپ بی کیوں رہوں، توں تو بہوت دانا بہوت عاقل ہے، وے ہشیار دل ربا شہر و بیدار کوں انپڑنا بہوت مشکل ہے، بات میں جنس جنس کی محنت حائل ہے، اس دریا میں کہیں غرقاب ہیں کہیں ساحل ہے، کیا واسط انگے ایک شہر ہے اس شہر کے ناوں سگسار، توبہ استغفار، دل کوں واں بہوت اکراہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایک دیو ہے بادشاہ گمراہ بدکار، اس کا ناوں رقیب نابرخوردار دل آزار، پلشٹ مردار، ہیچ کارا بے بہرا۔ فرد:۔

عشق کے دروازے پر سب کس کوں سر دھرنا نچہ ہے
جو عشق فرمائے اے اختیار ہو کر نا نچہ ہے

وے عشق بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ کے ہاتھ میں ہی اس کا اختیار، عشق بادشاہ کوں اس جنس کا آدمی بی ہے درکار، پادشاہاں نیں اچھتے پر کم، پادشاہاں کنے جنس جنس کا اچھتا آدم، عشق بادشاہ کے فرمان تلے رقیب سر دھرے، جکچھ عشق پادشاہ فرمائے سو رقیب کرے۔ دل ربا شہر دیدار

کا نگہبان، اغیار کوں واں نہیں دیتا آن، ہرگز کس تی نہیں ڈرتا، جکوئی آتا اسے منع کرتا اس کے ڈرتی نظر بھر کنے نہ پاوے، انداز کس کا جکوئی واں آوے، جکوئی آتا اس سوں جھگڑتا، کتا ہو کر لڑ لڑ پڑتا، جاں ایسا آدمی اچھے نت، کتا رکھنے کی وہاں کیا حاجت نہ بھلے تی ڈریگا نہ برے تی ڈرے گا، ایک رقیب ہزار کتے کا کام کرے گا۔

بیت:۔ باغ میں مالی کیوں کسے چھوڑے
بن رضا آے تو کمر توڑے

توں اگر اس شہر سگسارتی، اس بے اعتبار ٹھارتی، خلاصی پاوے گا، ہو خدا لیجاوے گا، تو دلربا شہر دیدار میں جاوے گا۔ یاد اچھو وہاں میرا ایک بھائی ہے ایک مائی جائی ہے، قامت اس کا نام، استقامت اس کا کام، دلربا شہر دیدار میں اس کا مقام، قبول صورت، مدن مورت بلند بالا، بھو تیج آلا، دل کوں لگے، جیوں کو ٹھگے سدھ چھینے، بدھ چھینے، فراق کو سلگاوے، اشتیاق کو آنگے لاوے بے تابی کوں پاوے، آرام کوں جاوے، قرار کوں بے قرار کرے، انتظار کوں پیار کرے صبوری کو لوٹ لیوے، اضطراب کوں قوت دیوے، بیت:۔

یو دنیا میں حسن نیں اک بلا ہے
کہ عالم اس بلا پر مبتلا ہے

قامت میں وہ ایک آفت ہے، عاشقاں کے دلاں کا ضیافت ہے اس قامت کوں، اس قیامت کوں تیری سفارش خاطر ایک کتابت لکھد تیا ہوں تیرے قصے کی ہدایت لکھد تیا ہوں، میرا ناؤں لے، یو کتابت اس کے ہاتھ دے البتہ تجھ سوں کچھ محبت دھرے گا، مروت کرے گا۔ تجھے کام آے گا۔ وہاں کے روش سمجاے گا۔ فرد:۔

ہکیں پر مہر دھرنا خوب ہے کچھ
مروت کس سوں کرنا خوب ہے کچھ

جس وقت توں وہاں تی بھی قدم انگے رکھے گا اے یار، تجھ پر لی لی تھے گھڑیں گے اس ٹھار۔ فرد:

نغا ہے۔ تو نچ جفا بھی لرسے سفر میا نے
خدا کسے نہ لے جاوے برے شہر میانے

القصہ جوں ہمت نے نظر کوں اس پر ہنر کوں، اس چنچل نظر کوں آب حیات کا نشان دیا۔ خاطر نشان کیا۔ نظر ہمت کنے رضا منگ کر، امنگ کر بھوت محبت سوں۔ بھوت مروت سوں۔ چکور ہو کر، بہ عزم حضور ہو کر، بھی مشرق کے ملک کے ادھر رخ کیا، توکل کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، نظر کوں پکڑیا۔ اچاٹ بھی۔ اپے اور انی بات کیتک دیس چلتے چلتے، تلملتے تلملتے اپنے دل کوں تقوا دیا، سمجھایا۔ ایک دیس اس بیت المال اس شہر سگسار ہیں، اس بلیشٹ ٹھار ہیں، بات درمیج کتی لا علاج ہو آیا رقیب پادشاہ کے لوکاں اس روسیاہ کے لوکاں دیکھے کہ یو آدمی اس شہر میں نوا آیا ہے، پالتی، ہر جاسوس ہے، بھیدی ہے، چور ہے، آیا اس شہر کا کیا ملیا ہے۔ بیت:

پرائے شہر میں ہرگز خدا کسے نہ لے جائے
اگر ہزار بھلا ہے بی اس کوں کون پنیائے

مل ہیں سب یوں جانے، اس کا مایا پانے۔ پکڑ کر، جکڑ کر، رقیب پادشاہ روسیاہ بدکردار کنے کتے جنے مل کر لیائے، احوال اس کا سب سمجھائے۔ رقیب جے روسیاہ نے بے نصیب نے بولیا توں کہاں کا ہے اس جاگا تو کیوں آیا۔ اس شہر کی باٹ تو کیوں پایا، تجھے کون دکھلایا۔ نظر عاقل تھا سمجھیا کہ یو طرفہ وقت ہے کام بھوت سخت ہے، یہاں عقل نہ بسرنا، اندیشہ کر کچھ کام کرنا۔

عقل اچھنا وقت ادبر خدا کا کچھ کرم ہونا
اگر فولاد ہے تو بی ضرورت کوں نرم ہونا

رقیب روسیاہ کوں، اس گمراہ کوں، خواہی نخواہی، دقت ہیں قصہ تھا۔ سلام کر کچھ کلام کر چپ نہیں رہیا۔ کیا کہ ہیں حکیم ہوں بھوت معتبر ہوں، سب حکمت تی باخبر ہوں، سر تی پاؤں لگ علم ہوں ناہر ہوں، بے جان کوں دیوں گا جان، شاگرد ہے افلاطون، ارسطو، بوعلی، ہور لقمان۔ دنیا میں عقل کچھ بی جو دھرتا سو ودچہ خوب مجلس میں سمجھ کر بات کرتا سو ودچہ خوب، نیں جانتا ہوں کیا تھا خدا کا بھایا جو مجھے اس ملک میں لایا۔ اگر حکمت پر میں دھیان دھروں گا تو ماٹی کوں سنا کروں گا۔ گر کسی کوں سنا بھاتا ہے تو مجھے راس کرنے آتا ہے، بغیر بیٹ بغیر اس، پتیل کوں کر دکھلاؤں گا سُنے تی خاص، رقیب بے نصیب، بے روش بے ترتیب، سُنے کا طالب تھا، اشتیاق بھوت غالب تھا، بولیا کہ الحمدللہ یوں توں نیں آیا ہے، الحق کہ تجے خدا لیایا ہے۔ حکمت کے علم میں نادر ایسا۔ بھوت ریاں تھیں مجھے ملیا تجھ جیسا۔ بیت:۔

خدا سنبھالے بری ہے طمع کی دشواری

جہاں بھوت طمع بھوت ہے وہاں خواری

بھوت طمع تی بھوت ہے زیاں، بھوت طمع تی عزت کوں نقصان، بھوت طمع تی رہتا نیں مان، بھوت طمع تی آدمی دین گنواتا۔ بھوت طمع تی آدمی کا ایمان جاتا، طمع تی آدم کوں بہشت میں تی کاڑے۔ طمع تی آدم پر یو بلا پاڑے جس کی پڑیاں پر طمع تی یوں لیا خواری، انو کے فرزنداں سوں کیا کرے گی وفاداری طمع کا آدمی سر نہیں اچاتا۔ جاں جاتا وہاں سر تلا اتا۔ جس کے سر پر طمع کا بھار اس کا سر دائم تلار۔ بے مغز خالی سر ہو نیچے پڑتا پھرتا پھر پھر۔ طمع تی بڑائی جاتی، طمع دار کوں بڑی بات کاں آتی، نھنا کام کیا قبول، بڑائی کہاں تی آئے گی وصول، بے طمعی تی خدا کا وصال، بے طمعی تی ہوتا صاحب حال، سوا دنیں

رہتا جان طمع آتی، بے طمعی سب کسے بھاتی۔ جان طمع آئی واں خداسوں بی کچھ سواد نیں اچھتا، طمع تی دائم پریشان کدھیں دلشاد نیں اچھتا زیاستی طمع نہ خلق کوں بھاتی نہ خدا کوں بھاوے خدا پاس بی اتنا نا منگنا جو خرابی واز آوے

طمع داری بری ہے اے عزیزاں
نہیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں

طمع داری سے آتی یار خواری
طمع داری ہیں نیں ہے دنشکاری
طمع داری کے سرتی جو اکھٹے ہیں
وہی ایسے بلایاں سوں چھٹے ہیں

یوں ہے تو لیتہارے کا دلشاد کیا اچھے گا، واز ہو کر شاد تو اس دینے ہیں سواد کیا اچھے گا۔ بغیر منگے وہ دین ہمارا ہے، نیں دیا بی کس کوں کیا چارا ہے اس کی لوڑ دڑنا۔ اپنی خوشی اس کی خوشی پر چھوڑنا۔ کسی پاس تے نمبدر سوں کوئی لیتا ہے۔ دین ہار اسوا ہیچ دیتا ہے۔ اگر زوراں سوں کچھ لیا جاتا، تو کام اس جفا پر نا آتا۔ جکوئی کھوایا بندا، انے خدا پچ پر چھوڑنا دھندا، جکچھ دیا انے اس پر شکر کرنا۔ غرض خواری سوں پیٹ نا بھرنا۔ تڑانیں ہون دیتی طمع کی خواری طمع نی یو نہنا ہوا ہیں تو اسے کیا دھاڑ ماری۔ جکوئی مرد ہے وہ بے طمع بڑا ہے سما اس کا خاطر جمع۔ دنیا دو دیس کی ہے، تھوڑے پر بی گزرتا ہے، بہوت پر بی گزرتا ہے۔ وے جکوئی مرد ہے وہ عزت پر نظر کرتا ہے۔ جیو ہے لیکچ اڑکے کسے ایک کسے چار آخر وقت کوں برابر ہیں سکیں ہور دنیا دار، اگر کوئی حق دوست مومن راست اچھے گا، اس وقت ملک دنیا دار تی مسکین کا مراتب

زیاست اچھے گا۔ مرد کی نظر ہمت پر ہے، مرد کی نظر عزت پر ہے، مرد کوں مرد جانے، مرد کوں مرد پچھانے۔ بھوت کاتا کرنا ہوس، عزت سوں جتنا ملیا اتنا چ بس بے عزتی پر آئے تو لئی ملتا ئی ملایا جاتا۔ دے مردان کے انگے دو مردارے مردار کوں کوں کھاتا، ہر ایکس پاس کوں منگ لیتا۔ منگیچ پر آئے تو ہر کوئی دیتا۔ دیتا تو خدا کا دیتا یا خدا کے خلیفہ کا دیتا۔ باقی کیا بچارے، باقیاں کے پاس کیا لینا۔ انوں بی ہزار مشقت سے ملائے کر آس۔ یو داس تلین کے پر داس، یو باندی تلین کی باندی۔ کیا ہوا جو اڑ کے ملا کرنا ندی۔ اگر کوئی جو بھوکے اچھے یا ننگے۔ حیف نیں جکوئی اپنے جیسے پاس منگے۔ مردار بی کچی جاگا تی کچھ دے سکتے ہیں، مردار بی کسے کچھ دے سکتے ہیں، عزت خدا کوں آیا، عزت رسول کوں آیا، عزت مسلماناں کا مایا، جنو عزت کوں سمجیانے خدا کوں پایا۔ اس معنی پر یو آیت آئی ہے، مصحف میں جداں تی ایچا ہے دین، کہ و اللہ العزۃ و لرسولہ و للمؤمنین، جکوئی ہر ایک پاس تی کچھ منگ لو ہر ایک جاگا سر نوائے نھنے تھے سو اس پر بڑے ہوئے، اتاں اسے بڑائی کاں تی آئی، ایک سرائیتیاں کا بھار، کس کس کا دچارے گا اپکار۔ ایک صاحب چھوڑ اتنے صاحب کیا، وہی صاحب اس کا جنے اس نے کچھ دیا، ایسے کوں دھیان کہاں، ایک صاحب پر ایک پچاس صاحب کا، ایک نظر ہے سو کوں ایسے باتاں کا کچھ عار نیں۔ ایسے کا ایک جاگا پر ایمان قرار نیں، ماٹی میں جا ننگ نام، ایسے آدمی کو بیکاں سوں غرض پیکا سوں کام، عزت حرمت کی کیا ہوس، پیسے ہاتھ میں آئے تو بس۔ کوئی برا کہو یا بھلا، تلین سو نڈی گئے ہور لکھند [ع۱] ۔ کلا۔ دل قرار رکھ عاجز نکو ہو نپٹ۔ اگر مانگے گا تو بی بڑی ڈھیگ پر ہات ست۔ خدا، گھٹ گیا ہے۔ کا ہے کوں گھنتا، جیو گیا تو بی ہمت نہ ستنا، مرداں جیو کے طمع تی بی چھوٹنے ہیں، مر گیا

عا الکھند۔

بی مارے اُٹھے ہیں۔ اپنے نیم تی نہ جانا، موے بی بات ہلانا۔ بڑا ہوا بڑے
کام پر اختیار اچہ، دنیا یکدم کا جینا، بے خبر نکو ہو ہشیار ابہ۔ جس رضا سوں
یاں لینا ہے۔ اس رضا سوں واں خدا کوں جواب دینا ہے۔ یہاں تیری ہمت
کا ہوا اُصول، وہاں تجے خدا کیوں کرنا قبول۔ یہاں تجہ کا کام نیں کر کیا قام، وہاں
بی تو اجھوں لگی ہے کام، یاں کی آرزو پر ابتا مشکل، وہاں بی لگی جاگا تڑسیگا
دل۔ برا ہے عورت ہور سینے کا درد، جکوئی یاں اپس کوں سنبھالیا سو بڑا مرد
عورت کی بات عشق ہے پیغمبراں پر گزریا ہے۔ بہر حال۔ برا یا مال تو کیا اچھے گا کہ
کوئی اس پر کرے گا خیال۔ داڑھی موچھیاں آیاں تو کیا مرد ہوئے۔ چار عورتاں
بھایاں تو کیا مرد ہوئے۔ ایسے مرد عورتاں سے نبتر راسک راس۔ ایسے مرد کیجے
کے بچاس، خبر دار کہاتے اور بے خبر ہیچ، صورت آدمی کی اور سیرت کچھ کا کچھ یہاں
گیان کوں بھوت بڑا اچنجال ہے، آدمی ہو کر آدمی کوں سمجنا تمام اشکال ہے، بارے
رقیب بے نصیب کا طمع تی سینہ گیا تھا چکلیا، نظر کے حضور موں میں تی یوں نکلیا کہ
تیرے باتاں سن میں رہا ہوں آس کر۔ اتال جوں توں کہا تیوں سنا اس کر۔ بیت

سنیکا چٹ برا ہے آدمی کوں
کہ غم کرتا ہے سب بے غمی کوں

نظر جواب دیا کہ اس کسنے کی ترکیب کوں کچھ دار وار کا موب درکار
ہے، معدن اس دار وار کا دلربا شہر دیدار ہے، ہور گلشن رخسار ہے، رقیب بد بخت
بے نصیب بولیا اگر سنا را اس کرنا میسر ہے، تحقیق الیسر ہے تو بہتر ہے، ولے باشہر
دیدار ہور گلشن رخسار بھی نزدیک بلکہ نزدیک تر ہے۔ خدا قادر ہے جو کچھ تو منگتا
سو سب حاضر ہے، ہمیں تمیں مل کر جائیں، جو کچھ ستیدی ہونا شہر دیدار تی لیائیں
انے بی کہا خوب، انے بی کہا بہوت خوب، مطلب پر آیا مطلوب

زباں یک تھی دونوں کا دل جدا تھا
سمجھا حال ان کا سو خدا تھا

رقیب بدبخت، گمراہ دل سخت، ہور نظر دل کا دولت خواہ، دونوں مل کر ایک دل کر۔ دلربا شہر و بدا سے اودھر چلے، دل میں کوڑ کپٹ موں پر دو نو بھلے۔

اگر کوئی مرد ہے یا استری ہے
دنیا میں سب دغا بازی بھری ہے

مصلحت سوں چلتا دنیا کا کارخانہ۔ کیں سچا بول، کیں جھوٹا بہانہ، دے جھوٹے کوں سب کوئی پتیاتے، سچے کی بات کوئی خاطر میں لیاتے۔ جھوٹا دنیا میں بھوت بھاتا، سچے کوں کتے کچھ کام نیں آتا۔ جھوٹا نیں ہوی سو بات کاٹے جھوٹا دو ہیں عداوت پاڑے۔ جھوٹا کافر بے ایمان، جھوٹا بدبخت بدگمان۔ جھوٹے کی بات کوں نیں کچھ بند جھوٹا بچیاں کے گرشاں کا اسپند۔ جھوٹے کے منہ میں دائم گند جھوٹے کوں کیں عزت نیں جھوٹا کافر محمدؐ پیغمبر کا امت نیں۔ حضرت کہے ہیں یو سچ نبی کے کردو الکذاب لامتی۔ جھوٹے کوں لاٹنا، جھوٹے کی جیب پھاڑ کر کاٹنا۔ جھوٹا شیطان کا سالا۔ جھوٹے کا دین دنیا میں منہ کالا، جھوٹا اپنے دل تی باتاں جوڑے، جھوٹا لوکاں کی کے گھراں پھوڑے، جھوٹے کی میں کیا کہوں بات، خدا پناہ دیے جھوٹا ہے شیطان کی ذات، سچے کوں ہیچ کتے، کچھ کا کچھ کتے، سچے کی باتاں کوں کون سچے کوں کتے یو کیا جاتا سچے کوں سچا جانے، جھوٹا سچے کوں کیا پچھانے، اسچا جھوٹے تی دغا کھاوے، سچے کوں جھوٹے کی صحبت کام نا آوے۔ شیطان تی ڈرے نیوں جھوٹے تی ڈرنا، جھوٹے کے موں پر لعنت کرنا۔ بیت

جھوٹے تی کام نہ آسی بڑا انکامی ہے
جکوئی جھوٹ کتا بھوت دہ حرامی ہو

سچے پر ہنستے مسخریاں کرتے، سچے کوں اڑاتے، سچے پر بولاں دھرتے، سچے ہیں نیں ہے جھوٹی بازی، سچے سوں خدا راضی، بعضے ناپاکاں پیغمبر کوں بولتے تھے کہ یو دیوانہ ہے ساحر ہے، یو بات چھپی نیں ہے ظاہر ہے، اتاں دسریاں کوں بولے تو کیا عجب، اس جاہلاں کی ذات ایچ ایسی ہے سب کہ حدیث ہے کہ الصدق ینجی والکذب یہلک، سچے کا دل پاک جھوٹے کے دل میں شک، یعنی جھوٹ ہلاک کرتا ہے، اور سچ دیتا ہے نجات، یو رسول تی آئی سو ہی بات خدا نہ روزی کرے اہل کوں نا اہل کی صحبت، یو بہوت بڑا عذاب یو بہوت بڑی محنت۔ یا غافل سوں بیٹھنا ہل، یا محبوب سوں لانا دل، جکچھ ہوئے حاصل یا یکیلے اچھنا ہور یا اپے کہنا ہور نے سننا اپے ہیں، یہاں بی حدیث ہے کہ السلامت فی الوحدۃ والافات بین الاثنین، یعنے اکیلے اچھنے میں سلامتی ہے اکیلے اچھے تو گیان کوں بل ہے، جہاں دو تین ملے وہاں بڑا کچاٹ وہاں بہوت خلل ہے۔ دانا کی گھٹ کچھ ہور ہے، نادان کی ہٹ کچھ ہور ہے فارسی میں کتا ہے، صحبت کہ بعزت نبود دوری بہ۔ جاں عزت نہ اچھے گی واں کیا آد دیوے گا بینا، یوں بی کتا ہے مصرعہ "اے وائے براں صحبت لادین دلادہ" جکوئی دانا ہے، ہر یچ یو بات کچھ پایا، کچھ سمجھیا، کچھ سنیا، نادانان میں بیٹھے عبث بولنا عبث سننا اوقات ضائع کرنا دانا کا کام نیں، دانا کوں ہر گھڑی ہر جاگا ہزار کام ہے، ناداں کوں کام نیں۔ یو عمر ایسی نیں جکوئی اسے گنوا رنے، لہو لعب کر جانے۔ کام کے آدمی کوں یاں کام کرنا ہے۔ کیا کام ہے سو کام کرنا ہے۔ تنہائی دانا کا خلاصہ ہے، تنہائی دانائی کا خاصہ ہے، تنہائی میں دانا کوں بہوت حاصل ہے، تو تنہا دیسچ رہے جکوئی واصل ہے کامل ہے۔ نادان تی ایک تل تنہا رہا نہ جا سکی نادان کوں ہرگز تنہائی نہ بھاسی۔ اگر توں دانا ہے نادانان سوں بچو ہل۔ خلل میں پڑیگا

دل، کام بہوت ہوئے گا مشکل۔ گدگرا ہوے گا تیرا صاف پانی، جمعیت تیری ہوے گی پریشانی، تھنے عقل کے آدمی سوں بڑے عقل کے آدمی نے بہوت بات کیا تو بہوت زیاں ہے، اس کی بی عقل نھی ہوتی بڑی عقل کوں نقصان ہے شربت میں نمک گلاے تو کیا سوا دے گا، گلاب میں چھاچھ بھاے تو کیا باس لیوے گا ایسے سوں بات کرنا جس کے بات سوں اپنی بات کوں کس چڑے، بات قوت پکڑے بات کوں رس چڑے، بڑی عقل میں نہیں ملے تو یوں ہے خانجی جوں شراب میں تاڑی جوں دودھ میں کانجی، فارسی میں بی دے ہیں دانایاں نے یو بد: فرد۔

پسر نوح بابداں نشست خاندان نبوتش گم شد

عاقلاں نے اول تی باندے ہیں یو قاعدہ، نادان سوں تھوڑی بات بولنا بہوت فائدہ، دانا نادان کی صحبت سوں بیزار ہے۔ دانا کوں نادان سوں بولنا عار ہے، جوں فرزدق کہتا ہے، مصرعہ: کہ تامن باشم سخن باحمق نکنم۔ عارف بغیر کون گزار سکتا یو جنم مجھے دانائی کا لذت پایا، اسے نادان کا صحبت ہرگز نیں بھایا۔ القصہ دو رقیب ناپاک، یو نظر سینا چاک، اس مصفا دلکشا قامت کے بستان میں، ایسے نادر مکان میں، بارے دو نو آے، دیدیاں کوں دورتی شہر دیدار کا تماشہ دکھلاے۔ بیت

خدا مراد دیتا اس کوں جس کی ہو ہمت عالی
عجب ہے اس وقت اس آدمی کی خوش حالی

قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا، چوری سوں اس کے احوال کی بات پوچھیا۔ فرد:۔

چھپے کچھ رمز ہور نزدیک اغیار انکھی سوں بات کرنا عاقل اس ٹھار

نفر اپنا قصہ قامت کوں بولیا، ہمت نے مکتوب لکھیا تھا سو قامت کے آنگے کھولیا۔ قامت اس مکتوب کا مضمون خاطر لیا یا۔ بہوت محظوظ ہوا، بہوت خوشی میں آیا۔ قامت کوں یک غلام تھا، سیم ساق اس کا نام تھا۔ اسے بولیا کہ نظر کوں کدھر تو بھی پنہاں کر اچھو داں کر مشکل اس کا آسان کر کہ رقیب جتنا ڈھونڈے تو بھی اسے کہیں نا پاوے، رقیب کے ہاتھ میں نظر پھر نا جاوے، رقیب کے ہاتھ تی نظر دیکھیا ہے بہوت جفا، ہمنا تی اسے پوچھ لقا۔ بیت :۔

مردود جو اسم اپنا اچاوے
کہ جوں تیوں کچھ کسی کام آوے

قامت تی خوبی کی علامت تی یو بات سن سیم ساق غلام نے دل کے آرام نے نظر کوں فرش فرح بخش کے آسرے چھپایا، جیکوں تی نہ پاوے اسکا پایا
فرد :۔

خدا نہ روزی کرے کس کوں بندہ وندی کا
خبر خدا چہ لیوے اس بچارے بندی کا

رقیب دیکھتا ہے جو نظر نہیں، جدھر ڈھونڈتا ہے بی کدھر نہیں۔ کہیا سنا راس کرتے سو دھتیا رہے ہیں، ایسے دھتیا رہیا کوں تو چہ لوکاں مارے ہیں دنیا میں کون سنا راس کرتا، ہمیں عبث کئے تھے سنے کی آس اتا۔ سنا یوں ہوتا تو سب کوئی کرتے، یئں کی لوکاں بھوکے مرتے۔ تو جیوں کوں جیوں دینا ہور سنا راس کرنا۔ جاں ایسی بات ہوئے واں بہوت ڈرنا۔ خدا کا عالم ہے نا تو نا ہوا جائے۔ دیے ہمیں تو اس طلب تی بھت ادب پائے۔ نظر آخر گیا اپنے قول پر یں رہیا، دغا دیا، دغا باز تھا دغا بازی کیا۔ اس کا مکر اسے نہ تھا قامت نے تو کیا اپنا کام۔ فرد :۔

رقیب بند کیا تھا سو بارے بند تی ٹٹیا
ہوا خلاص بچارا یو اس کے بند تی چھٹیا!

رقیب گمراہ، روسیاہ، حیراں پریشاں، سرگرداں، فکر میں جو کیا، عقل تی گریا آخر کچھ تدبیر میں دسی لا علاج ناخوش ہو کر اپنے شہر ادھر پھریا۔ فرد:۔

امید سٹ کو رقیب آج ناامید ہوا
خدا کیا جو نظر پر نظر یو بھید ہوا

نظر رقیب کے ہاتھ تی خلاصی پایا، خوش ہو کر بھی قامت کنے آیا، دل کا مدعا کھولیا، بولیا۔ کہ تیری ہمت تی تیری دولت تی رقیب کی محنت تی آسودا ہوا، تیری مہر، تیری مروت کا مجھے آزمودا ہوا، توں مجھ پر لئی شفقت لئی پیار کیا مجھ پر تو لئی اپکار کیا۔ یہ کام کرنے تو سکے، خدا تجھے سلامت رکھے، مجھے لگیا ہے شہر دیدار کا خیال، ارشاد دے اتال، بہوت ضرور ہے یو کام۔ یو ضرور میرا خدا چہ کوں تمام، قامت کہا اے واللہ بسم اللہ، بصحت و سلامت خدا، تجھے تیری مراد کوں اپڑاوے، جکچھ تو منگتا سو خدا تی پاوے، بیت:۔

دنیا میں مل کر بچھڑنا یو بہوت مشکل ہے
لگیا ہے دل ستی دل مل رہنچہ پر دل شہے

بہوت استقامت سوں، نظر قامت سوں وداع ہو کر، تسلیم کر کر سر پر بات دھر کر، اپنے ٹھارے ہلیا، چلیا۔ سو دیکھنے شہر دیدار کوں اس رنگ بھرے گلزار کوں اس لطافت کے لالہ زار کوں، اس نوے روپ کے نو بہار کوں، لذت سب محبت ہور پیار میں ہے، جیسے سواد کتے دیدار میں ہے۔ بیت

جکوئی عاشق ہے اس کوں ہوا بلا دیدار
کیا دلاں کو بچا یاں کے مبلا دیدار

عشق دیدار تی پکڑتا زور، عشق کوں دیدار تی لذت ہے کچھ ہور۔ جن عاشق نے سمجھیا ہے کچھ عشق کی گت اجھوں تیوں اسے دیدار بہوت ہے غنیمت دیدار دیکھے تو دل میں آتا پیار۔ دیدار دیکھے تو دل کوں ہوتا قرار، عاشق جھنگتا اپنا پیر۔ دیدار کی خاطر دیتا جیو۔ یار میں لطافت ٹھاٹرے ٹھاٹ ہے رے جکچھ ہے سو دیدار ہے، دیدار سب خوبی کا سنگار ہے، دیدار دیدیاں کا ادھار ہے، دیدار سحر، منتر، ٹوٹا، عاشق کوں دیدار ہونا، جو عاشق دل معشوق پر واریا، آخر دیدار دیدار کوں پکاریا، خدا کا بی دیدار ج دیکھنا ہو نہاں بی کچھ جھلکا یچ دیکھنا ہے، دیدار دیدے ہور دل کا آرام۔ عاشق کوں دیداریچ سوں لگیا ہے کام۔ دیدار میں حسن جلوہ دیتا ہے، دل لیتا سو دیدار تیچ لیتا ہے۔ دیدار تیچ کی لذت دل پر یو بلا لیاتی، دیدار تیچ کی لذت دل کوں اس بلا میں بھاتی بہوت گر اسیچ تی حسن کوں چھپاتے ہیں، بہوت قید کر محافظت میں لیاتے ہیں۔ اگر حسن سب بے تنک نکلتا بھار، عاشقاں میں ہوتا ٹھاٹرے ٹھاٹ خونا خون، مارا مار۔ حسن آفتاب ہے، پردے میں تی اجالا پاڑے۔ حسن کا حکم لاجواب دل میں تی عشق کوں میدان میں کاڑے، اگر حسن پر پردا نا کرتے، تو ایک عاشق نا جیتا سب لڑ لڑ مرتے۔ جاں لے اور غیر ہوا، دہاں حسن پر پردا ہوا سو بہوت خیر ہوا۔ جس کا حسن اسم ہے، بہوت بڑا طلسم ہے، اس طلسم تی کوئی چھوٹ نیں سکیا، جکوئی جڑیا سو ٹوٹ نیں سکیا، عشق کے دریا کا طوفان سو حسن، عاشق کا دین ہور ایمان سو حسن۔ حسن کوں اپس کر چھپانے نیں آتا، سب میں اپس کوں دکھلاتا۔ چھپاتے چھپاتے ہزار پردے پھاڑیا پردے میں تی اپس کوں باہر کاڑیا، خوبی کیا چھپی رہتی ہے محبوبی کیا چھپی رہتی ہے جکوئی خوب ہے اسے اپنی خوبی چھپانے نیں بھاتا، خوبی چھپانے خوباں کوں ہرگز نیں آتا، ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی خوبی کوں دیکھے، ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی محبوبی کوں

دیکھے۔ خوبی خوب ہے دکھلانے خاطر، نا کے چھپانے۔ خاطر ایس کوں اپے دیکھ کر حسرت کھانے خاطر۔ دے بعضے خوباں خوبی اپنی کسے نہیں دکھلاتے ہیں، جتنا سکے ہیں اتنا اپنی خوبی کوں چھپاتے ہیں، حسن کوں نیں چھوڑے جو پھرے بازار بازار، حسن کوں قید کیے ہیں ٹھارے ٹھار، انو کا ریشا کس کی نظر میں پڑیا سر پیچ انو کو خدا نے شرم سوں گھڑیا، اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دسرے مرداں کو اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جان تیاں ہیں، اپنے مرد کوں ہر دو جہان میں اپنا دین ایمان کر پچھان تیاں ہیں، جوں خدا کوں مانتے تیوں اپنے مرد کوں مان تیاں ہیں۔ جو مرد راضی تو خدا راضی رسول راضی، جو مرد راضی تو دین دنیا میں عورت کی سرفرازی جیسے نخریاں میں انکڑی، مرد کا دل ہاتھ نیں پکڑی۔ اپنی چاترائی، کچھ فام نیں کی۔ نکامی کچھ کام نیں کی، وہی عورت بھلی جو کوئی مرد کے کہے میں چلی بیت

سٹیا ہے غم نے عداوت طرب عزیز ہوا
نفا دیا ہے بشارت جفا پو چیز ہوا

القصہ بارے ہزار مشقت سوں۔ ہزار محنت سوں، شہر دیدار کوں آیا نظر کا جیو بہوت خوشی پایا، اس شہر دیدار میں دیکھیا رخسار، عجائب گلزار، مگر نوی بہشت پیدا کیا ہے پروردگار، جھاڑاں ڈالیاں سب پھولاں سوں بار، پھولاں سب نادر سب اچنبا سب اوتار۔ بیت:۔

صفت اس باغ کی گر کوئی سنا دے
عجب کیا رشک جو جنت کوں آوے

مقبول وہاں ہر پھول پھلتا، پاتیں پات جیو بہلتا، عاشق دیکھ وہاں جو کھونا ہر پھول میں لاکھ طلسم لاکھ ٹونا، رنگ اس کا کرے انکھیاں سوں ہم آغوشی باس اس کی تمام دارو مے بے ہوشی۔ طوبی سوں دعوی کرتی ہر جھاڑ کی ڈالی، اس

نادر پھولاں سوں بھریا ہے چمن کہیں نہیں خالی۔ عاشق ہوا سو سمجھیا یو مانا جنے یو پھول دیکھیا سو ہوا دیوانا، عاقلی ٹری، دیوانگی کھڑی، ہشیاری اُتری، مستی چڑی، کیا لطافت کیا ناز کیا چھب، جنے یہ تماشے دیکھیا انے بھی رہا عجب عجب، کمر کوں دیکھیا کہ بال تی باریک، دیکھتے وقت نظر ہوتی تاریک

نظر حیرت تی یاں گم ہو کو جاوے
کمر دستیچ نہیں کیوں بات پاوے

مرکھی ہیں کیوں پکڑے بچارا، جدھر دیکھے ادھر باؤ بارا، نظر کوں ایسے جاگا پرتی گزرنا بہوت مشکل ہوا۔ نظر حیران پریشان فکرمند بے دل ہوا۔ بیت

نظر کوں ٹھار نیں کس ٹھار جاوے
وقت مشکل خدا کچھ کام آوے

نظر خوار آوارا۔ کچھ نیں دستا چار، عاجز ہوا بچارا۔ قضایوں ہوا خدا کا رضا یوں ہوا۔ جہ دیس ہیں حسن نار، او نار خوش دیدار خوش گفتار خوش رفتار، دیپیاں کا سنگار، دل کا ادھار، پھول ڈالی تی خوب لٹکتی چلنے ہیں ہنس کوں ہٹکتی، رادیں تے میٹھی بولی بات، آواز تی قمری کوں کرکر شہ مات، کنول کے پھول کے پنکھڑیاں جیسے ہات، چمن ہیں پھول شرم حضور لاج تی آسمان پر چڑے چاند سور مست ہتی تی مغرور ماتی بھاتی۔ کسے خاطر نیں لیاتی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ۔ بیت

یو موہن دھن عجایب موہنی ہے
سورج اس کے درکا درسنی ہے

جو ہی الماس تی گھٹ ادھریا قوت تے اعلیٰ نیپٹ۔ اس کیاں انکھیاں جانو لالے، جانو شراب کے پیالے۔ دانتاں دیکھ موتی کے پیالے۔ گھڑی گھڑ

پھرتے دیوانے۔ بیت :۔

عجب پری ہے سواس پر جو ہور عاشق ہوے
مسیح دیکھ کے گم ہوئے سور عاشق ہوے

سو اس دلربا نار کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، چتر چوسار کوں ایک سہیلی تھی بھوت چھبیلی تھی، رات رنگیلی تھی۔ ناؤں اس کالٹ، سانولی نیٹ، رنگ کوں گلابی گھنگر والی، قامت کے گلزار کا، ہور شہر دیدار کا، تماشا دیکھتی تھی جا بجا دیکھتی تھی، آب و ہوا دیکھتی تھی، تماشے سوں جیولاتی تھی، آسائش پاتی تھی سو اسوقت دھوپ کی گرمی تھی، اپنی ترمی تھی، کمر کے چھاؤں تلے آئی تھی۔ آپس میں یکایک نظر پر اس کی نظر پڑی، ہیچی تھی سو چک کھا اٹھ کھڑی :۔ بیت۔

آشنا آشنا کوں جانیا نیں
آشنائی کوں کوئی پچھانیا نیں

نظر کوں پوچھی تو کون کدھر تی آیا، اس باغ کی خبر تو کیوں پایا، تیرا خاطر نیں جمع، تجھ میں بھوت دستی طمع، پریشان سا دستا، حیران سا دستا، کچھ گنوالیا تیوں دستا، کسی کی چوری کیا تیوں دستا۔ دونوں حیران دو توں سرگرداں سکتے نیں ہیں ایکس کوں ایک پچھان۔ نظر کی ماں تھی ہندوستانی، سیاہ پیشانی، باپ تھا ترکستانی، لٹ سوں لٹ پٹ ہوکر۔ یار نیٹ ہوکر، آشنائی و ہم شہری کا اظہار کیا اس وقت بارے اپنی دستگیری کوں شمار کیا جیب لگا کر بالیں بال۔ بولیا اس کنے سب احوال۔ بیت :۔

ہر عاجز بہ ہر کسے آتی!
کہ خدا کوں بی عاجزی بھاتی

کہ یاں لگ آکر یوں پڑیا ہوں، کیا کروں تدبیر نہیں اڑیا ہوں۔ پو

پل صراط کی بات ہے۔ بھوت یاں آٹا آٹ ہے، ایتا کچھ مجھ پر کھڑیا، دِسے ایسا مشکل مجھے کیں نیں پڑیا۔ لٹ کوں اس کی پریشانگی پر اس کی حیرانگی پر، اسکی سرگردانگی پر لہر آئی، اسے گلے لائی، ہکی لے بھائی۔ خدا ہے کچھ غم نکو کر، خوش اچھ خدا کوں نکو بسر، تقوا گم نکو کر۔ یو بول بول لٹ بھوت یعنی بہوت بڑی، وہاں تی پیچاں کھاتے کھاتے کمر پر چڑی۔ وہاں تی دو چار تار رسٹ نظر کوں کمر پر لیائی۔ کہی اتال تیری خوشی کدھر جاتا ادھر جا بھائی۔ نظر لٹ کوں بھوت بھلی کر جانیا، بھوت اس کا اپکار مانیا، ہمت منگیا رخصت منگیا لٹ نے پیار سوں اپنے لٹ میں تی چیٹ کاڑ کر تھوڑے دی بال، کیں تجے کام کچھ مشکل پڑے تو یو آگ پر جال، میں حاضر ہوں گی اس بھار، یہ لاڑ کام کرنہار پروردگار۔ فرد:۔

خدا کا کھیل کچھ سب تی جدا ہے

جسے کوئی نیں مدد اس کوں خدا ہے

قدم کیا خوش، اس وقت پر ہمت بسر نکو۔ لٹ سو وداع ہو کر نظر وہاں تی شہر دیدار کے ادھر، چلتے سر سوں قدم کیا خوش ہوا ہور غم گیا، بارے پہنچ شہر دیدار میں، رخسار کے گلزار میں عجائب نادر تھاریں آیا۔ آسودا ہوا راحت پایا۔ انکھیاں نرگس، زلف سنبل، رخسار لالا، قد پھول کی ڈالی، دہن غنچہ سو بال کا لالا۔ جوڑا طاؤس گلا قمری، بچن میں طوطی دِکے، تورے تل بھونرا، چال کبک ادھر عین شکر خورے لگے میں چاروں طرف گوہراں۔ جانو میٹھے پانی کی لڑیاں۔ انگلیاں پھنکڑیاں، ہات کا پنجہ کنول، جوبن سو امرت کے پھل جدھر دیکھتا ہے ادھر خوشی ہور انند۔ جدھر دیکھتا ہے ادھر ناز ہور چھند۔ بیت۔ نظر اپنی مراد کوں انپڑیا تھا یوں بیداد داد کوں انپڑیا

یکایک وہاں کئینک جبتی بچے نظر کے نظر پڑے۔ بچے بچے نظر کے نظر پڑے۔ جتنے اتنے بہوت سہانے، جالوتل بولتے اتینچ حسن میں ... چالی ایسی جیسی جن ہیں۔ اتنے وے سب فتنے۔ ہر ایک تیز تند، جانو شراب کا بند۔ چنگیاں تی گرم۔ ہم دل جالیں ہم جرم۔ صورت اس تل کا۔ جانو قطرہ زہر ہلاہل کا۔ بیت :۔

تل نہیں ہی حسن کے دیدے ہیں

جیو لینے کوں بہوت سیدے ہیں

نظر پوچھیا کہ تمیں کون ہیں کیا نام دھرتے ہیں۔ کیا کام کرتے ہیں، انو بولے کہ حسن نار۔ عالم کے دلاں کا آدھار، دلربا شوخ چشم دل شکار جیتی ہور زر مکھ ہارتی۔ جھیت پیارتی ہے سکھے، سو ایک تل دھرتی ہے، وہ تل. آفت ہے بلا ہے، عاشقاں کے دلاں میں اس کا غلغلہ ہے سار لوٹتے ڈایک، جیو کا جھونٹے مار دل کا چور یایک۔ عاشقاں پر کرتا ظلم، سب عاشقاں ہو گئے بہا حیران ہور گم۔ جس عاشق کو اُنے ماریا وو عاشق بکیں داد منگیا، بکیں پکاریا۔ بہوت چھپلیا، بڑا ہٹیلا۔ ہمیں سب اس کے غلاماں ہیں، عاشقاں کے دلاں کے داماں ہیں۔ اس باغ کی نگہبانی کرتے ہیں، چمنے چمن پانی دیتے پھرتے ہیں۔ جھاڑ پات پھل یہاں کا ہے ہمارے حوالے، پو پھل جھاڑاں سب پانی دے دے ہمیں پالے، بیت :۔

وو آشنا یو بچھڑ کر ہوے سو بیگانے

انکیں سوں ایک مل انکیوں ایک نیں جانے

دے نظر کوں ایک بھائی تھا بہوت خوش فام، غمزا اس کا نام، انہیں بچن بیچ جُدا پڑیا تھا، ایسا کچھ قصہ گھڑیا تھا، آخر حسن کی خدمت لسے روزی

ہوئی غیر وزی ہوتی ۔ بیت :۔

جکوئی کام کوں چاہتا ہے کام پر اچھپنا

دے وو کام ہوے لگ بھی بہوت ڈرا چھپنا

القصہ تضارا یوں ہوا جس وقت کہ نظر رخسار کے گلزار کا نظارا کرتا تھا دل بارا بارا کرتا تھا، خدا کیا کریگا، کر استخارہ کرتا تھا، غمزا نرگس زار میں اس عشویاں کے گلزار میں مست بھرتا تھا۔ دے شعور دھرتا تھا۔ سب ٹھار نظر کرتا تھا۔ نظر کوں نظر سوں دیکھا غمزہ نیں پچھانیا۔ کوئی بیگانا ہے کر جانیا، ترفڑا اُٹھیا اپنا لہو آپ ہی گھٹیا، ہور لہوا اس پر اُچایا، کہ تو کون ہے، کیوں اس باغ میں آیا غمزا مست، غصے سوں ہمدست، نظر کوں مارنے خاطر نظر کی انکھیاں باندیا، تن پہ کے کپڑے اتار یا، منگتا تھا کہ مارے دیے نیں مار یا۔ کچھ دل میں بچار یا، ہس ین میں نظر ہور غمزے کی ماں نے کچھ فکر کی تھی دونوں کوں وو لعل دی تھی بازوں کوں باندنے، ہور محبت سوں ناندنے، دنیا کوں کیا تپیا نا ہے کہ ایک وقت ہے زمانا ہے، کچھ ہوئے تو ایکیس کوں ایک پچھانے ہکیس کوں ایک جانے، غمزے نے نظر کے بازو کا دو لعل پچھانیا، جانیا کہ یو تو اپنا بھائی ہے۔ ایس میں ہور اس میں کیا جدائی ہے، بہوت رویا گلے لایا، بہوت عذر خواہی کیا۔ بیت

جکوئی بچھڑے تجھیں پیچ ملنے پاتا ہے

خدا ملاتے کوں منگتا تو یوں ملاتا ہے

بولیا یو قضا کسے تھا قام، خدا کے ایسے ہیں کام، بہوت عزت سیوں بہوت حرمت سوں، غمزے نے نظر کوں اپنے گھرے کر گیا۔ دلاسا دیا۔ جوں توضع کرنا تھا تیوں تواضع کیا۔ القصہ حسن نار نے گلعذار نے۔ انکھیاں کے سنگار نے دل کے ادھار نے سنی کہ جو غمزے کا بھائی جو ہن بن تی بچھڑیا تھا سو لیا غمزہ

کے دل کا غنچہ جوں پھول کھلیا۔ بیت

جکوئی طالب ہے اس کو طلب انپڑتا ہے

طلب میں ثابت ہوتا ہے تو سب انپڑتا ہے

حسن تار جتیز جو سار، صاحب صورت، صاحب دیدار۔ دسرے دیس غمزے کوں بلائی، کہی میں سنی ہوں کہ بہوت دلیسان بچھڑیا تھا سو ملیا ہے تیرا بھائی، کیا نام دھرتا ہے کیا کام کرتا ہے، غمزا بولیا کہ میرے بھائی مرد ہے با خبر، بولی کہ کیا ہنر جانتا ہے۔ بولیا کہ لعل، مانک ہیرے رتن خوب پچھانتا ہے۔ بیت۔

خوبی اچھتی ہے خوب کے سنگات

خوبی آدمی کتے ہیں خوب بچہ بات

حسن ناؤں دل پرور دلدار۔ جیو کے ادھار کے پاس بڑے مول کا بہوت توں کا عجب یک جوہر تھا کہ کسی بادشاہ کے خزانے میں دیسا جوہر نہ تھا کہ جوپڑتا اس جوہر کا جھلک روشن ہوتے توں تلک۔ بولی کہ مرے دل میں بہوت دیساں تی یو تھا خبر لیتی تھی جا بجا، کہ کوئی مرد خاص پیدا ہوتے۔ جوہر شناس پیدا ہوتے کہ جوہر کوں جانے، جوہر کی قدر کوں پچھانے:۔ بیت

آدمی کوں آدمی کی طلب گر آئے　　آدمی جیسا منگے وو دیسا پائے

بارے الحمد للہ ایسا جوہر شناس آدمی آیا۔ خدا نے اسے یہاں لایا، یو بات ہوتے پچھیں غمزے نے نظر کوں دسرے دیس حسن کے حضور لایا، نظر آیا۔ نظر کا روپش حسن کو بہوت بھایا۔ نظر کی نظر حسن پر پڑی، حسن کی نظر نظر پر کھڑی۔ سلام علیک، علیک السلام، جیو دنیا کا رویش تھا تیوں چلیا دنیا کا کام۔ بیت:۔

چتر تھا گیا بیگ مجلس کوں فام　　دیکھا کر لیا دل چتر کا ہے کام

حسن دہن، من موہن، جگ جیون، جس علم کی جوں جوں بوجھی بات، نظر تیوں ایک ایک بات کوں کہا سو دھات، چھبیلی نار، رنگیلی سحر کار، دو بات حسن ہوتی سشہ نات، حسن دھن، خوش طبع، خوش فہم۔ جیو ہور دل کا آرام، بات تی دکھیا کا دکھ جاوے، موں دیکھتے دل میں خوشی آوے، خزانے دار کوں بلائی فرمائی کہ دو سنگ خوش رنگ تراشی صورت ہے، من مورت ہے جا، بیگ لے کر آ۔ خزانے دار بی بیگ دکھایا، جو صورت حسن دہن من موہن، منگی سوے کر آیا دکھلایا۔ نظر کی جو اس صورت پر نظر پڑی حیران ہوا، عقل گر پڑی۔ بیت

یو گوہر دیکھ کر گوہر پچھانیا
جو اس گوہر میں جوہر تھا سو جانیا

کہیا من ہرن مورت، یو آشنائی کی صورت مجھے بہوت بھائی دلے یہ صورت یہاں کیوں آئی، یو پاک صورت، اوتار مورت، مغرب ہور شام کے پادشاہ کی ہے، عالم تمام کے بادشاہ کی ہے، یو اس کی صورت ہے جس کے حکم تی زمین آسمان ہلے، صورت ہوبت عاقل، اس صورت کے صاحب کا ناؤں دل۔ بیت:-

صفت دل کی کیا لی حسن کے پاس
لگایا دل کی آخر حسن کوں آس!

نظر جاگا جاگ کے پردے کھولیا، چھپیاں چھپیاں باتاں بولیا۔ حسن یو سواد بھریا باتاں سن، یو کھریاں باتاں سن کچھ فکر دل پر لیائی دل پگھلائی۔ عاشق ہوئی دل پرتی اڑگئی دوئی بیت:-

حسن پر دل بھلیا دل حسن اوپر
پڑیا اب کام مشکل حسن اوپر

دل پر عشق چھایا ناز نیاز پر آیا۔ حسن کوں دل کا لگیا دھیان، دل حسن کا ہوا پران۔ حسن کا ذکر ہوا دل، حسن پر وقت کام ہوا مشکل

غزل گفتن حسن از فراقِ دل

غزل

سہیلی یار بچھڑیا ہے سجے وو یار یاد آتا
بسر نیں سکتی یک تل میانے وو سو مار یاد آتا

جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اسکاچ منہ دستا
دی بستا ہے دل میں وہ چہ ٹھارے ٹھار یاد آتا

مرے یو دیدے تا دیدے کدھیں ٹک دیکھیں گے دیدار
مجھے دیدار دے انگ مجھے دیدار یاد آتا

مری انکھیاں میں پھرتا ہے ترے مکھ کا خیال آکر
ترے رنگ روپ پر بھوے ترا رخسار یاد آتا

کھڑے قد کی بلا لیوں گی نظر بھر دیکھوں گی جس دیس
ترے نیناں ترے سیناں، ترا گفتار یاد آتا

سٹی ہوں سدھ میں اپنی کہاں کی بدھ رہے مجھ میں
نجھ خوشبوئی خوش لگتی نہ مجھو سنگار یاد آتا

ترے دیدار کا میں دھیان دل میانے پکڑ رہی ہوں!
مجکوں پھول خوش لگتا نہ مجھ گلزار یاد آتا

کھانا نیں بھاتا پانی نیں بھاتا، دل کی خاطر حسن کا جیو جاتا۔ بیت:۔

حسن پر اندھارا ہوا سب جہاں
حسن پر پڑیا ٹوٹ کر آسماں

عشق کے پھاندے سنبیر پڑی، باتا نچہ سُن اس حال کوں انپڑی، گمان جو اسے تھا سخت۔ پاؤں سوں پڑنے کا آیا وقت، عشق عاجز، عشق توانا، عشق دانا، عشق دیوانا، عشق اپنے رنگ میں آپ ہی کھلتا، عشق اپس پر آپی بھلتا، عشق کے چلے کوں سنبھالے، عشق جیندر عشق بھان عشق دین عشق ایمان، عشق حاکم، عشق سلطان، عشق تی روشن زمین عشق تی روشن آسمان، عشق تی روشن ہر دو جہان عشق تی عاشق مغرور، عشق تی معشوق نے پکڑی ظہور، عشق روشن سب میں بھرپور عشق اجالا عشق نہ عاشق ہور معشوق کے من کا مایا سو عشق، اس دونوں کوں دھندلایا سو عشق، ہلاک ہو کر غم سوں، یکسکوں ایک بھلاتے ہم سوں۔ کیا پرس، کیا نار، عشق میانے میان آیا پھیں کہاں کا قرار، عشق لگے بغیر دل لگتا نیں، عشق کا لذت ایسا ہے جو ہرگز دل بہکتا نیں، عشق میں جتنا دکھ عاشق کوں اتنا سُکھ، جاں دو جیو ہوتے ہیں راضی واں دل کی کھلتی ہے بازی، جیو کے دریا میں پیار کا طوفان ماریا کنے دل جیتیا کنے دل ہاریا، عاشق اپنے کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے معشوق کوں خوش آوے، معشوق کوں بھاوے، معشوق اپس کو سنوارتی کہ تا عاشق کوں رجھاوے عاشق کا دل بہلاوے، عاشق کو اپنے پھندے میں بھاوے معشوق ناؤں ہے، وے معشوق میں بی تمام عاشق کی صفت ہے، عاشق ناؤں ہے وے عاشق میں بھی تمام معشوق کی گت ہے، عاشق معشوق دو نام وے دونوں کا ایک کام سب کوں ایک دغا سوں گھڑے ہادے نانوں جدا پڑے عشق ایک چیز ہے جو دونوں جاگا جلوا دیا ہے، کیں نانو کی صورت بگڑیا کیں اپس کو نیاز کیا ہے۔ ایک عشق ہے جو دونوں کوں بے آرام کیا ہے، ایک عشق ہے جو دونوں کوں بدنام کیا ہے، ایک عشق جو اتنے کام کیا ہے دونوں بی عشق پر عاشق ہیں یوں کو یو تمام کیا ہے، عاشق روتا معشوق بی روتی۔ عشق کی بات گھر گھر ہوتی

معشوق اپنی مشتاقی دل میں چھپاتی، عاشق کی بے تابی ظاہر ہو آتی۔ عاشق افالا بہت گرم، معشوق کوں حائل ہوتی شرم، اپس کوں اپیچ بھاتا، اسکوں اپیچ لگ جاتا۔ فارسی میں کتا ہے کہ بیت :۔

عشق است بسکہ در دو جہاں جلوہ میکند
گہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

عشق کدھیں صاحب کدھیں غلام، ایک شخص کے یو دو نام، عاجزی اور استغنائی، یو ایک صفت ہے عشق کی جو دو صفت ہو آئی، اگر تو بی عاشق ہے تو یو صفت سمجھ رے بھائی، یارے حسن دہن جیو کا جیون عجائب رتن گرد غنچہ دہن، نظر کوں خلوت کر گھر میں بلائی۔ نزدیک لبلائی، عشق سوں سینا جالی، انکھیاں میں انجوں ڈھالی، سبحان اللہ یو عشق ہے اگر یکیکے دل کو زیر و زبر کرے گا۔ پانی کوں خون جگر کرے گا تو آخر دسرے کے دل میں بی گھر کریگا۔ آگ ہے جالیگا اثر کریگا، ستی بخشیگا بے خبر کرے گا۔ بیت۔

عشق تی عاشقاں مراداں پائے!
عشق آخر مراد کوں انپڑائے

رموز راز ہوے گا۔ ناز نیاز ہوئے گا۔ کھوے بغیر بھلایا نہ جائے ڈھونڈے بغیر پایا نہ جاتے۔ بات ایکیچ کتا کتا۔ جکچھ ہے سو ثابت پتا، بیت :۔ ادھرتی ناز توں کرتا ادھر دو کرتی ناز
دو ناز خوب نہیں دونوں بھی ہونگے ٹانڈ

معشوق تے ناز کرے تو عاشق نے نیاز جوڑنا، نہ کہ عاشق بی ناز کر کر معشوق کا دل توڑنا۔ دو نازاں بلا ہے، دو نازاں میں بڑا غلبلا ہے، سارا بھانڈا انکو پھوٹ، جاں دو نازاں واں توڑا توڑ، معشوق کا نامنگنا بی ایک

بیار ہے، دل توڑیا تو نہ منگنا بی کیا درکار ہے۔ جو لگن نا منگنا ہے، میانے میان تو لگن اس میں منگنا بی ہے تحقیق جاں معشوق نیں منگتا تو بیگی نکو کر دل نکو توڑ جتنا وو توڑیگا اتنا تو جوڑ عشق در زور لگیا سو چھٹتا کیوں، توں نیں توڑتا سو تٹا کیوں معشوق کا نیں منگنا عین ناز ہے، اس ٹھار عاشق کا کام نیاز ہے اس کے نیں منگتے تی تو اپنا کی داز ہے، عاشق ہے تو معشوق کا ناز سوس، تو نیں سوسیا یو نیں سمجھا تو ہزار افسوس۔ کہ آخر استغنائی عاجزی کا پہنے گی لباس، نا امیدی امید نی ہوئے گی خاص معشوق کا ناز دھات دھات ہے، اگر کوئی عاشق سمجھیگا تو یاں بات ہے، القصہ حسن دھن موہن جگ جیون دل کھولی دل پر جو عاشق ہوئی تھی سو نظر کنے سب اپنا احوال بولی، سمجھائی کہ اے بھائی جیوں تیوں دل کی صفت کر۔ مجھے دل پر عاشق کیا ہے، تو تجھ اتال اس کے ملنے کی بی فکر کر خدا تجے فرصت دیا ہے، مجھے دل پر عاشق کرنے تجھے آتا۔ دل کوں مجھ پر عاشق کیا تو تیرا کیا جاتا بیت

جو دل کا یارا چھے کوئی تو کئیوں میں بات اسے دل کی
کہ آسانی کچھ اندیشے کرم کر میرے مشکل کی

جکوئی چیتر ہے جکوئی جان ہے سو تجے پہچانتا ہے، توں یوں کیا سو دل بی نے جانتا ہے، تو تجھ ہے مجے دل کو لانے کا ضمان، تو تجھ ہے میرے ہور دل کے میانے میان۔ اتنا کیا سو تو تجھ ہے، یو کام سب تجھ سوں تجھ ہے۔ محبوب خوب نیں کہیں ایسے دنیا منے، سورج چاند دو نو بل اس تالیے کوں نے۔ نظر بولیلے حسن دھن، جگ جیون من ہرن، من موہن، محبوبی کی روشنائی، نازاں کی صفائی جیواں کی پیاری، دلاں کوں آرام دینہا کی ری دیدے مشتاق تیرے دیدار کے عاشقاں امیدوار تیرے پیار کے، یو ہور کچھ نہیں

دل ہے، دل ہات لینا بہوت مشکل ہے۔ دل بادشاہ۔ دلِ آپ بھاتا۔ دل سوں دل بغیر ملے ہاتھ نہیں آتا۔ بیت

کرے کوئی علاج کیوں اپنا سینے میں چھپ کے یو دل ہے
تجے آسان دستا ہے مجھے یو بہوت مشکل ہے ا

دل تو ملے جو دل کوں دل لا جانے، جکوئی دل سوں دل لاوے دل کوں پچھانے، اول تی دل کسی سوں جوڑنکو۔ دو توڑے گا تو توں توڑنکو عشق کرتے سو دیوانے پچ ہوڑ۔ دل لگا توڑتے سو سخت دل بجر کوڑ، عشق میں معشوق کے جفاتی کچوا ناناں، دل میں اپنے دریغ لیا ناناں، عشق کا دضا چ یوں ہے قضا چ یوں ہے، یاں ایس کوں بے دل نہ کرنا۔ کام ایس پر مشکل نہ کرنا، عشق اینیچ چالیاں تی پایا رواج، عاشق کوں سو سے بغیر کیا علاج، ہر جفا کوں دراحت ہے، ہر رنج کوں راحت ہے، کیا واسطہ کہ یو عشق ہے، عاشق کا بو حال کرتا ہے، تو کیا معشوق تی گزرتا ہے، معشوق میں عشق نیں سنپڑتا، معشوق کوں عشق دیوانے نیں کرتا، معشوق ڈانواں ڈول نیں ہوتے۔ معشوق گھا نگرا گیوں نہیں ہوتے معشوق بی عشق کا سودا سوا لیتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر جیو دیتے ہیں۔ معشوق بی خاطر زار زار روتے ہیں آہ بھرتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر بی کچھ کرتے ہیں، اتنی طاقت کاں ہے اس میں جو بچھڑ رہ سکیں: بچھڑنے کا دکھ سہہ سکے، معشوق کا دل بے دل ہو کر کاں عشق آپچہ لٹ پکڑ زوراں سوں کھینچ لیاتا۔ عاشق کے عشق کوں پاکر معشوق پاواں پڑتے آکر۔ معشوق بے پروا صاحب ذات، عاشق کا جو عشق پورا دیکھتے تو وہ عاجز ہو کرتے بات، اگر وو اپنی بے پروائی پر آتے، تو عاشق کا گھڑی میں جیو جاوے، توں عاشق تجھ میں کیتا ناز اچھنا۔ کیتا امتیاز اچھنا، توں تو یوں آنا پیش، اجوں بادشاہ انگے درویش، اجوں صاحب انگے غلام، ہزار ہزار تسلیم

ہزار ہزار سلام، اس کا حسن تیرے دل کا اجالا، اس کا عشق تیرے پینے کا پیالہ، معشوق کا جفا سو سہنے عاشق کو عار نیں، عاشق کوں معشوق بغیر آرام کی ٹھار نیں، عاشق کوں معشوق بغیر سر ناچ نیں، عاشق معشوق کی بے رضائی کرنا ہچ نیں عاشق اپس کوں کیا خاطر میانے لاوے، وہی خوب جو معشوق کوں بھاوے، عاشق جو ثابت ہوا اپنے ٹھار معشوق آتیچ آتی ہے بے اختیار معشوق جکچھ کرے تو عاشق کے چار، تجھے معشوق کی کیا پڑی تو عاشق ہے اپنی نباڑ۔ بیت:

معشوق بے نیاز اہے بادشاہ پری
معشوق سوں نکو کرو ہرگز برابری

معشوق بے نیاز صاحب ہے وو جکچھ کرے گا سو اسے سہاتا۔ توں عاشق خریدی بندا تجے دل توڑ لینا کیا کام آتا۔ دل توڑتا تو کیا دل جوڑتا جاتا ہے، دل توڑیا ہوں کر جیب موں میں تی بول آتا ہے۔ پو عشق ہے اس تی جیو کیا بھکے گا۔ جتنا توڑنے جاے گا اتنا لگے گا۔ اگر عاشق میں ہے عشق کی نشانی تو عاشق پو معشوق آپ ہی ہوتی دیوانی، یوسن، ایک عشق اس میں لیتے گن۔ بارے اے من موہن تو جو کہتی ہے کہ میں دل پو عاشق ہوئی تجے دل سوں ملا، میرا دل غنچہ ہوا ہے، دل پھول کر کھلا ہے، دل بہوت ہی بڑا دل پر کون رہ سکتا کھڑا، دل بہوت آلا کہ کہیں ہیں قلوب المومنین عرش اللہ تعالے دل، یعنی خدا کا عرش مسلماناں کا دل، جکوئی دل کوں انتر یار و خدا داصل، بعض کہتے ہیں کہ حضرت کوں بی معراج دیہہ پر ہوا تھا، پیر آج کا ج دیہہ پر ہوا تھا۔ دیدار کوں دیہہ ہی دیکھے، پروردگار کوں دیہہ میں دیکھے۔ جو باتاں خدا کوں بھاتیاں تھیاں، سو باتاں دیہہ میں تی آتیاں تھیاں۔ بعضے کہتے جو روح جسم سو آسماں پر جاتا اس جسم کوں روح سوں مفارقت لازم نیں آتا۔ جو جسم روح ہو کر آسمان پر چڑھے، اس جسم

کوں شکست ترکیب نیں، نہ کبھوں ہلاک میں پڑے، حضرت جو دل پر اُنے سکے جو خطرا دل میں تی آتا تھا اس خطرے کا ناؤں جبرئیل رکھے۔ بعضے کہتے کہ یوں نیں بزرگاں کیئے تھے، کہ حضرت روح سوں آسمان پر گیئے تھے، انوں نے تحقیق یوں کیئے ہیں، ہمنا خبر یوں دیئے ہیں، شرع کے لوگاں کہتے کہ نا یوں نیں حضرت اسی جسم سوں آسمان پہ گیئے تھے، اسی قسم سوں آسمان پر گیئے تھے جو جبرئیل خدا کے پاس تی خبر لیاتا تھا تو آدمی کی صورت ہو کر آتا تھا۔ جاں اسرار جاں راز کی ٹھار اس تی بیشتر حضرت جانے ہور پروردگار، یو بات عقل کی حدا نگے ہے، نقل کی حد تی آلگے ہے، جتنا ہے اس ہر دو جہاں کی منزل ہیں، اتنا ہر سب دل ہیں، وہی ہوا عاشق ہور وہی بھلیا، جس پر پردا کھلیا، دل میں جانے ہور دل کوں پانے کی بات جدا ہے، دل میں خدا ہے، یہی دیدے، یہاں دیکھتے سو دیدے، ...... دل میں جاویں تو دل کا دیدار پاویں، دیدار ہور دل دونوں ایک ہویں جل۔ دل دیدا دیدا دل۔ یو بی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کام مقام ہے، ایس کوں دیکھنا۔ ایس کوں سمجنا، عارف ہور عاشق کا کام ہی لیا اپنا بیکھنا ہے، یہاں آپ کوں اپے دیکھنا ہے، یو حضور کا جلوہ ہے، یو اپنے غرور کا جلوہ ہے، جکوئی یہاں آتا ہے وو کچھ خدا کوں پاتا ہے، کیس کوں کنے پوچھیا کہ توں خدا کوں کیوں جانیا، کہا دیکھیا دے نیں پچھانیا دیدا ہوئے تو دل میں جانیا، جیو ہوئے تو بیر کو پاتا۔ جیو کے جیو کوں پاتا دل کوں دیکھنا عجب تماشہ ہے، سر تے پاؤں تک سب تماشہ ہے، باپ کے صلب میں تی جو قطرے ماں کی رحم میں آیا تھا، ہور جیو اس میں سمایا تھا، ہور اپی کھینچ ہے، دے یہاں سمجنے میں پیچ ہے۔ وہی قطرا جو دو جگہ کر بھار نکلیا، وہی قطرا یو عمارت ایس پر ستوار نکلیا، وہی قطرا ہے جو رچھتار رہتا۔ وہی قطرا ہے جو بھتا بھلاتا

دو قطرا جیو کا وجود جس جیو میں معبود، وو قطرا اجھوں انکھیاں میں تازا۔ یہاں دم مارنے کسے انداز ا، عارف کی شناس وو نچہ ہے۔ اجھوں اس قطرے کی باس وو نچہ ہے۔ ایک قطرا وہے ہزار دریا اس میں، خدا نے قدرت عجائب کچھ کریا اس میں، اس قطرے کا کون پایا مایا، آسمان زمین ہیں قطری منے سمایا جو بی دیکھا انکھیاں ہور دل کا بستر لیک سل انکھیاں ہور دل، اسے سمجھنے عاشق ہونا یا بھوت عاقل۔ یو بات بھوت باریک بھوت مشکل، اس بات کے معنے نعوذ باللہ نادان کچھ کا کچھ جانے داناکوں فکر سے سر چڑے، نادان ہنس پڑے، اتنے برنی کیا جیب بیٹھے کیا جانے کیا کیا کہیں گے۔ یو رمز نکات بولتا ہوں خدا کے راز کی بات بولتا ہوں یو عاشق ہور عارف کے سنکات بولتا ہوں کہ عارف عاشق عاشق عارف ہے، بالذات وو پاوے گا یو بات، اس قطری میں جیو ہور جیو تو مرتا نیں، وو قطرا تا قیامت جیسا کا ویسا ہے اس قطرے کوں کوئی تحقیق کرتا نیں، کیتا کہوں اس بات کے مانے، اس تی انگے خدا جانے۔ غرض یو جیو ہور سب دل میں ہے، ہزار ہزار عالم ہر ایک منزل میں ہے۔ اے جیو پیچھان، انسان کوں نکو جان، اگر خدا کوں پچھانے منگتا ہے۔ تو انسان کوں پچھان جند کا جسم سو بندی۔ بندیں جنے ہو جا اپنے باپ کے بند کوں دیکھیا، اونے اپنے جند کوں دیکھیا، ایس تین جانے گا تو ایس کوں دیکھے گا، اپنی ماہیت معلوم ہوئیگی اپنے نفس کوں دیکھے گا یو تن جا نہار ہے اسے اتا لیچہ تی کر جدا، جیوں سوں کوں جاناں سو خدا، اتی جو یو خدائی ہے، انسان کوں خدا نے ایسا بڑا پیدا کیا ہے کہ یو خدائی سب اس میں سمائی ہے۔ ادھر ادھر دیکھ کر کیا ہوتا عجب، اپس میں دیکھ کر بجھ میٹھ ہے سب۔ یوں دیکھے تو سب ٹھار خدا ہے، ہر یک ٹھار یک لذت جدا ہے، اگر کوئی سمجھار ہے تو جان خدا نیں وو کون ٹھار ہے، اگر خدا آفتاب ہو آیا تو ہمنا کیا خط، اگر چاند ہو کر دکھلایا تو ہمنا

کیا حفظ، آدم کی صورت میں اگر کوئی خدا کوں پاوے تو سوا دہے، آدم میں جکچھ ہے سو دیکھیا جلوے تو سوا دہے، یہاں خوب اندیش کر اگر سمجھے گی نظر تجھے ہے نگاہ کر خدا اپے بولیا ہے کہ اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ، ایک راز کی بات کتا ہوں سن کہ وہ بات جدا یچ ہے، اس آیت کے معنے یوں جدھر توں دیکھتا ہے ادھر خدا یچ ہے، اگر تجھ میں کچھ شناس ہے اگر تجھ میں ہے کچھ دید تو مصحف میں یوں بھی آیا ہے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ خدا شہ رگ تی نزدیک تر ہے، دے کیا فائدہ کہ آدمی بے خبر ہے، آدمی جس کام میں جیو لاتا ہے، خدا نا امید نیں کرتا کچھ بی پاتا ہے، بے خبری دور کر خبردار اچھ، دنیا میں دیس کی ہے ہشیار اچھ، انے ہمنا اس خاطر پیدا کیا ہے کہ اسے سمجیں اسے یاد کریں، اس کے ہوتیں نہ کہ غفلت سوں جیو یں غفلت سوں کھادیں، غفلت سوں ہوتیں، جنم اپنا غفلت سوں کھودیں، جکوئی اسے بجیا ہور اس کی یاد میں رہیا وو انسان۔ جکوئی یو دو کام نیں کیا وو حیوان حیوان بی کھاتا پیتا ہے، حیوان بی جیتا ہے، اگر لہو لعب سوں جیئے، پس ہزار حیف ہے کچھ نیں کیے، خالی ہات آنا خالی ہات جانا، واں خدا ہور رسول کوں کیا موں دکھلانا، بحسب ظاہری پانچ وقت کا نماز پڑھنے کا جو شرط ہے، تیوں نماز کے تیچھے بی ہزار جنس کی عبادت ہے، وو ن عبادت کیے تو خدا کا دیدار رسول کی شفاعت ہے، لاکھ لاکھ عنایت ہے، نماز کوں کھڑے رہے تو دل کوں پاک کر کھڑے رہنا دل پر ہور کچھ نہ لیانا، جو لگن نماز کرتے ہیں تو لگن خدا یچ یاد آنا۔ اگر یو بھید کوئی پایا ہے، تو لا صلوٰۃ الا بحضور القلب، بی آیا ہے۔ نماز میں جکچھ پڑھنا ہے سوں جانو۔ خدا سو باتاں کرنا ہے یو ادب کی جا گا ہے یہاں زیاستی کا مان سب بسرنا ہے، نماز یوں کرنا

کہ نماز کرتے وقت یو دنیا اس کے وہم میں نا گزرنا۔ الحمد اللہ ہو قل ہو اللہ جکچھ
پڑھے سو اس کا معنا سمجکر پڑھے تو بہوت حاصل ہوتا ہے۔ دل ادھر
اودھر نہیں جاتا اس کے معنے میں اچھتا ہے، دل خدا سوں واصل ہوتا ہے
اس وقت یوں جاننا کہ وحدہ لا شریک لہٗ خدا ایک ہے، حاضر ہے۔ دیکھتا
ہے ہیں اس کی عبادت کرنے آیا ہوں، بندہ ہوں، عاجز ہوں اس کی درگاہ
اپنی عاجزی لے آیا ہوں، کہ وو دل کا مالک ہے، دل تی خبردار ہے، بے
عیب پاک پروردگار ہے، جتنا سکتا، اتنا دل کوں اس باتاں میں رکھنا اوس
چیز پہ جو مقصود کا خطرا دل پر آتا بے اختیار۔ آخر اس خطرے کا علاج ہونا
ہے اسی ٹھار۔ تو اس ٹھار خاطر خوب خوب اچھنا کہ سب مقصوداں بر آ دیں،
بلکہ اپس تیں دسرے کچھ مقصوداں یاد دیں، اگر اس وقت تجے دنیا کو بسرنے کی نہ ملے
ٹھار، تو یاد کر گور کا عذاب، قیامت کی پوچھ بچار، ادھر ادھر نکو
جا، دوزخ ہور بہشت تو بی خاطر میں لیا، ماں یا باپ مرتے وقت دیکھا اچھے
گا وو وقت تو بی یاد کر کہ اس وقت یو دنیا کیا دستی تھی ہور کیا گزرتا تھا
تیرے اوپر، شائد یوں تو بی نماز کے وقت دنیا تک فراموش ہوے، بیہوشی
تیری جائے، صاحب ہوش ہوئے۔ جنے خدا کوں تحقیق جانیا، ہور رسول کوں برحق
مانیا، نماز کرنا اس کا کام ہے نہیں تو بھیں پر سر رکھنا ہور آیت پڑھنا یو ایک
رسم عام ہے۔ یعنے نماز کرتا ہے نیں نماز کرتا ہے، خدا کوں واز کرتا ہے، اگر اوس
دو باتاں پر کوئی استقامت پکڑتا ہے تو نماز میں اس کا خاطر قرار اچھے گا نیں
تو دل تمام خطرا خطرا ہو کر سو ٹھار اچھے گا۔ کچھ ہے سو خدا ایک ہے کر جانا نچہ
ہی رسول کوں رسول برحق ہے کر مانا نچہ ہے، نا رسول کوں سمجھے نا خدا کو پچھانتے ایو
کیسی مسلمانی ہے کوں جانے، ایک گھڑی دنیا کا دھندا چھوڑ خدا کی عبادت میں

رہیا نیں جاتا۔ وو دیکھیے جو تمام عمر چھوٹے ہیں اجھوں بی چھوڑنا چ دل پر آتا، جکوئی صاحب ہے، دنیا دلاتا ہے اس سوں دل جوڑنا، اسے ہرگز نا چھوڑنا جس تی سب کچھ پانا، اس کی عبادت میں ہور خطرے کوں میانے میان لاتا۔ جکوئی صاحب دل ہے انوں کے دل اس گل ہیں: بھانیں، انوں کے دلاں پر ایسے خطرے ہرگز نا آسیں، خدا بغیر دل میں تی سب کاڑے، پچھیں خطرے کیوں آتے آڑے، اگر اس کے دل پر کچھ باقی اچھے گا تو ہور خطرا آدے گا، اس کی مشغولیت میں خلل بھادیگا انسان نے اتنا تو حاصل کرنا ہے کہ بارے نماز کیتے لگن سے خدا بن کچھ یاد نا آوتے اس دنیا میں آنے کوں کچھ بی اپنا کام کرنے یاد دیتے، جیب نا چیز ہونا جاوے کھانے پینیچ کا لگیا ہے، مرنا بسر کے جینیچ کا لگیا ہے، اگر کھتر پر تو مر پھوڑیگا تو بی کوئی تجے جیوتے نہ چھوڑے گا۔ جیوتا ہے لگن مرنے کا کام کر، کچھ کرنے کا کام کر۔ جیونے تی کچھ حاصل کرنے منگتا ہے اگر۔ تو آخر مرنا ہے مرنے کوں نکو بسر بلکہ جیوتے تیچ مر۔ خدا یچ کا یاد خدا بچ کا ذکر۔ جکوئی جیوتیچ موا اسے مرنے کا کیا فکر، اس دنیا میں مر رہنا، اپنا کام کر رہنا، اپنا کام آپ سوں کیتا بچانے کیا حاجت ہے جو اسے ہور کوئی انارے، جکوئی جیونے خاطر پکارے گا عزرائیل اسے آکر مارے گا، بوڑے کوں کنے پکاریا میں، مرے کوں کوئی ماریا نیں سو تو اتیں انت موتو،، حدیث بی یوں آئی ہے، اس جیونے کے معنے سمجائی ہے، کہ نے کا سوں نیں کرتے ہور نیں کرنے کا سوں کرتے، بسرنے کا سوں یاد رکھتے، ہور یاد رکھنے کا سوں بسر کرے، یک ساعت تو بی دل صاف نہ کھنا دنیا کا کچاٹ دل تی دھونا، تقوے قرار رکھ خاطر جمع کرنا، گھابرے نہ ہونا آئینہ صاف اچھے گا تو خدا کے نور کا جھلک ادس میں پڑیگا۔ دل روشن ہوئیگا بھوت بلندی پر چڑے گا۔ خدا کے حضور کھڑے رہ کر ایک جیوں سوں اپنا

دل کھولنا جکچھ اپنا دعا اچھے گا سو نماز میں خدا سوں بولنا۔ نماز میں خدا ہچ سنگات اچھنا، خدا ہچ سوں بات اچھنا خدا سوں اختیاری کرنا، خدا کوں اپنی بے کسی دکھلانا نزاری کرنا، جو نماز کوں جائے تو یو جاننا کہ اپے خدا کے حضور جاتا ہوں، اُنے فرمایا سو دس کی فرمودگی بجالیاتا ہوں۔ خدا کوں حاضر ناظر جان آفرینندہ قادر کر جاننا۔ کہ اُنے پیدا کیا ہے، جیو دیا ہے، اسے سمجکر جنے اسکی عبادت کیا دو بھوت بڑا، ایسے سمجکے گنج میں تی کچھ لیا دہ بھوت بڑا! اول اس دنیا کے بود کی یک ذرا خاطر میں نالیانا، پچھیں عبادت کرنے خدا کے حضور جانا، تو دیکھنا کہ دل کہاں جاتا ہے، ہور کیا صفا پاتا ہے، دل پر کیا کیا خدا کا تجلیات آتا ہے، اس پانچ وقت ظاہری نماز کے خارج جو عبادت ہے سو شغل ہور ذکر یو بہوت دور اندیشی یو ٹری فکر، یو مرداں کا کام ہے یو صاحب درداں کا کام ہے یو خدا کے خاصے عین خدا کے خلوت میں محرم ہے یاد ہرگز خالی نیں انو کا آتا جاتا دم، اپے ہور اپنا خدا، باقی دل تی سب کئے جدا، انو کا ہمراز انو کا محرم اللہ، چڑتا دم لا الہ اُترتا دم الا اللہ جو لا الہ الا اللہ کا سچ دل میں ثبوت پایا، خاطر میں بی خوب آیا، خدانے یاں کچھ سمجایا پچھیں چڑتا دم اُترتا دم بی اللہ اللہ کہتا آتا ہے، بندا خدا سوں یار ہوتا ہے بندا خدا کوں بھاتا ہے، جیوں شراب کی مستی چڑتی تیوں محبت کی مستی چڑتی، بندگی ہور خدا میں یاری بڑتی برتی عاشقیت ہور معشوقیت آکر گھڑے۔ جتی ناز ہور نیاز کیا باتاں گتی، محبت زور ہوتا، کام کچھ ہور ہوتا، جکوئی اس ٹھار محبت کا بیچ بوتا ہے، رہتے رہتے بھنگے ہور اس گیڑے کا تصا ہوتا ہے ہا منصور یہ پانچ آکر بولیا مطلق، کہ میں ہوں ٹیچ ہوں انا الحق۔ یو بندے ہور خدا کا دھال ہے، یو عشق کی کمالیت کا دھال ہے، عشق ایسا ہے کہ عشق تی ایسی

کاواں بہوت ہو آتے، بعضے عاشقاں دکھلاتے، بعضے عاشقاں چھپاتے، بعضے کتے دکھلانے میں سواد ہے، بعضے کتے چھپانے میں، ہر ایک کوں ایک قسم کا ذوق تھا ہر ایک زمانے میں، بعضے عاشقاں یا عارفاں، عشق یا عرفان کے زور سوں خدا کہواتے۔ بہوت خوب بھئے عاشق تھے عارف تھے سہاتے، یو بچہ ہے تو کہوایا جائے انا انا اللہ یعنے مینچ خدا ہوں، یو بی وصال تو ہوے، یو بی کمال تو ہوے یو بی حال تو ہوے، دوے میں ہور خدا یو دو ہوے اس نہایت یگانگی سوں یو بی کا مقام ہے، دوئی تو داں لازم نیں آتی جاں عشق تمام ہے، دوئی دور کرنا یو تو عشق کا عین کام ہے، ان اللہ کا معنی عشق کتا سو عاشق کوں خام ہے جو عشق انلہ کہنے پر آتا، تو عاشق پورا مقصود پاتا، سب آپیچ ہوتا، انا اللہ میں کا دوئی پنا دور ہو جاتا، یہاں اپنا آپیچ یار ہے، وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ٹھار ہے یہاں اپنا عشق ایس سوں دھرتا، یہاں اپنی پرستش آپے کرتا، یہاں نور اللہ علی نور ہے یہاں آپیچ سب جاگا بھرپور ہے، حضرت جو خدا سوں ملنے گئے تھے معراج کی رات، تو پردے میں تی یوں آئی بات، کہ صبور کر و خدا نماز کرتا ہے، یعنی اپنا شغل ایس سوں دھرتا ہے، تو نماز کتے سو یو نماز ہے اگر کوئی پچھانے گا، جکوئی محرم راز ہے سو جانے گا، جو تحقیق ہوا ایس آپ، نہ اسے ماں نہ اسے باپ احد ہوا، لم یلد ہوا، ولم یولد ہوا، اُحدتی گزر یا بے حد ہوا، جکوئی اپنا عشق ایس سوں دھرتا، وو دوسرے کی نماز کیوں کرتا، اسے اپنی عبادت سے فرصت نیں یک تل، یو ایس سوں آپی گیا ہے مل۔ تحقیق یو نچہ ہے، جیوں کہا گیا تیوں نچہ ہے، انا ایک انا اللہ واں عشق ہے وو ایک انا اللہ واں عرفانی ہے اگر یو دونوں حاصل ہیں تو ز ہے سعادت تمام شادمانی ہے، اگرچہ عشق ہور عرفاں ذکر ایک ہے دلے ہوئے دو ٹھار، عاشق مست ہے عارف ہشیار۔

انا اللہ کے مقام پر ہم عشق ہیں ہم عرفاں ہیں جکوئی کامل ہے وہ ہمیشہ کھڑا ہے وے انا پر آنا ہور بشریت بالکل اس تی جانا یو مشکل یو کام بہوت بڑا ہے۔ اگر کوئی عاشق یا عارف اس ٹھار یو سمجکر کرتا ہے کچھ فرق تو انا پر آنا کبھی دیکر وقت بے اختیار میسر ہوتا ہے، الحال کالبرق، تمام بشریت کس تی کبھی ہور کس تی جاتی، نہایت دور ہوتی، یک وقت یک تل اس حد لگن آتی۔ تو یو انا پر آنا ہور یو انا کہوانا یو اپس تے اپیچ کچھ آتا ہے، نہ یہاں اپس کا بھاتا ہے۔ اگر یو آپے میانے آدے اور اپس کوں یوں کہولے، نعوذ باللہ کافر ہوئے یا مردود ہو جائے۔ انا پر آنا بہوت مشکل ہے، انا کا تمام علم کسے حاصل ہے واللہ باللہ تا اللہ محمد (ص) نے یہا یچ کہیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں تو کیا محمد کوں یو حال نہ تھا، یو وصال نہ تھا یو قال نہ تھا، بشریت مطلق جا نہاری ہنہنچ، یو درست ہیں کہنچ انا کے مقام بغیر جتنے مقام ہیں وہ سب حال ہے، یو وصال ہے، قرب کا انداز ہے، معشوق کا ناز ہے، ہمت کا امداد ہے، عشق کا اتحاد ہے، جو لگن بشریت اس میں باقی ہے، تو لگن انا اللہ کہنے کی مشتاقی ہے بشریت کی دھن، آنا اللہ لگن، اللہ کا عشق یاں لگ انپڑتا ہے کہ یو انا اللہ کہتا ہے، ہچییں رہتے رہتے یوں کہیا دسے وقت انا کے مقام پر آتا تو انا اللہ بی کہنار ہتا ہے، انا کے مقام پر جو آتا ہے سو لی مع اللہ کے وقت کا ماتا ہے، یاراں ہو الفاف کرو، دل کوں صاف کر دیکھو تکو لاف کرو۔ کہیا انو، ایس کوں کچھ الو یا ماہجان کر، یا مستی سوں یا دیوانگی سوں تی کچھ کہیا جاتا ہے، وے جکوئی سمجیا وہ بی اپنی جاگا پر آتا ہے، عربی میں یوں دیکھیں خبر کلام المجانین لا تعتبر۔ اما جوں ابتدائی، رسول خدائی، ذکر اشغال کا قاعدہ آتا ہے، تیوں بیان کیا جاتا ہے کہ انسان انا اللہ ہوا اچھے یا انا ہوا اچھو ازل

تو واجب ہے اپس کوں یہاں بسرنا، وے بلا اختیار خدا خدا بولیا جاتا ہے اسے کیا کرنا، پس معلوم ہوتا ہے کہ انابی معشوقیت کی کمالیت کا مقام ہے، جس سمجھیں سمجھ ہے، جس کو فام میں خام ہے اسے یو خام ہے، اگرچہ خدا سوں مل خدا ہوا ہے عشق رکھیا نیں جدائی، اما اتنا ہوے پر بی بشریت سوں مل چلتی ہے خدائی انا اللہ دا ما کا تو لگیا ہے دھندا۔ وے جو بشریت کی احتیاج میانے میاں آوے تو دو خدا سو خدا یو بندا سو بندا بیت

گشتم تمام جمع و پراگندگی کجاست

سرتا بپا خدا شدم و بندگی کجاست

اما جو ابتداتی رسُول خداتی ہوا ہے، سو روا ہے۔ بندا اگر خدا ہوا تو خدا کے کام کرنا، خدا کے کام اگر بات نیں ہوئے تو اسے بندا ہوں کر فام کرنا۔ قطرا دریا تی واصل ہوا دریا قطرے کوں حاصل ہوا۔ وے یو کیا اپے بالذات دریا ہے۔ دریا قطرے میں بھر یا ہے۔ عجب قطرا ہے وو جس میں دریا بھرتا۔ قدرت دیکھو قطرے کوں دریا کرتا، تو دریا میں دریا سماتا، قطرے میں دریا کیوں آتا، جتوں یاں گھڑے ہیں انوں بھوت بڑے ہیں انسان جو اس مقام پر آتا ہے، تو بی کچھ کہیا جاتا ہے، یو سب عشق ہور عرفاں کا زور ہے، مبادا توں جانے کچھ ہور ہے، یو بات تحقیق سب و نچھ ہے جو یاراں جانے، اما تک، وے ہے درمیانے، ایکیچ تھا سو ادکی خاطر ایک کے دو ہوئے۔ یعنے یو تھے سو دو ہوئے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر اول چند روز زبان سوں کرتے ہیں خاطر قرار رکھ دل کوں ٹھار رکھ بھوت دھیان سوں کرتے ہیں۔ جو یو ذکر اسے خوب صفا سوں بھیدیکو۔ یو فکر اسے خوب صفا سوں بھیدیکو۔ اس ٹھار پر آیا۔ محبت حاصل ہوی یہاں کا لذت پایا بعد ازاں اللہ کے اسم کے، اس قسم کا ذکر کرتے ہیں کہ زبان کوں اس ذکر

کا اثر نیں انپڑتا، زبان کہاں ہے کہ زبان کوں خبر نیں انپڑتا، جاں اس ذکر کوں ٹھار ہے، واں زبان بیکار رہے، اس جاگا پر فکر کرنا کہ یو بے زبان ذکر کرتا سو کون ہے، ایس میں اپے ہزار فکر کرتا ہے سو کون ہے۔ یو ذکر اس حد لگن انپڑتی ہے کہ ذاکر مذکور ہوتا ہے، ظلمات سب نور ہوتا ہے۔ لطافت آتے ہی کثافت سب دور ہوتا ہے، غائب حضور ہوتا ہے، خالی سب بھرپور ہوتا ہے، جو بے زبان بولتا وو تو بیچون بے چگون ہے، بے شبہ بے نمون ہو، سنتا ہے ہور کان نیں، بولتا ہے ہور زبان نیں، جکچہ وو دکتا ہے سو ہمیں کرتے اگر وو کتا ہے تو مرتے۔ دوڑتے ہیں جدہر وو دوڑاتا، آتے ہیں جدہر وو لیاتا، ہمنا چارہ نیں ہمیں بیچارے، جکچہ وو فرماتا سو کرن ہارے، وے کدھیں ہماری بی بات سنتا ہے، ہمارا بی دل ہات لیتا ہے، ہمنا سوں بی مل چلتا، ہمنا بی دلاسا دیتا ہے، غم کے وقت یاری کرتا، خوشی وقت دلداری کرتا۔ آپڑے کوں کام کرتا، مرنے کی جاگا نی بچالیا تا۔ خوش دل کرتا ہے۔ مراد حاصل کرتا ہے وو بے چون بے چگون بے زبان بات کرتا ہے۔ سو اسے بی بے صورتی سوں نور کی صورت ہے، بھوت پاک بھوت لطیف مورت ہے، اتنی نازکی ہے جو دکھلائی نیں جاتی، جیتا کہے بی کہنے میں نیں آتی۔ اگر کہے تو بی کوئی بیجا بیک تیاسی نا، یو دریا کسی قطرے میں آسی نا، بیج میں جاکر جھاڑ کوں کون دیکھیا ہے۔ کنکر میں گھوس کر پہاڑ کوں کون دیکھیا ہے، تارے میں آسمان کیوں سماتا، ذرے میں آفتاب کیوں دیکھیا جاتا۔ محال یو حال خدا کرے توجہ ہووے، اس حال وصال خدا کرے توجہ ہووے، یہ بات جو آتی سو خداتی آتی، جاں تی آتی وو خدا۔ یو خوب پچھان جاں تی بات آتی وہاں جاتی، باتیچہ ہیں جو بات دھونڈیا سو ہوا سرگرداں، ہور عام خاص سب ہور

عالم سب یاں حیران۔ ہور جس پردے تی بات بھار پر آتی، سو روح "قل الروح
من امر ربی" جسے امر خدا کہتے یو روح کا مکان۔ تو جہ روح تی بات ہمنا پر
آتی تو ہمیں بولتے کہ ہمیں انسان، بعضے وقت یوں ہوتا ہے کہ عالم غیب
کا مدد ہوا، روح ہور انسان ایس میں آپے بات کرتے ہیں ال، وے یو بھید کوں
سمجنا بھوت مشکل، کیسے ہے دل، کون ایسا کامل و اصل۔ اس غیب کی ہوئیت
میں تی بات ہزار ہزار جنس کی آتی، انسان کوں خدا عقل دیا ہے تو ہر ایک بات
ہر ایک جاگا سمجکر کہی جاتی، وہاں تی جو کچھ آیا ہور اُنے بھار بھایا، تو مجذوب
ہوا دیوانہ کہوایا، بے سد بے ہوش ہوا، کیا کتا کیا نیں کتا فراموش ہوا ہے
بند ہوا بند چھپیا، آدمیاں میں تی اٹھیا۔ یو لا اوبالی درگاہ، یاں کیا فقیر کیا بادشاہ
گناہ ہور ثواب سب بھار ہے، دل میں خدا یچ کی ٹھار ہے، وے عارف کوں
ضرور ہے بو تحقیق کر جانے، نفسانی خطرا ہور رحمانی خطرے کوں سو پچھانے۔
نفسانی شیطانی خطرے کوں سر بھار کاڑنے نا دینا، اس خطریاں کوں بہوت
قید سور کھنا، جاگا نازک ہے پردا پھاڑنے نا دینا۔ نعوذ باللہ اگر یہ نفسانی
خطرے بھار نکلے، زری برباد ن دے کر گلا جکلے، گنہ گار یو خطرے کرتے
ہیں، شرمسار یو خطرے کرتے ہیں، اگر مرد ہے توں صاحب حال تو اس
نفسانی خطریاں کوں سنبھال، تیرے رہزن سو یو چہ ہیں، تیرے دشمن سو جیہ
ہیں، دشمن کوں تپیا نا خوب نیں، انو میں مل جانا خوب نیں، یو یچ بچار کے وقت
بلا تجھ پر بھائیں گے آپے میانے تی نروالے ہو جائیں گے اس وقت کیا
توں انو کوں پکڑنے پاوے گا۔ کدھر دھونڈے گا کہاں تی لیانے جاویگا
کام بھوت کٹھن، اگر توں عاقل ہے تو دیکھ چل، جھاڑ پہاڑ خاک بارا
آتش آب چاند تارا، اجال آسمان آفتاب، یو چھپے نیں حجاب۔ اگر

کس پر کھلے ہیں، ہور کس تی دیکھا جاتا ہے، تو دانش کے انکھیاں سوں خدا سب ہی ہے۔ بے چونی بے چگونگی کی وضا سوں دس آتا ہے۔ دیکھن ہارا ہوے تو دس آتے ڈھونڈھن ہارا ہوے تو پاوے، پیر و مرشد تو بولنے کا بولتا ہے، وے اس کا طلب اس پر کھولتا ہے، جس طالب کا مطلب کمال ہے وو خالی نیں البتہ اس پہ کچھ حال ہے، اگر پچھتر سو برس پانی میں اچھے گا پھوڑے تو پھر سو کھا، کوڑ آدمی اوپر چکنا دستا دروے نے میں سب رد کھا۔ جنے ریجھا وو بھتر بھیجیا۔ جس طالب کوں طلب کا ذور ہیں، پیر مرشد کا صحبت اثر کردیا ہے جس طالب کوں طلب کا ذور نیں پیر مرشد کیتا بی کچھ کیا فائدا اچھتا سب لبسرتا ہے۔ جوں حافظ کتا ہے بیت :-

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ ودرو لوء لوء مرجاں نشود

جو طالب جس ٹھار ہے سب اس کی طلب کا یار ہے، طلب باندیا دروازہ کھولتا۔ طلب بلاتا طلب بولتا۔ طلب مطلب کوں انپڑاتی۔ وہی طالب جیبر طلب تمام آتی۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر یوں ہے اللہ کے ہے، جو لا کتے ہیں تو زمین ہور کوں فنا کر جانتا۔ اپنا وجود جملہ جہان کوں فنا کر جانتا۔ جو طالب اس شغل کے دنبال ہوا، یو تصور اس کا کمال ہوا، پچھے اے دستا سو اوپر کا چھلتا سب دور ہوا۔ بھیتر لیو بے زبان بولتا سو رہا، جو لیو بی اس لا کے سنگات فنا ہوا بعد ازاں اس بولتے کوں جو بلاتا دور رہا۔ الا اللہ کے کتے سو وو چہ ہے، طالب کمں آتی مشقت اس ٹھار تو چہ ہے، عشق عشق کر عاشقاں کو پنچے کو پنچے پکارتے منصور انا الحق کہا اگر انا العشق کتا تو ہرگز اسے نہ مارتے۔ خدا شاہد تھا معنا واحد تھا، بندا جو اپس کوں تمام دور کیا، نور کیا، پچھیں بندے میں خدا یچ رہتا

ہے نہیں جانتا سو کچھ کا کچھو کتا ہے خدا ایس کوں خدا ہوں کر بولنا۔ خدا ہوں کر بولنے بندے کوں کاں ہے سکت، یو بولتا سو ہور کوئی ہے، کرن سمجتا یو گت کیسے قدرت ہے جو یہاں لگن آوے، ہور خدا بندے کا بھید پاوے، یو "الانسان سری وانا سرہٗ" کا ٹھاؤں ہے، یہاں جدائی کی جاگا نیں، خدا ہور بندے کا ناؤں ہے، ایک جھاڑ ایک ڈالی، سمج آکر دوئی ڈالی۔ جھاڑ ڈالی کوں جدا کر نکو جانو۔ ڈالی تی جھاڑ سہاتا ہے پچھانو۔ پھول پھل سب ڈالیاں کوں آتے بار، پھول ہور پھل ہور ڈالی جھاڑ کا سنگھار۔ عارفاں جیتے نشانیاں دیتا دانا جب ایس کوں جدا کر لیتے، دل میں دوئی آتی۔ ڈالی نے جھاڑ تی جدا کر جانی، ایک جھاڑ سے کیتیاں ڈالیاں ہن، ہر ایک ڈالی میں جنس جنس کے گن، اس ڈالی میں بھی رنگ رنگ کے پھلے ہیں پھول۔ پھول کتا میں ڈالی تی آیا۔ ڈالی کہتی ہیں جھاڑ میں تی آئی، سب جھاڑ ہے نکو بھول، بندے کوں اگر خدا کوں اپڑتے کا طلب ہے تو اسکر بی پیر مرشد ہی یک سبب ہے۔ جنے جاں اپڑیا ہے سو یک سبب سوں اپڑیا ہے، اپنے طلب سوں اپڑیا ہے، انسان کے دل میں جو خطرہ آکر دوئی پاڑتا ہے وہ خطرا اگر دور کرے تو تمام اپس کوں نور کرے، ذات کوں اپڑے، بات کوں اپڑے، کل کائنات کوں اپڑے، بندگی تی جدا ہوئے، آنیچ خدا ہو کر اول دودیچ تھا دودکا دہیں ہوا دہیں کا چھاچ ہوا تمام۔ چھاچ میں مشقت کرتے کرتے کچھ نکلیا اسے مسکار رکھے نام، جو مسکا آگ کی آنچ کھایا ہور صورت پایا گھیو کہوایا۔ دودھ اپس کوں گنوایا، بندا یو نچہ اپس کو گنوائے تو خدا کہواوے اگر خدا میں فنا ہونا منگتا ہے تو توں آپنا جان، آپے تا اچھنا میانے میان۔ آخر دودیچ جمو ئے دہیں ہوتا ہے، دودیچ چھاچ مسکا گھیو ہو کر کام کیں کا کیں ہوتا ہے پچھیں اس گھیو میں ایک باس ہے کہ اسے دودچہ کہتے ہیں۔ بندے میں خدا

نہ چہ کتے ہیں۔ ایس کوں پاک خدا سوں انیڑنے ہیں ہنر ہے، نہ لوگاں کوں
لڑنے ہور جھگڑنے ہیں ہنر ہے۔ اگر مرد ہے تو اپس سوں جھگڑ۔ دسریاں کا دنبال نکو
پکڑ، اپس سوں جھگڑیگا تو ہات ہیں آئے گا دل، کسی سوں جھگڑے گا تو کیا حاصل
ہر کس کوں ایک جاگا رکھے ہیں تجھے جھگڑنے سوں کیا غرض، یو خدا کے کاماں ہیں
لڑنے سوں کیا غرض۔ اسے کوئی واں رکھیا ہے تو وہ واں رہیا، تجھے اس سوں
لڑ دیکر کون کہیا۔ خدائی کے دعوا کرتا نہیں ڈرتا، آدمی نے خدا کوں کاماں سمج کر
چپ رہنا، کسے کچھ نا کہنا۔ بیچ اپنے خدا کے ادھر ڈھلے ہیں، برے کوئی
نیں سب بھلے ہیں، سب میں عشق ہے، سب میں عشق کی مستی ابلتی ہے، خدا کی
خدائیچ یوں چلتی ہے، جو آیا سو کچھ کچھ بولیاچ آخر پردہ کھولیاچ۔ بشریت کے
منزلاں جیتیاں یو چل کر آیا خدائیت کے منزل تلک، دل تلک۔ اتے منزلاں پو
بی کبھا دے وقت اسے گذر بی ہوتا ہے، خدائیت آئی تو کیا ہوا
بشریت بی اس میں چھپتی ہے، جاتی نہیں، بشریت بی ایک قسم کی خدائیت
ہے، دل کا طلب کدھیں اس پر بھی ہوتا ہے، یو راج ہی اس کا تمام کاج، اس
سوں آج نہیں اچھتا، جیداں بشریت کا محتاج نہیں اچھتا، یو ہور ہے اس کا خاصا
منزل ہے کتیں، یو اگر ہے تو ہے کئیں تو نئیں بادشاھاں رات دیس تخت پر
پر بیچ نہیں بیٹھتے اچھتے ہیں۔ اپنے محلاں میں بی سیر کرتے ہیں۔ سب انوچہ کا
ہے۔ ایو دل منگیا تو ادھر بھی رغبت دھرتے ہیں، وصل پہ کال پر اس بات
تی کچھ تصور نہیں آتا، بعضے لوگاں اندھلے ہوتے ہیں، یو تماشہ انوں تی دیکھیا
نہیں جاتا، یو ناداں ابیچہ رہیں گے بیکار بیکار، اندلیاں ہور احمقاں کے باتاں
کوں کیا اعتبار۔ اپنی خاطر کوں بیکار تے۔ جھک مارتے۔ یوں بادشاہاں کے
باتاں کا داب ہے، مفلوکاں.... کوں سننے کا کاں تاب ہے، کبھا دے وقت

چار حرام خوراں حرام خوری پر آتے ہیں تو بادشاہاں بی آزار پاتے ہیں، دے بھی بادشاہ سو بادشاہ سرزدر، مفلوک سو مفلوک حرام خور۔ جو عاشق کوں عشق جوش میں اگر خرد شش میں آگر جاتا ہے، اچھاتا ہے، اگر جوں عشق کمال کوں انپڑیا، یوں عرفاں بھی کمال کوں انپڑے، تو ہزار شفقت سوں جوں تیوں سنبھالتا ہے۔ عاشق، بد مست ہو کر بھرے شیشے کوں نیں پھوڑتا، جتیا مست اچھو جتیا بے خبر اچھو ہوشیاری کوں نپٹ نہیں چھوڑتا، ہم ہوشیار اچھتا ہم مست۔ یو حال ہر کسی نہیں دیتا، دست مستی اپنی اپیں میں سما کر رہنا، نہیں کنے کی بات، جاں نیں کہنا واں نہیں کہنا، عشق چھپتا نیچ، یو خلاصہ ہے اس کی ہستی کا، دے فرق اس میں ہستی ہور مستی کا، جو مستی آتی جیو پر لیاتی، جو عشق ہور عرفاں میں یاری ہوتی، تو مستی اس کو عین ہوشیاری ہوتی؛ جاں عشق ہور عرفاں ہوتے یک وجود، واں عالم آکر کرتا سجود، یو عشق ہور عرفاں کا وصال ہے، اما محال در محال ہے، بڑے نصیب اس کے جس پر یو حال ہے، اتنے پر بی عشق بادشاہ ہے اگر جوش میں آیاچہ تو آیاچہ، نیں سمایا تو نیں سمایاچہ، جو یو اپنی دادی[1] پر آتا ہے، تو سب علم اس میں سماتا ہے۔ غرض ایسے مست کوں عرفاں کمال درکار ہے۔ نیں تو ایسے مست کوں کچھ کا کچھ کرنا کیا بار ہے، عشق میں اتناچ منا، محرمت کی بات نامحرماں سکنے نا کنا نہیں تو عشق ہے، عشق کا سخن کہیا جاتا ہے، نہیں کہے تو کیا رہیا جاتا ہے؟ اگر یو بات جسے کتا ہے اسے فام ہے، تو اس بات کہنے میں بھوت آرام ہے۔ یکیں کے درد دل کوں یک نبیڑتا ہے، یکیں کی بات کا اثر یک کوں چڑتا ہے۔ دو دونوں مست، دو دنوں ڈلتے، رازاں کے پردے کھلتے۔ یکیں تی یک فیض پاتا، خدا خوش رسول کوں بھاتا، زاہد کوں نکو پلاؤ یو شراب، نہیں تو توں ہوئیگا خراب خلوت میں جو کوئی آتے ہیں، ایسی باتاں سو نجہ مارے جاتے ہیں۔

---

[1] داد

خلوت میں جو کوئی آئے ہیں ایسی باتاں سو نچہ مارے جاتے ہیں۔ خلوت
میں کا پیالہ بھار کے لوگاں کوں بلانے جاتے، پچھیں جیا کرنا
آپی کرتے دیکھا پاتے۔ اس مستی میں آکر آپے سد نا دھرے، تو کوئی کرے
ہر ایک بات سمج کر کہنا ہے۔ آپس میں اپے گرج کر کہنا ہے۔ منصور محبت میں مست
ہو "انا الحق" اس کی مستی کا ابال ہے، نہ کہ جوں یو نادانان سمجتے ہیں کہ منصور کوں
کچھ دو خیال تھا، انے حق بولیا، لوکاں اسے ناحق مارے جھک مارے،
دنیا میں احمق بہت ہیں، نا سمجھ کر ایسے کام کرنہارے، یو محبت کے پیالے
کے جلے تھے، یو محبت کی بے خودی کے الاٹے تھے۔ بندہ اگر آپس کوں سمجھ کر
خدا کہے تو بنیانے کی بات ہے، یا جھوٹ ہے یا دیوانہ ہے یا منی کی دھات
ہے، دیوانے کوں، جھوٹے کوں، مست کوں سمجھا جاتا ہے، نہ کہ دیوانے پر
جھوٹے پر خون لازم آتا ہے، بھوتاں نے اس محبت کی باٹ میں اپنا سر بھائے
اپنی جرات دکھائے، دلے قبول پڑیا سو منصور کا سر اس سر میں تھا کچھ سر۔ یو درد
درگاہ نہیں کہ یہاں کسی کا سر قبول پڑے، سر اپنا بلند ہوتے تو اس بلندی پر چڑھے۔ بیت
تا کہ از جانبِ معشوق نباشد کششے ؛؛ کوششِ عاشقِ بیچارہ بجائے نرسد

کہتے ہیں کتیک طالباں اپنے مرشد کوں پوچھے، اپنے سد کوں
پوچھے، کہ ظاہر کی صورت تماری دیکھتے ہیں اپنی باطن کی صورت ہمنا کوں دکھلاؤ،
دو مرشد کامل تھا، واصل تھا، صاحب دل تھا، بولیا کہ تمہیں جاں عاشق
ہوتے ہیں وہاں دونوں میں جو عشق ہور محبت ہے، ناز و نیاز ہور لذت ہور راحت
ہور مشقت ہے دو میں ہوں، منجے دیکھو، منجے سمجھو، منجے پاؤ۔ وے ہر ایک
نادان تی ہر ایک ناقص تی یو بات ٹک چھپاؤ۔ یو دو انا العشق کا مقام، عاشق
جانتا ہے، عابد کوں یو کاں فام، توں جانتا اس کا دو جانتا کہ تیرے پر عاشق

ہیں، تمہیں دو نوں بی میرے پر عاشق ہیں، یں ترساتا، یں تپاتا، یں آگ لاتا
یں جلاتا، اس جلنے یں کیا ہے سو دیکھ، اس تلملنے یں کیا ہے سو دیکھ۔ دو جلنے یں
ہے ہور جلتا نہیں، دو تلملتے یں ہور تلملتا نہیں۔ اے عاشق ہاے رہ رو! اوی نیک
تو کئیں دیکھتا ہے تو اس دیکھنے یں بی ایک شخص دیکھتا تو کسے خبر کچھ نہیں، سب
یہاں کچہ بیخبر ہو جاتے ہیں، وہاں کا کسی یں اثر کچھ نہیں، وو دوجہ ہے، جیکچہ ہے
سو یو چھپے، بعضے سب کوں ذاتیچ کر جانتے، سب کوں ذاتیچ کر پچھانتے۔
دے یہاں بات ہے، یہاں برو، یہاں شہ مات ہے۔ جوں ہمارا وجود ہی ہماری
سنگھات، تیوں ہے یو ذات ہور صفات، انکھی کوں دیکھ کتے تو دیکھتی، ہات کوں
کچھ لیا کتے تو لیاتا، پاؤں کوں بیٹھ کتے تو بیٹھتا، اٹھ کتے تو اٹھتا جدہر جا کتے ادہر
جاتا۔ ہات ہور پاؤں ہمارے ہیں، ہمنا سوں ہیں دے دو ہمیں نیں، یو سب ہمارے
فرماں بردار ہیں ہمارے حکم باج کئیں جاسکتے نہیں، اس دضاسوں، صفات تابع
ذات ہے، جو ہمیں ہور ہمارا ہات ہے، یوں کتے ہیں سب کہ الانسان بنیان الرب
جدہر ذات لے جاتا، ادہر صفات بی آتا۔ بندہ سو صفات خدا سو ذات، عشق
کوں خدا نزدیک عقل خدا کوں خدا بھوت دور عقل غائب ہے کر جانتی ہے، عشق جانتا ہے
کہ حاضر حضور ہے جو عشق کا غنچہ پھول ہو کر کھلیگا، تو اس پھول میں باس ہے سو خدا
البتہ ملے گا۔ بات کا عالم بھوت بڑا عالم ہے، کور باطن کوں اس عالم میں گزر کم
ہے، یو اپنے دل کا ریش دیکھنے کی جا گا ہے، یو خوب اندیشں دیکھنے کا جاگا
ہے، اگر کوئی چپ دیکھے گا آسمان، کیا سمجھے گا بچیارا، جو بات نا آسی ہمانے بیان
بات خدا کی ذات میں ہے، ظاہر باطن سب بات میں ہے، جو کوئی بات میں آیا
انے خدا کوں پایا۔ یو زبان سوں بولتے سو بی باتچہ ہے، ہور دل پر جو خطرہ
آتا ہے وو بھی باتچہ ہے۔ یو بات ہور جاگا اپنیچہ ہے۔ جو بات نہیں آئی ہمیں

چھپی سب خدا ئی - حیوان کا بھی یو چہ حال ہے، دے وہاں خطر کا چال ہے۔ ہور جیتی بھیتر کی ہے ذات، وہاں خطرا ہے نہ بات، بھیتر ہے جال لگن، دو تمام سن، زمین بہت بڑی اس میں نبی ہور ولی سمائے ہیں، جائیں گے بھی خاکیچہ میں ہور خاکیچہ میں تی آئے ہیں، اُسیچ میں تی نکلے ہور اسیچ کا نکلایا کھاتے، آخر جا نگے وہا نچہ ہی نہ کنیں آتے نکنیں جاتے - اما خدا کی شان ہور شوکت عدل ہور انصاف کی جاگا سو آسمان، اگر اِس کوں کچھ مشکل پڑے تو دل سوں آسمان پر جاتا، اگر خدا سوں عشق بازی ہے، ہم رازی ہے، خدا باج ہور طالب نہیں ہے۔ خدا سوں محظوظ ہونے منگتا ہے، تو خلوت دل ہے، دل میں آتا۔ سب چھوڑے باج دل میں رہیا نہیں جاتا، یو اسرار ہر کسی کنے کہیا نہیں جاتا، اس بات میں جیاں کی یاداں کو پڑے ہیں گھٹے، دیکھ میں اچھنے خاطر یو عالم سب سٹے۔ کتے ہیں کہ بات میں بات آتی ہے تو بات کہی جاتی ہے۔ وہی حُسن ہور دل کا گفتار، جو بات کتے کتے چھوڑی تھی اس ٹھار۔ القصہ:۔

نظر بولیا کہ اے بن کی پری، اے نادر سندری، اے دنیا کے سرگ کی ابچھر اے گنونتی گن بھری! توں دل لائی، تجھے بھوت بڑی ہوس آئی۔ توں جس بے دل کوں ان سہاتا ہے، دل کون بھی حُسن بھوت بھاتا، دے۔ دے میں کیوں تجھے دل سے ملاؤں، ہیں دل کوں کیوں تیرے کنے لیاؤں۔ میں تجھے کیوں دکھلاوں۔ یکایک کیوں لیایا جاتا ہے، کیوں ملایا جاتا ہے۔ فرد:۔

میرے کہنے تی آتا ہے جو میں لیاوں
وہ دل کیا اپنی بھاتا ہو جو میں لیاوں

دل کوں تیری کنے لیاتا ہے، سو خون جگر کھاتا ہے، یک پادشاہی

سلہ گٹے۔

کوں اٹھاتا ہے، یک پادشاہی میں ظل بہاتا ہے، کچھ عقل، کچھ تدبیر، کچھ ہنر کرتا ہے، عالم عالم کوں زیر و زبر کرتا ہے، سر کا خطر ہے، جیو کا ڈر ہے، عقل پادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ۔ حقیقت آگاہ، جو دل پادشاہ صاحب سپاہ کا باپ، انے دل بادشاہ کوں تن کے کوٹ میں اسیر کیا ہے کہیں نا جاوے کر تدبیر کیا ہے، نہ کدہر جان دیتا نہ کدہر آن دیتا۔ کہ دل عاشق ہے، جان ہے، کیا جانے کیا کرے گا کر دل میں گمان ہے۔ دل کوں تو اس باپ جتا ہے وہے بڑے جو کچھ کرتے ہیں اس میں بہت نفع ہے۔ فرد:۔

جو کوئی بندیانے کس کے سنپڑے
خدا ان حال کوں کون اسکے انپڑے

اس باپ کے حکم میں گرفتار ہے، اپنے بھاتے میں نہیں بے اختیار ہے۔ دل ہزار ہزار جاگا پھرتے تلملتا، وے وو باپ ہے کیا کرے گا باپ سوں کچھ نہیں چلتا ما، باپ، مجازی خدا انو کے حکم سوں کیوں ہونا جدا۔ انو دنیا میں لے آئے، انو پرورش کئے، انو بڑھائے، اور سوں بے ادبی کیوں کریا جائے۔ انو خوش تو خدا رسول راضی، انو خوش تو ہر دو جہان میں فتح بازی۔ انو کوں اپس نے راضی رکھنا، انو کی دعا لینا، انوں سوں ادب سوں چلنا، انوں کوں دعا دینا، یو بہوت ادب کی ٹھاؤں ہے۔ تو بچہ لگی خوبی ہے جو لگن سر پر انو کی چھاوں ہے۔ ماں باپ کی مہر دوسرے میں نا آسی، یو مہر کوئی دوسرے میں نا پاسی، کہما مکہ بڑا مدینہ سو ماں باپ، صبا اٹھ انو کا موں دیکھے جھڑتے سب پاپ۔ اگر خدمت میں اپنا جنم کھوئیگا تو بی ماں باپ کا اترائی کوئی کیا ہووے گا، ما باپ کی رضا میں چلتا ہے سو وہ ادب دار، بہوت نیک بخت برخوردار، وے اے نادار اس کٹھار بھی ایک بات ہے دو تیر بچہ ساتھ ہے، اس درد کا دارو سو

تو تجہ ہے، اس دریا کا اتار دسو تو تجہ ہے، اس زخم کے مرہم کا مایا تیرے پاس ہے۔ اس داغ کے ریش کا پھایا تیرے پاس ہے۔ اس بیمار کوں شفا تجتے آتا ہے یو نقصان نفع تجتے پاتا ہے۔ اس امید دار کی امید تو بر لیاتا، اس اس غم کشش کوں خوشی توں دکھلاتا۔ وقت پڑیا کسی کوں کام آتا بھوت بڑا ثواب، پیاسے کوں پانی پلانا بہت بڑا ثواب ہے۔ پڑے کوں اٹھا کر کھڑا کرنا بڑا دھرم ہے، ہے۔ نیچے کوں بڑا کرنا عین کرم ہے۔ ایسا کوئی تیک ہے جسے نیکی پیاری نہیں نیکی دنیا میں ضائع ہونہاری نہیں۔ نیکی جس ٹھار پڑیں گی، اس ٹھار نکلیں گی نکی پھتر پہ شیں گے تو پھوٹ کر بھار نکلیں گی۔ سب ٹھار کرتی یاری، نیکی قیامت کی چھڑانہاری، نیکی دشمن کوں دوست دار کرتی۔ نیکی سوں جن نے بدی کیا تو بیگیچ اسے خوار کرتی، جتیے دنیا میں آکر گئے، سو بیگیچ کر گئے نیکاں نے نیکی کرنا، دنیا میں نیکی نا بسرنا۔ مجے یو کام ہوتا۔

کرتی ہے تو سب کام ہوتا ہے۔ کیا واسطہ کہ آج برساں ہوتے ہیں قرنا گزرے ہیں جو دل کوں آب حیات کی پیاس لگی ہے، پیاس پکڑیا ہے محبت راسک راس پکڑیا ہے، بہت آس لگی ہے، اس آب حیات کی خاطر بہت حیران ہے، پریشان ہے اسرگردان ہے، نشان پوچھتا ٹھاریں ٹھار، کوئی نیں ہے اس آب حیات کا نشان دینہار۔ جو کوئی غم میں پڑ کر اسیر ہوتا، خدا جہ اسو قت آ دستگیر ہوتا ہے۔ اگر کوئی توں نزدیک کا آدمی دیوے گی میرے سنگھات، ہور دو جیوں آب حیات کاں ہے سو بولے گی بات۔ تو میں جا کر سمجھا کر، دل کوں تل میں رام کروں گا۔ تیری خاطر یو کام کردں گا۔ تیرا بی کام ہوتا ہے، اسے بی آرام ہوتا ہے، میرا بی نام ہوتا ہے۔

ف کوں ہے

کیسے ہے عقل اپنی ہور کیسے ہے ایتا فام
بھوت عقل سوں کیا ہے نظر یو دل کا کام

حسن دھن میں موہن جگ جیون، اک غلام دھرتی تھی کہ غلام اک پل میں مشرق ہور مغرب میں پھر آوے، آسمان زمین عرش و کرسی کی خبر لیا دے۔ بیگی میں بھوت مشہور، باد اس کی شرم حضور، صورت نویسی کے کام میں تمام۔ خیال اس کا نام چتر چوسار، حسن کا آئینہ دار، ہر ایک کام میں اس کا آڑ تھا، تعریف تھی کچھ پیلاڑ تھا۔ بیت:۔

دل کوں کوتی جا کو بیگ بولو بات
دل ملیا ہے انال آب حیات

بارے حسن دھن، من موہن کنے ایک یاقوت کی انگشتری تھی، اوس آبحیات کے چشمے پر مہر کری تھی۔ حسن حور نے انکھیاں کے نور نے، دل کوں بلانے خاطر وو انگشتری دی خیال ہور نظر کے ہاتھ، اپنے جیو کی جو کچھ تھی سو بولی بات، کہ آب حیات کا یہ مہر نشان ہے، لے کر جاؤ، دکھلاؤ ہور دل کو مجھ لگ جیوں تیوں لے کر آؤ۔ کہ وہ طالب ہے، آب حیات کا اشتیاق اسے غالب ہے۔ آب حیات کی یو بات سن بہوت آرام پادے گا۔ البتہ البتہ آدے گا۔ بیت:۔

حسن یوں منگتی ہے جو دل کوں بھلاے
دل بھولا بھولیا سو کیوں نا آتے

خیال ہور نظر حسن کنے تی رضا لے کر، دعا دے کر تن کے شہر کوں چلے، دونوں عاشق، دونوں جلے۔ کیتک دیاں کوں چلتے چلتے تن کے شہر میں آئے، دل بادشاہ صاحب سپاہ، ظل اللہ کا دیدار پاتے۔ نظر یو خوش خبر لیا، تسلیم کر گزریا۔ سو قصا بیان کیا، حال حقیقت جو کچھ تھا سو

سب عیاں کیا۔ فرد:۔

دل خوشی میانے آج بہوت آیا
دل نے مقصود آپ نے پایا

دل نظر کوں اپنا ہم راز کیا بہوت سرفراز کیا، ہزار ہزار شاباشی دیا۔ گلے لایا۔ کہیا کہ مرداں جو ہیں سو ہمت کرتے ہیں، جیوں بولتے تیوں کرتے ہیں، ہمت دھرے تو یوں دھرنا، کچھ کام کرے تو یوں کرنا۔ فرد:

خبر معشوق کا جو کوئی لیا دے
وو بی معشوق آدھا کیوں نہ بھاوے

دل رو رو کر، ہنس ہنس کر پوچھ پوچھ بات پوچھیا۔ کتینک وقت لگ پوچھ پوچھ کر پوچھ بات پوچھیا۔ اس کا بس ہوئے تو سارا دیس ساری رات، پوچھتا اچھے پوچھ بات۔ جیا نقل کہے کھول کھول، دل کہے کیوں کیوں پھر ا بول پھر ا بول۔ عاشق کنے جو معشوق کے موں کی بات آتی ہے، او وایک بات لاکھاں پاتی ہے، اس کی لذتاں کہوں کہی نہیں جاتی ہے۔ من ذاق عرف یعنی چاکھی سو جانے، نہیں چاکھیا سو کیا پہچانے۔ نظر سوں اس دھات بول یو بات بول، حسن دھن، من موہن، محبوبی کا گلشن، جگ جیون کے خیال کوں، اس خبر دہندہ وصال کوں، انگے بلایا بہت خاطر داشتی کیا، بہت سمجھایا، تقوا دیا آخر خیال ہور نظر دونوں مل کر، یک دل کر، وہ یاقوت کی انگشتری کا نشان کر اس پری نے اس حور تی عالی استری نے ان گنونتی گن بھری نے دی تھی سو دل کے ہاتھ میں دیئے، خدمت اپنا مُجرا کئے۔ دل وو انگوٹی دیکھ چوم چاٹ سر چڑایا، کہیا بارے کام یہاں لگ[1] آیا، میں اتال اپنی امید پایا۔ یو باتاں ہوئے پچھیں

---

[1] لگن۔

بوجھکاتیاں ہوئے بجھیں، نظر نے، صاحب ہنر نے، جیو کے جگر نے، خوش خبر
تے بولیا کہ اے دل بادشاہ، صاحب سپاہ، عالم پناہ ظل اللہ حقیقت آگاہ
اپی مشقت اپی محنت میں اس خاطر کیا کہ توں پچھانے، توں مجھے مانے، میرا اتھا
سو یں کیا، اتال تیرا توں جانے، آصف نے ایسا کام سلیمان کی خاطر نہیں کیا
بلقیس کے باب، تو صاحب تھا، اس عشق میں بڑی بے تابی دیکھ میں ایس پر
قبول کیا یو عذاب۔ اے دل بادشاہ، عالم پناہ توں جس کی خاطر تلملیا، میں
تجھے دیکھ جلیا، توں اتھا بے تاب، بے دل، بے آرام، میں نفر تھا مجھے
آسودگی ہوئی حرام۔ نفر کیتے تو کیا سب نفر ہوئے، سیچ اصیل سیچ معتبر
ہوئے، نفر ہونا کچھ جدا ہے، جو کوئی نفر ہے انوں کوں سمجھے گا انگے خدا ہے
نفر نفر فرق ہے سب کوں برابر نکو دیکھ، ہر ایک بندگاں خدا ہے سیر نکو
دیکھ، جس نفر تی کچھ خوبی ہو آئی، ظاہر نفر، باطن دو بھائی۔ خوب نفر
کوں کہاں ہے جوڑا، جتنا اسے دیئے اتنا تھوڑا۔ مال خوب نفر کوں دیتا
خوش حال کر۔ کتیا کوئی رکھے گا صندوق میں گھال کر۔ جس نفر کی خدمت بادشاہ
کے دل میں جمی، اس نفر کوں مال کی کیا کمی؟ کہاں آگ کا شعلہ کہاں برق،
میرے کام کوں ہور دسریاں کے کام کوں زمین آسمان کا فرق۔ صاحب
سمجھو کر نفر کوں ہاتھ پکڑے تو نفر کا ہووے نام، کون جاکر کس بادشاہ خاطر
کیا ایسا کام، ساری بادشاہی تھی وے یو کام کوئی قبول نیں کیا، میں قدم
انگے رکھیا، جیو پر ہور کھیلیا، میں یو کام اپنے سر لیا۔ مرد وہ جہاں سب ڈرتے
وہاں نہ ڈرے، مرد وہ جو کوئی نہ کر سکے سو کرے۔ دل بادشاہ، عالم پناہ
صاحب سپاہ نے بولیا کہ اے نظر اے پر ہنر، جو کچھ بولتا ہے سو خوب
بولتا ہے، بہوت خوب بولتا ہے، دل کی گھڑیاں کھولتا ہے۔ یو نچہ ہے، جوں

توں کتا سو تجہ ہے۔ میں بی جانتا ہوں، نفر کوں پچھانتا ہوں، جیوں تیرا منگتا ہے دل ندو دیکھ تیری مراد ہوئیگی حاصل۔ تو دانش مند دانا دور اندیش بہوت راست ہے، مال کیا تجتے زیاست ہے، سچ کتا ہے مال خرچ کرنے کوں ہے نہ کہ خالی صندوق میں بھرنے کوں ہے۔ مرد وو جو خدا دیا سو مال اپے خرچے، اپنا ناٹوں جگا دے، نہ کہ یو مال چھوڑ آدے تا ہور کوئی آدے۔ ہور کوئی کھایا ہور کوئی اپنا ناٹوں کیا تو اسے کیا حاصل۔ میں سمجھتا ہوں اتنا اس بات سے نہیں ہوں غافل۔ خدا دیا سو مال اپنا آپے کھانا۔ ہور اپنا ناٹوں آپے جگانا۔ جو کوئی جوڑتا ہے سو ہور کس کی خاطر چھوڑتا ہے، گناہ گار ہور بدنام یو کھوتا ہے۔ مال سو میانے میان ہور کوئی کھاتا۔ کھانہارے کھا کر جاتے، خدا کے پوچھ بچار سب اس پر آتے۔ کدھر کدھر کا حساب۔ کاں کاں کا بچارا دینگا جواب، اپنا اپے ناکرنا نقصان۔ شرم حضوری خود را زیان۔ حساب کا بل سب کسے بھاتا، ملاحظہ کام نیں آتا۔ کس مفلوکاں کا تو کیا نیوے گا، تیرا جواب کیا خدا کوں ہور کوئی دیوے گا۔ یہاں سب بھلا کر کھانے آئیں گے، وہاں کوئی کیا میانے آئیں گے؟ نفسا نفسی کھڑے گی، اپنی اپنی پڑے گی، میں پوست کندہ کتا ہوں فاش، جاں ایسے دوست ابھینگے، وہاں دشمن کیا قماش یو بات سن آدمی جھلے، ایسے دوستاں تی دشمن بھلے۔ دشمن تو نہ تجہ ہے راستہ پاک — دوست ہو کر دشمن تی زیاست کرتے ہلاک۔ توں اگر اپنا دوست ہے تو دشمن سوں پچھان۔ گمان کیا خاطر رکھنا میانے بیان، توں اپنی حد پر چل جو دوسرے بھی اپنی حد پر آدیں، اتنے بی میٹھا نہ ہونا جو مکھیاں توڑ توڑ کھا دیں۔ بھلا آدمی کچھ کرتا تو یو کچھ کوں کچھ پاتا۔ کرتیاں کوں سکت نہ دیئے تو موں چاٹتے آتے۔ جو کوئی ہیں ملوک، جیاں سوں دیسے کرتے سلوک، نفر ہزار ہزار بار

ہو تو بی صاحب نے اپنا داب رکھنا اپنا حساب رکھنا۔ توں حساب ٹکو چھوڑ، یہاں نکو جا طرہ کہ خدا بولیا۔ دمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ۔ جاں صاحبی تیری ہے جان دھرو ہے کتاب ہے، وہاں ذرّے ذرّے کا حساب ہے، لوکاں کھا کھا کر جاتے تغادے اس پر آتے۔ بوعقل نیں دیوانگی، یو عقل نیں نادانگی ہے۔ عاقل ہو کر کوئی دغا کھاتا ہے، جان کر کوئی اپس پر بلا لیاتا ہے۔ اپنے مال کی خبر لینا فرشتہ ہوا بھی حق تی زیاست نہ کھانے دیتا۔ نفراں کھا جائیں گے نفراں کا کیا جاتا، خدا رسول کا بول صاحب پر آتا، جیوں خدا دیا تیوں لینا بھی جانتا ہے، کسے کچھ دیتے بھی جانتا ہے۔ اگر ایک نہیں دیتا تو دوسرا آگر دیتا، اپے عقل ہیں کم جانا بتا، اپس کوں بی خدا بڑا کیا ہے، بھوت کچھ دیا ہے۔ اے بی بھوت کچھ دینا بھوت لینا۔ خدا کیا ہے کہ دنیا ہیں دس آخر کون کتر، یہ خدا کی بات ہے اسے تو نکو کتر۔ تجہ ہیں بھوت ہے گن، کسی کا یو بی بول سن دنیا دو دیس کی مہمان، ٹھیک پچھان۔ نام کرلے، کچھ کام کرلے۔ بی کیا فر یادے گا، بی کیا تو کرنے آدے گا۔ رہیا سوانگن ہور کا ڈیرا، جو کچھ تو لیا سو تیرا۔

بارے القصہ نظر نے حسن کو دیا تھا خوش خبر، دل کا دل تازا ہوا بلکہ تاتما تر۔ دل کی دل ہیں بھری تھی آس۔ اس یاقوت کی انگشتری تی آنے لگی آب حیات کی باس۔ دل کے دل ہیں جیو آیا۔ خیال کو نزدیک پایا۔ پوچھا کہ توں کیا کام کرتا ہے، کیا ہنر دھرتا ہے۔ بیت :۔

اے یار آدمی آئے اگر یار پاس تی
پھر پھر کے بات اُس سوں کرے عاشق اُس تی

دو بات بہوت سوادھری، جو بات دو نار کری۔ جیوں جیوں منتی

لہ صاحب۔

تیوں تیوں بھاتی، جیو میں ہزار ہزار خوشی لیاتی۔ معشوق کنے کا جو آدمی آتا، دو بہوت بھاتا، اس پر بی بہوت پیار آتا۔ معشوق بول بھیجے سو باتاں دل کا دلاسا ہے، یو باتا پھر پھر پوچھتا، پھر پھر سنتا عاشق کا فعل خاصا ہے جہاں جیو لگتا وہاں ان باتاں تی جیوں نہیں بھگتا۔ بارے خیال بولیا کہ میں نقاش ہوں، صورت نویسی میں میرا ناؤں ہے۔ بچتر ہوں، چتر چتر نا میرا کام ہے۔ ایسا چتر چتر چتروں جو دیکھے سد نا رہے، جو کوئی دیکھے۔ شاباش شاباش کہے۔ بیت :-

خوش خیال نے ایس کے ہنر کی صفت کیا
عاقل اتھا تو جیو بھلا نے یو گت کیا!

دل کہیا کیا چتر نا سو چتر، دیکھیں تیرا ہنر۔ خیال خوش حال ہو کر ہات میں لے قلم، اسی دم، من موہن کی صورت، جگ جیون کی صورت حسن دھن کی کی صورت، لکھ کر دکھلایا، دل دیکھتیچ اس حسن کی عجائب صورت پہ من ہر مورت پر عاشق ہوا دو نقش بھایا۔ اس نقش کوں جیو لایا سد کھویا بد کھویا آہ نالے بھرنے لگیا دیوانی دیوانی چالے کرنے لگیا۔ عقل سٹیا ہیچ ہوا، کچھ تھا سو کچھ ہوا۔ طاقت گئی، صبوری نہ رہی، بے خواب ہوا، بے تاب ہوا معشوق میں ایتی دوری عاشق میں کاں کی صبوری نیندن کھے حسن حسن بوجھ لگی تھی اس کو دھن

بیت :-

بہت بے تاب ہے دل، دل منے کچھ تاب نیں اُبریا
جگر میں لہو کہاں کا لہو کی جاگا آب نیں اُبریا

بارے آخر خیال یو رنظر سوں بچار کر دل شہر دیدار کا عزم کیا عزم جزم کیا۔ اس وقت دِل پاس ایک وزیر تھا وہم اس کا نام، دہم

اس کا کام، برہم اس کا نام۔ فرد:

نزدیک دل کے تو دل کا مراد سب آیا
یو دل کے کام منے دہم آخلل بچایا

ان نے سنیا کہ دل اتال جاتا ہے، آپ دل بھاتا ہے، ایسا اندیشا اندیشا اپی مارتا اپنے پاؤں پر تمینا۔ خیال ہور نظر کی بات کوں لگے گا، تو کیا ہمارے ہات کوں لگے گا۔ بہو تیچہ پکڑیا ہے اضطراب، آخر ملک سب کریگا خراب۔ پروا نہیں کرنا تاج ہور تخت کا، کیا جانے کیا لکھا ہے بخت کا، بیگ بیگیں عقل بادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ صاحب سپاہ کنے جا کر جیولا کر ان چور نے ان حرام خور نے چاڑی کھایا، پچپاڑی کھایا۔ انکھیاں میں پانی لیایا، سب کھول کر کہا مایا کہ نظر جو تن کے شہر میں تی تائب ہو گیا تھا، غائب ہو گیا تھا کیا جانے کاں رہیا تھا سو اتال آیا ہے، فتنہ اچایا ہے۔ عشق بادشاہ عالم پناہ کی بادشاہی میں تی ایک گھر گھالو دغاباز خیال نام نقاش کوں سنگھات لیایا ہے۔ یو دو نیچ جنے مل کر منگتے ہیں۔ جو دل کوں دیدار کے شہر کے ادھر لیجاویں، اس بھرے شہر میں کچھ فتنہ اُچاویں۔ تن کے ملک کوں خراب کریں ایک بلا لیاویں، لشکر سب بے خبر، کون جانتا ہے کس میں کیا ہے مکر، مبادا کی بلا آوے۔ یو ملک ہمارے ہات تی جاوے۔ اس بات کوں نکو تاخیر کر، بیگیچ کچھ اس کی تدبیر کر۔ جو کرتا ہے سو کر آج، کچھ کھلا بڑا ہوا تو پچھیں کیا علاج۔ نیئں تو دہیچ مرہٹی مثلا ہوتا، بھوت جھیا جھیل جھیلا، بیل کی لا مکھی زمیوں پاکیلا ہور فارسی میں بھی بولیا ہے، سمجھایا ہے مرد (مصرع) کہ علاج واقعہ پیش و قوع باید کرد۔ ایسیاں تی بہتیاں کا گھر گیا زر گیا۔ نہ نانوں نہ نشاں رہیا۔ اگر کچھ دل میں برائی لیاوے تو

کیا عجب، ہمارے لوکاں کو ہمارے ستی پھر تو کیا عجب۔ جو کوئی اس مکر سوں جا کر اس مکر سوں پھر آوے گا وو کیا ایسے کاماں تی پچھیں جاوے گا۔ میں کتا ہوں تجے، توں تو عقل ہے، دِسے مجھے یوں دِستا کہ آخر کچھ خلل ہے یوں نظر کا آنا جانا، یو خیال کوں سنگات لیانا، یوں دل کوں پھسلانا، ہور یو زمانہ، خدا خیر کرے، کسی سوں نہ بیر کرے مجھے کچھ دھر گت نیں دِستا کچھ گت نیں دِستا۔ میری فکر میں یو درست نیں آتا، مجھے نہیں بھاتا۔ میرے بول بہت تتے، وے دانایاں کے دل میں رہتے۔ باقی سب ٹکڑے کے گتے، جو صاحب ہے تو ہوئے صاحب ہوئے صاحب کتے خوش آمدی کا ایک بد، اے عقل بادشاہ میری بات جان پچھان کہ عشق بادشاہ آخر تجھ سوں لڑے گا، تجھ میں ہور عشق میں کچھ قضیہ کھڑ یگا کام مشکل پڑے گا۔ توں راجوٹ کر عشق سوں صلح کیا ہے۔ عشق نے تجھے بھاگ بھروسا دیا ہے۔ قول و قرار ہے کرتا ہے، تمہارے میانی میان پروردگار ہے کر کتا ہے، اپنی محبت اپنی ہمت کر دکھلایا ہے، بہت اخلاص میں آیا ہے۔ پادشاہاں میں یو بی ایک جنس کا مکر اچھتا ہے اس شکر میں زہر اچھتا ہے۔ خوب اگر یو قول قرار ہے اس قول میں ہول نہیں تو واہ واہ اس تی کیا خوب، اس تی کیا بہتر، و اگر اس میں کچھ ہور فکر ہے تو نعوذ باللہ خدا پناہ دیوے۔ آدمی بچیا کدھر کدھر۔ خدا کرے جو یو قول و قرار اچھوا اس کا یو نجہ پیار اچھو، یو نجہ دوست اچھو، دائم دوست دار اچھو۔ غرض نامراد کیا منگتا ہے مراد۔ اڑیا کیا منگتا ہے امداد۔ جس پر مشکل ہے اسے کیا ہونا ہے آسانی بقول اہل ہند پیاسا کیا منگتا، پانی۔ دانا کی تدبیر بہت دور جاتی ہے۔ مجے یہاں بڑی فکر آتی ہے۔ مقصود لیاں محبت لانے کیا ہے، خدا جانے کیا ہے، ڈھنگی دانش کا ادھل بدکوں جانے کہاں دِستا ہے۔ اجھوں مقصود ابین

خوف و رجا دستا ہے۔ دانا اتا دور دیکھتا ہے کہ ہر کسی کی عقل کی نظر وہاں کام نہیں کرتی، ایکیچہ بات میں ہزار منزل ہے فام نہیں کرتی۔ کہے ہیں اہل فہم کر دل میں بادشاہاں کا بہت اچھنا سہم۔ بولے ہیں اہل سلوک کہ، لا وفا للملوک، جیوں شراب کا اثر تیوں بادشاہ کا پیار، ایسے پیار کوں کیا اعتبار، تل میں اترے تل میں چڑے، ایسی جاگا ہوشیار اچھو گئے ہیں بڑے۔ ایسے پیار کوں نہ پتیانا، ایپر پر مغرور ہونا جانا۔ چڑھتے وقت وو خوشی ہور اترتے وقت یو جفا، نعوذ باللہ آدمی کی ذات تل میں سینا ہوئے خفا۔ آدمی کا دل سو کتنا، جو سو سے جفا اتنا۔ آدمی ہور یک دم، اس پر بھی ہزار ہزار غم، بادشاہاں کوں کس کے غم کا کیا خبر بلکہ عالم کا کیا خبر جوں حافظ کتا ہے۔ بیت

خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینے را چہ غم

گر زخار و خارہ سازد بستر و بالیں غریب

جو کچھ بادشاہاں کے دل پر آتا، وو کس تی رکھیا نہیں جاتا۔ جو آگ پر بارا چلتا تو سو کا ہور گیلا مل جلتا، شراب کا نتیجہ آخر خماری ہے، ہلاکی ہور خواری ہے۔ اس مستی کا وقت تو بی میسر نہیں آتا، پچھیں خماری کے کھینچا کھینچی تی جیو جاتا۔ جو کوئی نیک ہے، اسے سمجھنا واجب ہے دنیا کا بد، جو فارسی میں کہیا ہے کہ ایں محنت بآں راحت نمی ارزد۔ ایسی مستی سوں ضرور ڈرنا لگتا ہے، بھوت حذر کرنا لگتا ہے۔ آسودگی سوں جینا ہور تھوڑا کھانا بھوت غنیمت ہے، اگر کوئی سمجھے گا تو اس بات کا مانا بھوت غنیمت ہے۔ بھوت کھا کر یو دکھ بسانا، آدیچہ تی تھوڑا کھانا۔ توں بھوت کھائے کر بھوت مرتا ہے، دے بھوت کھانا کیسے جرتا ہے۔ مست ہتی پادشاہ ہور باگ، یو تینو بھی ایک جنس کی آگ۔ اس آگ میں پڑے سو تھوڑے کوئی سلامت بھار آئے، بھوت جل راکھ ہوئے اس ایکیچہ میں سمائے۔ آگ کی جنس لگ غافل

ہوئے تو جا بچےگی، راک کر کرا اچھا بچےگی۔ زور آور کا پیار، گھڑی میں پھرتے میں بار۔ پادشاہاں اس دنیا کی خاطر اپنے باپ ہور بھائی تی نیں گزرتے، اتاں دسریاں کاانوں کوں کیا ملاحظہ دوسریاں سوں قول و قرار کیوں کرتے، دانش منداں اندیشہ اندیشتے بھوت دور، ہور حدیث یوں ہے کہ "الدنیا کذب لایحصل الا بالزور"، یعنی دنیا جھوٹ ہے ہور جھوٹ بغیر ہاتھ نہیں آتی، یو حدیث تو فکر کوں کہیں کا کہیں لے جاتی۔ اس ٹھار عاقل کو عقل کوں قرار نہیں ہے، یو امین رہنے کی ٹھار نہیں ہے۔ خدا یو کام راست لاوے، اکسے کسی کے بھاندے میں نا بھاوے۔ جیتی دوستی جیتی یاری اچھے تو بی، جیتی محبت، جیتی مروّت جیتی دوستی جیتی یاری اچھے تو بی، جیتی محبت، جیتی مروت جتی دل داری اچھے تو بی ملے اپنی جاگا بھوت ساوَ جیت رہنا۔ جو کوئی اپنی دوستی دکھلاوے تو اپے بی دوستیچہ ہی کہنا۔ جوں حافظ کتا ہے سگھڑ جیتر سجان غیب کی بات بولن ہارا، "با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا" موں پر بھیتیچہ دوستی دھرنا، موں پر اس تی بھی محبت کیاں چار باتاں نریا پیچہ کرنا اس کے اودھرتی خوب آتا، نو ہمارے ادھرتی بی خوب آتا، نہیں تو چار باتاں کرتے ہمارا کیا جاتا۔ فرد:۔

دل را بدل رہےست درین گنبد سپہر
از سوئے کینہ کینہ وا از سو مہر مہر!

مقصود جاں اچھوتاں، دے موں پر اہاں کوں ہاں۔ غرض اپی اپنی سمجھ سوں اچھے تو برا نیں ہے، اپنا تمام کام سمج سوں اچھے تو کچھ برا نیں ہے ہوشیاری مرداں کو بھوت پیاری جوں دکھنی میں چلیا ہے کہ میاں متے دنیا میں رہتے، ہاں کوں ہاں کی نیں سکتے۔ اس گردش فلک میں کیا جانے کیا ہوتا، ایک پلک میں کیا جانے کیا ہوتا ہے۔ یو بھی بات سنی اچھےگی شاید، شب حاملہ

است فرداچہ نمائند۔ نفر کیا منگتا۔ صاحب کا ظفر، صاحب کا فتح ہوئے تو مراد کوں انپڑے۔ جتی فکر صاحب کوں ہے اُس تی زیاست فکر نفر کوں اچھنا ایسا نفر گھر کی نگہ داشتی کرنے کوں اچھنا۔ گھر کی خاطر صاحب کوں غم کیا مانا گھر کے دھندے بدل صاحب پر کم کیا مانا۔ بھار کے بڑے کام کوں اچھنا ہے صاحب کوں فکر کچھ زیاستی مال ملک ننگ و نام کوں اچھنا ہے صاحب کوں جو گھر کے دھندے کا ذکر بچھیں ننگ و نام کی کون کرتا فکر صاحب اے آسودہ اچھنے نفر کوں ملاتا صاحب یچ دھندے میں پڑیا تو نفر کیا کام آتا۔ بھکٹ کھا، نہیں سو تغادے لیاتا۔ ایسے نفر بی کے ستر عیاری نفر ایسے نفر بغیر سرے گا نہیں اچھنا تو بلا کے کوبی کیا کریگا۔ ایسے نفر کوں چوے میں بھاؤ۔ ایسے نفر کوں آگ لا جلاؤ۔ نفر کوں کچھ فرا اچھنا۔ نفر کوں ہر ایک کام میں ظفرا اچھنا۔ نفر تی کام کا نیک کام، نفر تی صاحب بدنام، جو نفر نفرائی نیں سمجھیا اس نفر تی کیا ہووے کام۔ صاحب کوں صاحبی سہانا بہت مشکل ہے، نفر کوں نفرائی آنا بہت مشکل ہے، صاحب دو یہچ جسے صاحبی کرنی آتی، نفر وہیچ جو کر جانتا نفرائی ـــ ور رام" جیسا صاحب آوے تو ہو وقت جیسا نفر پیدا ہووے، دریا ہو کر بیٹھے کوئی تو وہاں آنے گوہر پیدا ہووے۔ صاحب نے صاحبی پر کوئی بول نہ دھرے بی نفرائی کی جھڑتی لینا۔ جو صاحب ہے دو یوں چلنا جو اپنی صاحبی پر کوئی بول نہ دھرے۔ صاحب جو صاحبی کرنا نا جانے تو نفر کیا کرے۔ صاحب نے نفر کا دل ہاتھ لینا ہے، جوں جوں نفرائی دسے تیوں تیوں کچھ دینا ہے۔ تا نفر کچھ اُس بکٹے۔ ہر ایک کام کا ہوس پکڑے، نفر تی کچھ کام ہو آوے، صاحب کا بی نام ہو آوے۔ جو اتنے پر بھی نفر نفرائی پر نا کرے قرار، تو ایسے نفر کوں جاں پانی نہ ملے واں گردن مار۔

القصہ عشق بادشاہ سوں صلح صلاح کئے ہیں کرنے غم نہ اچھنا، ہر چند

بھاگ بھروسا کہتے ہیں گر ہے غم نہ اچھنا، اپے اپنی جاگا کم نہ اچھنا بہت ہشیار اچھنا، درہم نا اچھنا، تیرے پاس بی صبر و شکیب طاقت و قرار، آرام راحت، نشاط آسودگی، فراغت، آسائش، خوشدلی خوش خرمی، عیش عشرت، بہجت، شادمانی، بے غمی بہت خوب وزیراں ہیں۔ صاحب ہمت، صاحبِ دانش۔ صاحبِ رائے، صاحبِ شمشیر صاحبِ تدبیراں ہیں۔ اینوں کا دل ہاتھ ہے، انوں کی منہ کی بات ہے۔ انوں سوں قول و قرار اچھے۔ اینو کو یک وقت کر کے یار اچھ، جو تیرے دل میں ہے اس پر ایسی کوں اختیار کر اچھ، عشق بادشاہ بہت ہے ورزور۔ تیرا عالم کچھ ہور۔ ہوتا ہے تقدیر کا کرنا۔ وے مرد تدبیر نا بسرنا۔ جتے دنیا میں آئے انوں میں دو جنیاں نے حیفی کھائے۔ جنے جان کر غفلت میں پڑیا کچھ نیں کریا، جنے اچھ کر نیں کھایا کسے کچھ نیں دیا۔ یو دنیا ہے سو عین لینا ہے لوگاں کتے عین دیتے ہیں، دینے میں لیتے ہیں، دنیا دو دیس کی کچھ دنیا لیناچ کام آوئے گا۔ کسی کوں کچھ دیناچ کام آوے گا۔ حدیث بی یوں آئی ہے کہ ”السخی حبیب اللہ و لو کان فاسقا والبخیل عدو اللہ و لو کان زاہدا“، یعنی سخی اگر فاسق ہے تو بھی خدا کا اس پر پیار ہے، ہور بخیل اگر بیر عابد ہے تو بی اس تی بیزار ہے۔ جھاڑ کوں پھل ہونا پھول کوں باس، جس جھاڑ کوں پھول نہ پھل اس جھاڑ کی کیسے کیا آس۔ دو جھاڑ ایچ نراس۔ کون آویگا اس جھاڑ پاس۔ دو جھاڑ کسے نیں کام آتا کیا تو جلانے کام آتا۔ آگ لانے کام آتا۔ جس ہات میں سخاوت نیں سو ہات ہے، نہ دو ہات ہے۔ جس دل میں ہمت نیں سو دو رگ ہے، نہ دو دل ہے۔ جس نظر میں اثر نیں سو پتھر ہے، نہ دو نظر ہے۔ فلانے کی فلانے پر نظر ہوئی کتے دو نظر کا

لہ آج

ہے۔ ہر کسی اس نظر کی جز کاں ہے۔ دل کوں دریا کتے ہور قطرہ جوش نئیں کھایا کھاتا۔ بات کوں بادل کتے ہور جند بہار نمیں آتا۔ بات کوں موتی کتے ہور کوڑی کا کام نہیں کرتی، نہ یا بیچ بات موتی جو موتی کا قیمت دھرتی۔ گیے کچھ دینا کتے سو اول بایتچ دینا ہے۔ اس بایتچ میں مانک موتی لینا ہے۔ جس بایتچ میں دریا ہے، اس میں سب بھریا ہے۔ سامری نے موسیٰ کا دین پھرایا، مسلمان ہوئے تھے سو لوگاں کوں کفر میں لیایا، تو اسوقت موسیٰ نے سامری کوں بد دعا کیا، خدا کوں خوش نہیں لگیا۔ خدا انے موسیٰ کوں منا کیا، کہ دو سخی ہے اسے بددعا نکو کر، اس بد دعا کرنے اگرچہ ان خطا کیا توں اسے خطا نکو کر، درگزر، یہاں تی معلوم ہوتا ہے کہ سخی پر کسی کی بد دعا چلسی نا، سخی دشمن کے ہلائے ہلسی نا، سخی سخاوت کی دریا میں ہے کسی کی آگ سوں جلسی نا۔ سب میں بڑی عبادت سو سخاوت ہی جس میں سخاوت ہے اسیچ میں شجاعت ہے۔ سخاوت نا اچھکر اگر کوئی شجاعت کی بات کرے تو غلط جاننا ہے، شجاعت سخاوت سوں پچھاننا ہے۔ شوم کو سخاوت کا لذت معلوم نیں اچھتا، شجاع ہرگز شوم نیں اچھتا۔ شجاع جیو پر میں نظر کرتا سو زر پر کیا نظر گا، شجاع اپنے ناؤں کا عاشق ہے دو سیم و زر کا کیا کریگا۔ دنیا مہمان ہے کیا تماش سیم و زر، یو سیم ہور زر صدقہ ہو ایک تل کی خوشی پر۔ اپے گئے پچھیں ہیکا جائے گا وو نا ؤں جاسی نا، ناؤں کام لوے گا ہیکا کام آسی نا۔ سخاوت بہت بڑی لبست ہے کہ جان سخاوت ہر دو جہان کا بہشتی وان، سخاوت میں دین، سخاوت میں دنیا، سخاوت میں ایمان، اس دنیا میں دو دیس خاطر اپنی سورات دھرتا۔ کچھ آخرت کی فکر نیں کرتا۔ وو دا ابد الآباد کی ٹھار ہے، یہاں تی وہاں جانے کیا بار ہے

یو بات ہے۔ جیوں لوگاں آتے ہیں تیوں چلی جاتے ہیں، جیسا یہاں کرتے ہیں ویسا وہاں پاتے ہیں۔ یہاں اچھکر تچ اپنا گھر وہاں بندھنا ہر ایک دیس تحقیق یہاں تی وہاں جانا ہے، ہمیں یہاں آئے ہیں وہاں کے کچھ کام کرنے خاطر۔ یاں اچھ کر وہاں کے کام ڈام کرنے خاطر۔ جنے یو فام کیا انے کچھ کام کیا۔ عاقل پر اتنا سمجھ کر کچھ نا کرنے تھی، بہت کچھ لازم آیا ہے یا جاہل ہے یا شیطان بات ماریا ہے۔ یا دیوانہ ہے یا حضرت پر ایمان نہیں لیایا ہے۔ نہیں تو کیا معنی دھرتا ہے اتنا عقل دھرے سمجھے ہور نہ کرے۔ جو کوئی عین جاگا پر دغا کھائے، جتنا عقل اچھے تو بھی اسے عاقل کہیا نہ جائے۔ اگر تجھ میں کچھ پچھان ہے تو تیرا نفس یچ تیرا شیطان ہے۔ سینے میں شیطان، کیوں آوے یا درحمٰن۔ اگر انسان ہے تو اپس کوں ہور اپنے شیطان کوں پچھانے، یو دشمن اسے دوست کر نہ جانے۔

القصہ زور آور سوں لگیا ہے کام، اتال یہاں بہت ہونا عقل بہت ہونا قام۔ زور آور کوں زور سوں نا ہنکارنا، زور آور کوں ہنر سوں مارنا۔ اتا لیچہ تی کچھ سمجھ کر اپنا لشکر سج کر کیا ہوا جو یا نچہ لاک جوڑے۔ کام کے لوگاں بہت تھوڑے۔ کام کے لوگاں کیا بات بڑے ہیں، کام کے لوگاں کیا بازار میں پڑے ہیں۔ کام کا آدمی ہزار میں ڈھونڈے تو ایک ملتا۔ اصیل یک بڑے پانچ پر ملتا، وے عزت بہت منگتا۔ حرمت بہت منگتا۔ جو اہل ہے اسکے انگے بو کھانا پینا سہل ہے، بھلے لوگاں کی بوجھ ہے گت۔ فارسی موں کہتے، اول عزت دوئم نعمت۔ اصیل مہر محبت کا بھوکا، اصیل شفقت ہور مروت کا بھوکا۔ جو بادشاہ اصیلاں کوں منگتا اسے کچھ جفا نہیں، کہ بولے ہیں اصل تی کچھ خطا نہیں۔ کم ذات تی وفا نہیں۔ کام پڑے بغیر کسی کا ذات دسے

نہیں آتا۔ بھلا ہور بُرا اصیل ہور کم ذات دس نئیں آتا۔ پیچ بڑیاں تاباں کرتے، یک بات کوں
حکایتاں کرتے، جس آدمی میں بہت اچھے گا گیان، اس پیچ میں کچھ ہے بھلے برے کی پہچان۔ آدمی بہت
بڑا گوہر۔ اس گوہر کوں پرکنا ہر کسی کا کام نیں ہر کسی میں یو دوربینی یو نازک فام
نیں۔ یو خدا کا دینا ہے، یاں کیا کچھ زوراں سوں لینا ہے۔ اصیل کی بلا دور
اصیل تی صاحب شرم حُضور، اصیل لوگ بادشاہاں کوں بہت ہیں ضرور۔
اصیل بیکاں پر نظر نہیں کرتا۔ اصیل اپنی شرم کوں مرتا اپنے نیم دھرم کوں مرتا۔ جو کچھ ہوتا
خدا کا بھاتا۔ برا وقت کیا پوچھ کر آتا۔ توں عقل بادشاہ، توں صاحب سپاہ، تجے واجب ہے چُن چُن کر خوب
لوگاں ملانا ایک جاگا کانیں بل بھیبا تو ایک جاگا کا دھندا اجانا۔ دشمن
تی مکھ نا موڑنا، تھوا ہات کا نا چھوڑنا۔ تھوے پیچ بادشاہی آتی۔ لنگے بھی
تھوا چ کریگا رہنمائی۔ تھوے کوں دے سٹ پچھیں کیوں نرتی جھٹ
دل گھٹے اچھنا۔ مرد کوں لوہے کی جیٹ اچھنا۔ کیھا دے وقت خدا
نہ کرے اگر راجوٹ اڑے، پچھیں تو ہوے سو تجہ کام آپڑے۔ تھوے
کوں زور لچھے گا تو راجوٹ چلے گی، نہیں تو چلے گھڑی نا رہسی آخر ٹلے گی
اگر راجہ تجہ تی بادشاہی آتی تو سب کوئی کرتا۔ کوئی نا گزرتا۔ تھوے کے
سر سہرا۔ ہوے تی عزت تیرا جیکچہ دلے سو دلا، دلاور لوگ ملا۔ بادشاہاں
کو نہا ٹنے کا نیں بھیتا بل۔ چھوڑتا کوں کدھر جائیں گے نکل۔ یہاں تو واجب
ہے کچھ کرنا عقل۔ بادشاہاں کا کام دل جوڑنا ہے دل سوں پر دل توڑنا ہے۔
یو دو دیس کی دنیا۔ کوئی دیکھیا کوئی سنیا۔ یاں کچھ کرنا ہے۔ اگر ہزار برس
جیئے تو بی آخر مرنا ہے، دنیا میں آنا ہے ناؤں چھوڑ جانا ہے۔ اگلے کے
لوگاں آنہارے ناؤ تجہ پوچھتے آتے مرد کے ناؤں تیچ مرد کوں پاتے۔ بڑا کر
جانتے اعتقاد لیاتے، مرد اپنے ناؤں پر بہت گرم اچھنا نہ سرد۔ فارسی میں

بھی کہتے ہیں کہ نام مرد بہ از مرد ایسے زندہ دلاں کوں مُوے نہیں کہتے ہیں خراب ہوئے
نئیں کہتے ہیں یو دائم جئے سو لوگاں کہتے ہیں یو دائم ہے سو لوگاں، یو کام کئے سو لوگاں
نو کوں خدا جانتا خلق خدا جانتا، نہیں تو عیب کسی کوئی مانتا۔ لیتے دیتے
انو کوں خوب نہیں کہتے۔ یہاں دیئے لئے بغیر بندے ہور رہتے مشقت ہور
ہمت تی ہوتا نام، یو نام بہت بڑا کچھ ہے کام، اول نام آخر نام سب
کمن نام سو نچہ ہے کام۔ خدا بی نامیچہ دھرتا ہے، عالم بھی اس نامیچہ سوں
کام کرتا ہے۔ جن نے جو کچھ پایا ہو سو ہمت ہور تدبیر سوں پایا، دولت کوئی
ماں کے پیٹ میں تی نہیں لیا یا۔ بڑا ہونے منگتا ہے تو بڑے لوگاں کو پیدا کر
بڑے لوگاں تی کیا ہونگا گہرے[1] لوگاں کمن پیدا کر۔ بڑی لوگاں کی بڑی فکر
بڑی دھانوں، بڑے لوگاں کی عقل اس حد لگن دوڑتی جاں لگ خدا کا ناؤں
نھنے لوگاں کے ہاتھ تی کیوں ہوئے گا بڑا کام، تو عقل بادشاہ یو تجھے بہتر
ہے نام۔ تجی روشن ہے تمام۔ یو بولا لوگاں رکھے ہیں جن جن، اسکلائی بد دلیر
تک بگھر گھٹ کی دوڑ باڑی لگن، بگولا ہزار پر دھرے گا، تو کیا بھری کا کام
کرے گا۔ جیتا تیز ہووے سوئی تو کیا شمشیر کے برابر ہوئی، بلی کوں باگ کا کس
آئے گا، لانڈ کا چیتے کی جھانپ بھائے گا۔ کھلگا ہتی کے کام سارے گا
سیاہ گوش شرزے کے اچھالے مارے گا۔ بڑے آدمی کوں بڑا کام فرمانا
نھنے آدمی کا کام گھر میں آنا جانا نخرے لانا لے جانا نھنے آدمی تے کچھ مختصر
کام لینا، نھنے آدمی کے ہاتھ بڑا کام نہ دینا، آدمی کی ذات ہے جیوں تیوں کام
چلاتا ہے، دے کام کے وقت جاں کام پڑتا ہے وہاں دغا کھاتا ہے،
گھابرا ہوتا ہے، کنوا نا جاتا ہے۔ تقوا قرار میں اچھنا، ہمت نکل جاتی دل بچکی
یک ٹھانو نہیں اچھنا۔ دیکھا نہ کبھی تقلیدی کام سرانجام کوں اپڑنا مشکل۔ ننگ نام کوں ننگ مرنا بچکی

---

[1] کھرے

کام ناتمام اد نتری سکھیا سو کام۔ آدمی ہی بات کرتا ہے۔ ہر ایک کام کوں سو رات کرتا ہے۔ پاپچ ہور کانچ دو نو برے ہیں، دے دانش مندال یہاں فرق کرے ہیں۔ کانچ میں کیا پاچ کا جھلک جھلکے گا۔ کنکے میں موتی کا ڈھلک ڈھلکے گا۔ اگر چہ ہر نگ ہیں کنکا ہور موتی، دے موتی کی جوت کنکے میں نیں ہوتی۔ پانی سب اکیچ جنس ہے، سب جاگا یہتا بارا پیے تو معلوم ہوتا کنیں میٹھا کنیں کھارا۔

القصہ اگر تجھیں کچھ زورا چھے گا تو عشق تجھ سوں صلح پر ہوئے گا راضی دگر زور تجھ ہیں نہ اچھسی تو عشق البتہ تجھ پر کریگا دست درازی، ہشیار ہو کہ تو کچھ کا کچھ ہوئے گا اتا لیچہ تی کر کچھ کار سازی۔ جان تی دشمن نے مطلق زبوں پایا، پچھیں دگدایا۔ دسرا اگر دشمن ہوا تو سہل ہے، دے اپنا دشمن اپے ہونا بہت جہل ہے۔ لوگاں تھوڑے نے ہوے تو ہوئے دے خوب اچھنا، بہت کام کے دلاور اپروپ اچھنا۔ جو ایک ہزاراں پر اُٹھے۔ ایسے لوگاں ملے تو دشمن کا منہ ٹٹے، دشمن کا لشکر پھٹے۔ بہوتاں میں تھوڑے برے چل جاتے تھوڑیاں ہیں بھوت برے کام میں آتے، بھوت برا وقت لیاتے۔ بچھیں تھوڑیاں میں بھو تیچ تھوڑے ہوتے۔ کام مشکل ہونا، بات کے روڑے ہوتے۔ جو کوئی ہمت کے میدان میں رہے کھڑا، اس کے انگے خداچ بڑا۔ خدا بی ہمناکوں ہماری ہمت آزماتا ہے۔ خدا کوں بی ہمت کل بہوت کام بھاتا ہے۔ ہر ایک کام اپے سنبھالنا آتا ہے نیں تو کیا ہمناکو سنبھالیا جاتا ہے۔ اگر دو جہ ہے سنبھالنہارا، تو مرداں کو ہمت بغیر کیا چارا۔ اگر ہمیں دشمن پر ہمت کرنیں دھسے تو ہمنا تو پڑیلے نکہ خدا ہنسے۔ دو بیٹھیا ہے آزمانے ہور ہمنا ہیں اتے بہانے۔ ہمیں بی عجب مرد ہیں، بہوت کوئی بڑے فرد

ہیں۔ کسی کی بات کوں یہاں ٹھان نا دھر، اپنی تعریف اپیچ کرنا۔ راجپوٹ بی درصل عاجزی کی نشانی ہے، قوت کچھ اور ہے، قوت کی کچھ ہور عالی شانی ہے۔ راجوٹاں ضرورت کی حکائیتاں ہیں، آخر ھوا جہ کام آوے گا باقی باتاں ہیں۔ جدہر چلیا، ادھر آدل پانوں اٹھتا، آخر ہوتیچ پرتاں ٹٹنا۔ لوگاں خوب جوہردار لوگاں کوں بسرتے، بھتر ہے ہور کنکرے سو جاگا کرتے جنوں میں ایسے کاماں ہوئے دخل، انوں میں کیا ماٹی لیچھے گی عقل۔ جوہردار لوگاں بات تی جاتے ہیں تو وقت پر کیا کنکر بھتر کام آتے ہیں۔ خوب لوگاں جاینگے پچھیں کیا بُرے کام آئیں گے۔ خوب لوگاں تی ملتا ہے ملک ہور مال، خوب لوگاں رکھتے ہیں ملک کوں سنبھال جسے توں کچھ محبت سوں دیا، اسے توں اپنا کیا، مشہور ہے کہ جدہر ہنڈی ڈونی، ادھر سب کوں ئی۔ جسے توا پنا کیا۔ دوجہ تیرا۔ ہر کسی کو تجکوجان کہ یو وقت پر ہے میرا۔ عاقل تجکیچ جانتا، نادان تجھے تی پچھانتا۔ اپنیاں کوں اپنے کرنا۔ اپنیاں تی مال دریغ نا دھرنا۔ اپنے سو اپنے، پرائے سو پرائے۔ پرایاں کوں اپنیاں ہیں کیوں لیا جانے، اپنیاں ہیں بھوت تواضع بھوت تعظیم، نوے سو نوے، قدیم سو قدیم۔ کہیچ ہیں کہ اول خویش بعدہ درویش۔ اتال سب خوب دستے۔ وے سن رے جیوا۔ گھر کوں دیوا تو مسجد کوں دیوا۔ یو وو قصہ کہ چار لائی جودہ آئے سنو گھر کی ریت بھار کے آ کر کھا گئے گھر کے گائیں گیت۔ آشنا کوں جاننا، بیگانے کوں پچھاننا۔ دنیا ہیں اپنایت خوب ہے۔ اپنائت غایت خوب ہے۔ مال ملانے منگتا تو مال ملاتیاں کوں منگ، دلبر لوگ ماتے ہتیاں کوں منگ، خدا ہور رسول کے بھاتیاں کوں منگ، اریجھتے ہور ریجھاتیاں کوں منگ کچھ مشکل

لہ جمع

ڑے۔ بغیر خوب لوگاں پچھانے نیں جاتے۔ وقت پر سب کوئی کام نیں آتے
پادشاہ نے ہر ایک ملک میں تدبیر بڑ کر لینا، تدبیر نہ پھبے تو لڑ کر لینا جھگڑ کر
لینا۔ سال میں یک گز زمین تو بھی فکر کرنا جو ہات آوے، کچھ بھی لینا تا
سال خالی نہ جاوے۔ جن نے چار ٹہنیاں کوں سمبٹا وو بڑا ہوا، چار بڑیاں
میں اپے بھی کھڑا ہو۔ بڑے ہوئے ہیں سو سعی کرتے ہوئے ہیں، ہمت دھرتے
دھرتے ہوئے ہیں۔ گڑ کوٹ لینا ملک لینا ایک کا ملک ایک کوں دینا یو پادشاہاں
کا کام ہے، اس خوشی کی لذت دسریاں پر حرام ہے، کون انسان اس خوشی
پر ہے، کسے یو خوشی میسر ہے۔ خوب عورت، خوب کھانا، خوب ٹھوا، خوب
گھوڑا، یو سب کسے میسر ہے تھوڑا تھوڑا۔ بادشاہاں نے اپنی خوشی،
نا بسرنا، اپنی خوشی کی کچھ شکر کرنا۔ تو پادشاہ، تو عالم پناہ، تو ظل اللہ تو صاحب
سپاہ۔ پادشاہاں سب تی بڑے سب تی بڑے معتبر، انو کی خوشی ہور دسریاں
کی خوشی کیوں ہوتی برابر۔ پادشاہاں تیر ترکش کمان ٹھوا سپر اپنے سنگھات لیکر
مستعد ہو کر، سب کوں دلاسے دے کر، مہابت سوں۔ صلابت سوں،
جیوں ترکش بندی کا قاعدہ ہے، جس بات میں ترکش بنداں کوں فائدہ
ہے۔ خوب نمائش سوں، خوب آرائش سوں بہار آنا۔ بہار آئے تو غافل نہ
ہونا ہشیار آنا۔ اپنی مردی کا سنگھار اپے دیکھنا، اپنے لشکر کوں دکھلانا
تا دسریاں کو دیکھ اُس آوے ترکش بندی کا ہوس آوے۔ ترکش
بند ترکش بندی کرے۔ نرجوت لیچے وہ بی جوت دھرے۔ ترکش بندی
کا عالم بو بیچہ ہیں کہ اناس علی دین ملوکھم۔ بادشاہ بڑے ترکش بنداں ترکش
بندی کوں اینوں باٹ دکھلانا، اینوں کو ترکش بنداں پر لیانا، اینوں دینا

لے دم

ہنداں تو ترکش بند کا دل قوت پکڑتا ہے تو ترکش بند لڑتا ہے، ہمت باری
دیتی ہے آگ میں پڑتا ہے۔ جو پادشاہیچ یو ردش چھوڑے، تو کدھر تی ترکش
بندی کریں گے نگوڑے۔ جو کام پادشاہاں کوں بھاتا ہے، عالم سب اسیچ
کام آتا ہے۔ جو کوئی جو کام کرتا ہے سو پادشاہاں کوں رجھانے خاطر کرتا ہے
پادشاہاں کوں خوش آنے خاطر کرتا ہے، اپنی مراد پانے خاطر کرتا ہے، پادشاہ
مظہر اعظم ہے۔ خدا سب کچھ دیا ہے کیا کم ہے۔ جس کام پر قصد دھرتا ہو دو
کام کرتا ہے کہ یاں جسے خدا دیا اسے کوئی نیں لیا اجارہ عربی میں کہے ہیں
کہ العاقل تکفیہ الاشارہ۔ اس بات میں کہی دہی مہارت تو دکھنی میں بھی
بولے ہیں کہ ٹٹو کوں ٹومنی تیزی کوں اشارت۔ جن نے خوب فکر کیا اس کا
کام ہوا خوب، کہاوت ہے طالب را مطلوب۔ یوں کچھ ہوتے تو پادشاہی
کا سودا ہے۔ اپنا حکم اپنی دراہی کا سودا ہے۔ جن نے یوں کیا اس کا نام
ہوا، جاں عشق تمام لگیا دہاں کام ہوا۔ جیو اس کام پر دھرے، فرصت
ہے لگن کچھ کرے۔ عشق پادشاہ بھوت مست، بھوت زبردست ہمت
کوں بتیا کرا چھنا عقل کا کام نیں۔ بھروسا اس پر بھاگ را چھنا عقل کا کام نہیں
پھربا تو اسے منا کرنے ہارا کون ہے، ٹرے کوں کھنا کرن ہارا کون ہے۔ دتیا
ہے ڈرتا کچھ فکر کرنا۔ ہر کوئی کھاٹ کر پادشاہاں پاس آتا۔ پادشاہ کھاس
پر کدھر جاتا۔ یک دمنت ٹوٹیا تو جوڑتا کون۔ پادشاہ کھاٹیا تو چھوڑتا کون،
غنیم لگن کیا کام جاتے اپنیچ لوگاں تو دشمن ہو آتے۔ لوٹتے لنگاتے ہزاراں ہزار
بلایاں لیاتے۔ اول اپنے لوگاں تیچ ڈرنا۔ پچھیں دشمن کی فکر کرنا۔ کون پادشاہ
مال دھن سوں کھاٹ کر سلامت گیا۔ جیوں نکلیا تھا تیوں امانت گیا۔ البتہ
ننگاہے ہیں، یا مفلس ہو کر گیا یا پکڑ لیائے ہیں۔ پادشاہاں کوں جتی خوشی آتا ج

دُکھ بی ہے، جتا نیک اِتناچ بد بی ہے۔ پادشاہ تو یگیچ جو لشکر گھوڑے ہتی ہے، سب سنہالے پچھیں کیا بادشاہاں کی عزت رہتی ہے۔ مالی جیتا جیتا ہے، نے جھاڑ بیڑتی اکھڑے پچھیں کیا نپٹتا ہے۔ شیشہ پھوٹے پچھیں جڑتا نہیں، پر کٹ ہوئے پچھیں جانور اُڑتا نہیں۔ یو بات دانش کا معمّا اس بات کوں فلتا کون، آسمان ٹُٹ پڑیا پچھیں تھامتا کون۔ حوض کی پال ٹوٹے تو یکایک باندھی جاتی ہے، ولایت گئے پچھیں بی ہات آتی ہے۔ جیوں کمان کا تیر جو بولے سو بات یو دونوں گئے تو مشکل ہے پھر آنا ہات۔ عقل دیا ہے خدانے آدمی کوں بڑا نگ۔ بادشاہاں کو تدبیر کرنا واجب ہے ولایت ہات میں ہے لگ۔ عشق کے انگھے عقل کوں گیتا گمان، وہیچ تھا کہ ہتی کوں چڑھی ضمان، عشق کوں کون بتیایا ہے۔ بھوتا کو کوں لوٹیا بہوتاں کو ننگایا ہے۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے، وہی بھلا جو اپنے ٹھار ہشیار ہے۔ لوگاں اتال بھوت پُھسلا کھانے لے ہیں او اسو والے وقت کوں کام آن ہارا ہے سو اپنا خدا، اپنی عقل اپنی ہمّت اپنا ٹھوا۔ یو مصحف کی آیت ہے سُن، اسیچ ہور دل میں رکھ جتن، کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة یعنی جکوئی مرد ہیں جیو کوں عزّت پر وارے ہیں، تھوڑیاں نے بھوتاں کوں مارے ہیں۔ کیا کردں بولیا دل ہوا داغ کر کئے ہیں وما علی الرسول الا البلاغ یعنی حاجب کا یو کام ہے جو بولے رما سک راس۔ پیلا ڑ اس پر عمل کرنا ہے سُن ہارے پاس۔ اتا لیچتی ایس کوں سنبھال رکھ۔ خوب لوگاں ملانے پر خیال رکھ خوب لوگاں کیا ایکیچ بار ملیں گے، جتنے جتنے کتیک دلیاں کوں دو چار ہزار ملیں گے۔ اگر فتح ہے تو بی دشمن کو موں پرتی ٹالنے کوں کوئی ہونا نچ، واگر خدا نا کرے شکست ہوئی تو بی سنبھالنے کوں کوئی ہونا نچ۔ اگر ایک جاگا ہور ہارتا تو دوسری جاگا جا کر ٹھوا مارتا۔ اگر دشمن کی فتح ہور شکست تی دل درہم

نہیں، تو کیا اپنے گھر کا بھی غم نہیں۔ اپس کوں ہور اپنے ملک کوں سنبھالنے
تو اچھنا۔ بڑا آگ گھر کی بلا کوں جالنے تو اچھنا۔ جیوں تیوں دلاوراں کوں جما کرنا
ضرور ہے۔ بہادراں کوں جاکرنا ضرور ہے۔ بادشاہ وو خوب جو لشکری کوں
خوب کر جانے، خوب لشکری کوں محبوب کر جانے۔ مانگ موتی النوں پرتی والے
یو غازی مرداں جیو دین ہارے۔ اگر کوئی منگتا کسی کا جیو ہارے۔ جیو کوں
جیو نہیں تو جیو کے بدل پیکا تو بی دیوے۔ پیکا ہاتھ تی نہیں دیا جاتا جیو کسی کا
کیوں لیا جاتا۔ جیو لینے کا بھوت دل، ہور پیکاں لینا اپنا مشکل۔ اگر تو منگتا ہے کہ
خلق تجے منگے تو توں پیکاں کوں نکو منگ، جو تو پیکاں کو منگتا تو تج میں ہرگز نا رہی
رنگ، کام سب ہوئے گا بھنگ۔ بادشاہاں کوں لشکر یچہ بڑا مال۔ جس بادشاہ
کے خزانے میں یو مال، وو بادشاہ دائم خوش حال۔ اس بادشاہ کوں دائم
فتح جا کے تروار، خاطر قرار۔ زیاستی کام رنج کر لشکر اپنا سچ کر لشکر کے دل
سوں دل ساندنا۔ چھتریاں کا کوٹ کیا کام آتا خوب دلاں کا کوٹ باندنا
جس بادشاہ کو خوب دلاں کا کوٹ نہیں، اس بادشاہ کوں اوٹ نہیں۔
چھتریاں کا کوٹ گھڑی میں اوڑ جاتا، اس کے آسرے کون آتا۔ بھار کوئی
چھیڑ اٹھارا دسے تو وو دیس کوٹ میں جانا، نہیں جیب کوٹ میں جانا کیا مانا
غبث دل میں فکر ایسی نا لیانا۔ لشکر میں سو کوٹ، جانو ہات میں دیتے باند
کر موٹ۔ جو سر یا پانی ہور دانہ، تو وو یچہ ہوا بندی خانہ۔ جھیں کام ہوتا
سخت، قول منگنے کا آتا وقت۔ کسی کا نہیں سنیا کہا، کدھر نکل جانے تی بھی
رہیا، دشمن کے لوگاں آتے، بند پکڑ کرلے جاتے۔ وو عاجزی دو شرمشاری
تو مبا الٰہی یو بڑی خواری اس واقع (دن) سوں جو کوئی جینے کی ہوس کرتا ہے،

(ن) ۔ کو بیچہ ۔ (ن) دلاخ ۔

اس جیونے پر یو مرنا ہزار جاگا شرف دھرتا ہے۔ لوگاں لڑ کر مریا بولیں گے
مرد تھا، شاباش خوب کریا بولیں گے۔ اگر دل میں ہے مرنے کا ہوس، تو
مرد کوں دنیا میں نا و نچ بس۔ پادشاہی کا کیا سوا د عاجز ہو کیں کے بند میں
جانا، جان پادشاہی کا رچ ہے دہاں یو کیا مانا۔ خدا ایسا وقت کسی پر نا لیانا
مرد کوں عار پر نظر کرنا ضرور ہے جو کام عزت پر نا آوے۔ مرداں کوں
یو جائے محک ہے اس میں کیا شک ہے۔ وو تو سب ہوا اتال یو کہنا، یو
فکر کیا سو قائم کر رہنا۔ توں تو جیوں جیوں بگڑ رہیا ہے تن، یو بی مائی
کا کوٹ ہے کو لگ کرے گا جتن۔ عشق نے بھوتاں کے ایسے کوٹ لیا ہو
لیا سوں اچھوں کے پھرا نہیں دیا ہے۔ توں عقل پادشاہ ہور ان کوٹ پو
بھروسا کیا ہے، کیا مست ہے۔ ابے کیاں کا شراب پیا ہے۔ کوٹ سو دلاں
کا چلتا کوٹ، جس کوٹ پر دشمن نہ کرسی چوٹ۔ جس کوٹ کوں کوٹ کہیا
جلے سو یو کوٹ ہے۔ جس کوٹ میں رہیا جائے سو یو کوٹ ہے۔ یو کوٹ
ہوئے تو وو کوٹ سہارے۔ یو کوٹ نہیں تو وو کوٹ کیا کام آوے۔
کوٹ کوں ہور ملک کوں لھوا سنبھالتا ہے۔ جیسی بلا آتی ویسی بلا کوں لھوا ٹالتا
ہے۔ لھوے تی لوگاں ڈرتے ہیں۔ تو آکر ایکیں کی طاعت کرتے ہیں۔ لھوا
غازی۔ جن نے لھوا ہات پکڑیا اس کی دائم پیش بازی۔ خدا کا رسول خدا کا
قبول مقبول اسے یوں بجایا ہے اُن نے بھی یوں ہے۔ یو حدیث آیا ہے
اس میں کچھ نیں شک ہے کہ رزقی تحت ظل رمحی یعنی میرا رزق میرے نیزے
کی چھانوں تل ہے۔ جو کوئی مرداں ہیں، لوگوں یو بل ہے۔ مرد نے روٹی
لہو کے زور سوں کھانا، چار مرداں میں اپس کوں مرد کہوانا، اپنے
نانوں کا علم اچانا۔ جو عالم میں یو بات ہوی فاش۔ جو کوئی سنے سو کہے

شاباش شاباش - جوں حضرت کتے یک دیس یکس کے گھر گئے تھے مہمان ، وہاں ٹھوا ہیں
دیکھے تو نیں اس کے گھر میں ہرگز کھلے کھان - کہ تیرے دِل میں غزا کا نیت نہیں ، خدا
کی رضا کا نیت ہیں - مرتضیٰ کوں ذوالفقار آیا تو مرتضیٰ اس جاگا کوں انبڑے ، تو
سب انو کے زبر ہوئے تو سب انو کے ہاتھ تلے سنپڑے - ٹھوے کا مراتب بہت
بڑا ہے ٹھوا عرش پر کھڑا ہے - پیغمبر کہ خدا کے رسول تھے انو ایسے لڑے تھے اصحا
بڑے - ان کا ذات مبارک شہید ہوا تو دین کا دولت مزید ہوا - کفر کوں اسلام کیا
خدا فرمایا تھا سو کام کیے ، یو محنت یو جفا کسے بھاتی ، بیٹھے بیٹھے ولایت آتی تو
توانو کوں آتی - وو نامی ہور خدا جیا حامی - اپتا اچھ کر لیتے دکھیں پڑے ،
ٹھوا ہے کر میدان میں کھڑے - کافراں کے خون ہوئے تو کافراں زبون ہیں پڑے
خراج دیے - دین قبول کیے - یو فتح تو ہوئی تھی جو مال پر نظر نہ تھی ، دلاوراں لوگاں
پر نظر تھی - انوں بڑے تھے انو کوں اوّل آخر کی سب خبر تھی - اوّل یاراں تھو تھوڑی
رہتے رہتے بہوت جوڑے - تربیت ہور تدبیر کے ساتھ تھے - شمشیر ہور تدبیر کی
ساتھ تھے - قول و قرار تھا ، وعدہ استوار تھا - بات میں خطا نہ تھا ، یک بات
تی دوسرا کوئی کتا نہ تھا - اتال بی اگر کسی میں پاک نیت ہور ہمت ہے ، تو انو نچ
کے فرزنداں انو نچ کی امت ہے - اتال کیا خدا جدا ہے ، اتال بی وہیچ خدا ہے
اتال بی بہوتاں نے تھوڑیاں تی بہوت کچھ لائے ہیں ، ہمت کیے ہیں میدان میں آئے
محنت دیکھے ہیں ، اپنی مراد پائے ہیں - گنج کیا بے رنج ملتا ہے ، رنج دیکھتے ہیں تو
گنج ملتا ہے - خدا پر توکل کرنا ، دل پر خوشی دھرنا ، ہمت کوں نا بسرنا - کونگ صبا
اٹھ چاروں طرف کا غم کھانا - دنیا دو دیس یہاں غم کھانا کیا مانا - مرد یو بات یاد
رکھتا ہے ، نہیں بسرتا ہے - مرد کا یقین پورا ہوا تو خدا کی مدد کرتا ہے ، ہر روز خوشی
کر ہور اپنا شکر سچ ، سمجھ باز [illegible] ہور با دل ہو کر گرج ، مرد کوں رج ہو رچ

یو بات نکو بسر، جتنا سکے گا اتنا اپنا لشکر درست کر۔ جس ٹھوے تی بڑائی پائی، اس ٹھوے کوں بسر یا کیوں جائے۔ اہوے تی یو ملک یو راج آیا، ٹھوے تی یو تخت تاج آیا۔ ٹھوے نے سایۂ خدا خلیفۂ خدا کہواتے، اہوے تی اس مراتب کوں۔ آتے پادشاہاں کوں ٹھوے بغیر دا جیچ نیں، آخر بی ٹھوے بغیر علاجیچ نیں۔ جیتی فکر جیتی عقل آئے، ہات تو ٹھوا نہ سٹیا جائے۔ آدمی جس پر دھیان رکھتا ہے تو کچھ بی ہوتا ہے خالی نہیں جاتا، خدا کی درگا منتے ناامیدی فضول ہے، ناامید ہونا خدا کوں نہیں بھاتا۔ آیا اگر کوئی پادشاہ اپنا ملک چھوڑ ضرور کوں ہور ایک بادشاہ کے ملک میں جا دیئے گا۔ تو اپنے ملک میں جا دے یا دتے گا۔ جیونہ بھادے گا، بادشاہی چھوڑیا سو تل آ دیگی یاد، اس میں کیا ہے سواد۔ کچھ نہیں رجہ نہیں۔ جو کوئی بادشاہ ہے اسے ضرور ہے جو اپنی عاقبت کی فکر کرے۔ فرصت کا وقت غنیمت کر جان تدبیر پر من دھرے۔ بادشاہاں کی یکیلی نہیں ذات، عالم عالم اچھتا باد شل کے سنگھات۔ بادشاں کوں بہت اُچاٹ خوب نہیں، پادشاہاں کوں بسراٹ خوب نہیں۔ مثلاً ہے دکھن میں۔ اگر کوئی سمجھے من میں۔ لوٹ میں لوٹ کا کلوٹ، لت میں لت غفلت۔ جیونا تو یکیچ ہے جو لگ ہے نیم دھرم ست۔ تو بھی عقل پادشاہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے۔ فرصت دھرتا ہے، جو کچھ کرنے منگتا سو کرتا ہے۔ تیرا فہم، تیری دانش تیری دانائی مشہور ہے، میں تیرا دولت خواہ ہوں کیا کروں مجھے یو بولنا ضرور ہے، اس جا گا چپ رہنا نمک حلالی تی دور ہے۔ بیت

خرامش بود در دولت پادشاہ   کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ

وقت پہ دشمن چپ رہتا، دوست جو کچھ جانتا سو کتا۔ جس کا دل صاحب خاطر چلے گا، سو بولے گا جس کا دل صاحب خاطر ملیگا سو بولے گا۔ ابی تو

یک بار بوتنا میانے۔ بچیں صاحب کا کام صاحب جانے۔ جان کر چپ اچھنا نمک برحرامی ہے، یو تمام خامی ہے۔ تجے ہیں چھوڑنا کس گھاٹ، جو کچھ تجے باٹ سو بجے باٹ، جو کوئی صاحب سوں یو اخفیا راچھے اس کا دل صاحب خاطر کیوں نا بگڑے اچاٹ۔

عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے یو سب سخن وہم کوں گل لایا وہم کا اندیشہ بہت بھایا۔ کیا شاباش وہم تیرا بہت خوب ہے فہم۔ تیری شکر بیری خاطر آئی۔ تجے ہم وزیری دینا ہم پیشوائی۔ اگر افلاطون اچھتا تو تیرے فہم کا داد دیتا، بلکہ خدمت کرتا کچھ فیض حاصل کرتا۔ خدا کے عالم میں ایسے بھی خردمند کامل ہیں، صاحب ہمت، صاحب دانش صاحب دل ہیں جوں فارسی میں کتا ہے فرد:۔

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند   تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

خدا کی خدائی اتال بی دریچ ہے جیوں اول تی آئی ، وہی خم ہے وہی شراب وہیچ مستاں ہیں وہیچ دانا، وہیچ عاقل وہیچ زبردستاں ہیں۔ جاں خدائی کی بات آئی واں نیں کرنا کہیا جائے۔ فارسی میں بھی کتا ہے۔ بیت

دیدہ را بکشا ببیں دل را میفگن در گماں

مرد نیست در ہر پیرہن مغز نیست در ہر استخواں

اے وہم، تجہ پر مجھے بہت آتا ہے رحم۔ دل نے تجے نیں جانیا، تیری قدر نیں پچھانیا۔ توں بہت دور اندیش، تجے ہم بادشاہ منگنے ہم درویش، تو کیا یو بات کیا ہے، تمام کرامات کیا ہے۔ دانشمنداں نے طاق بلند پر ہاتھ رکھے۔ لوگاں نے اس کا ناؤں کرامات رکھے۔ داناں میں یو چلی ہے بات، العقل نصف الکرامات وہم کیا سو باتیں بہت خوب ہیں بہت معقول ہیں کر دل میں لایا، فی الحال لشکر بھیج

کر دل کوں ہور نظر کوں بند کرنے فرمایا۔ کہ ہمارے شہر میں آتے کیا متا ہے۔ جو کچھ
وہم کتا سو خوب کتا ہے۔ وہم کی باتاں کا اثر چڑیا جو کچھ وہم کیا سو سو اس کا ماں کے
کے خیال میں پڑیا۔ دائم اس کام میں جتیاچ اچھے تو کام رہیا، یک تل بسریا تو کام
کیا۔ جو کام بگڑے بھی گھٹ بگڑتا۔ خوب ڈٹ بگڑتا۔ مرد دانائی کا ہٹ بگڑتا
نہیں تو ان نے آیا کچھ بولیا انے آیا کچھ بولیا۔ دل میں گانٹ باندیا تھا سو کھولیا
اپنی فکر ہوی دانا دان، لوگاں کی فکر آئی میانے میان پادشاہاں روشن دل ہیں،
خدا کے خلیفے ہیں خدا سوں مل ہیں۔ معلوم ہوتا آخر تا اول، یو لوگاں انو کے
پڑتے انو کی عقل۔ ہر ایک بات سر جرتی۔ یچھیں عادت وہی پڑتی۔ اپنی عقل کا سواد
کیا، اپنی عقل کا امداد کیا۔ اپنی عقل ہوئی ہوائی۔ جانو لو کا بچ کرتے پادشاہی
اس کی کچھ نہیں تدبیر، یو جانو ایک تماشگیر۔ لوکاں کی عقل تی اگر خوب ہوا تو
بھی سہل امداد ہے۔ اپنی عقل تی جو کچھ خوب ہوا اس میں سواد ہے۔ دانا کی
عقل دغا نہیں کھاتی دانا کی عقل بھوت کام آتی، دل تازہ اچھتا، اپنے کنے
اپنا اندازہ۔ اپنا مدعا اپے پاسکتا، بیکا دے وقت خدا ناکرے کام گیا تو
بھی لیا سکتا۔ اس دنیا کی دیکھ دھات، کیا ہموں ایک بات، جیو تعقل
عاقل اپنا کام کر لیتا، عاقل اپنا کام جان کیوں دیتا۔ اپنی عقل سوں اگر دسرے
کی عقل ملے تو واہ واہ اس تی بھی کیا خوب، عاقل لوگاں بہت ہیں مطلوب
بلند عقل دل کا اجالا، بھو نتیجہ خوب بھو نتیجہ آلا۔ یو بات سمجھایا، یہی
قصہ کتے تھے سو آیا۔ کہ وہ یاقوت کی انگشتری جو دل نے حسن دھن من موہن
تی عاشق ہو لیا تھا، وہ انگشتری کچھ مصلحت دیکھ نظر کوں دیا تھا، دے
سناراں اس انگشتری کوں ایسے وقت گھڑے کہ جو کوئی وہ انگوٹھی موں
میں رکھے تو کسی کی نظر نہ پڑے۔ ہور دسری خاصیت اس میں یو تھی جو

کوئی دو انگوٹی رکھے اپے سنگھات اس کی نظر تلے دیسے چشمۂ آب
آبِ حیات ۔ نظر دو انگوٹی موں میں لے کر ۔ سب کی نظراں کوں
دغا دے کر ہنستا کھیلتا اُس عقل پادشاہ کی بندیں تی بھار آیا
خیال کا دہانچہ خیال لایا ۔ بھی ہزار شوق سوں ہزار ذوق سوں،
دیکھنے اُس حسنِ نار کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، دل کے آدھار
کوں، شہر دیدار کوں ۔ جانے اختیار ہوا، پانوں سار ہوا ۔ نظر تھا
طالب، طلب تی غالب ۔ بگیچہ شہر دیدار میں، رخسار کے گل زار میں
آیا ۔ سیر کرتے کرتے دَھن کا چشمہ، شہد ہور لبن کا چشمہ جسے ابلوج
نبات کہتے ہیں، جسے آبِ حیات کہتے ہیں سو اس رخسار کے گل زار میں
پایا ۔ نظر لالچی لالچ بھریا خام طبعی کریا غلط قصد دھریا ۔ اس شیریں چشمہ
تی آبِ حیات کا سواد دیکھے، ایک گھونٹ پیوے، ہور اسے بھی دنیا منے دائم
جیوے ۔ جینا کوئی ڈھونڈے جیتا کوئی دھاوے ۔ بختا میں لکھیا سو پاوے
بارے جیوں آب حیات پینے کوں موں پساریا، اپنا ست اپنا پت سب ہاریا
چوری کیا، تنا خوری کیا ۔ قضا اس وقت یوں گھڑی کہ وہ انگوٹی موں میں
تی نکل اس آبِ حیات کے چشمے میں پڑی ۔ فرد :۔

امانت میں خیانت کیا ہے دَرکار
جو کوئی یوں ہووے اُسے کیوں ہوئے بھلی کار

دغا کھا کر، بہت پچتا کر چیفی کہانے لگیا ۔ دل پر کچھ کچھ لیانے لگیا لتی
ترسیا لتی پیا، آبِ حیات کا چشمہ نظر تلے تی چھپیا، نظر حیراں ڈانواڈول کسے
کہے کھول یموں میں تی باہر نہیں نکلتا بول ۔ فرد :۔

گنوالیا چ توں اب کیا گماتے پچتاوے　　یو بست وو نہیں جو گئی سو ہات پھر آوے

نظر ندھال ، نظر کا بوحال ، جو یکا یک رقیب کین دیکھیا سو نظر کے لگیا دنبال - پکڑیا جکڑیا ، آزار دیا مار دیا - دند سار یا جالیا - اپنے گھر لیجا کر بندی خانے میں گھالیا ، کیتیک دیس یونچہ ٹالیا - نظر وہاں نبیت بدلایا یہاں اسکا اجر پایا - اس ہات کا اس ہات وہاں کا دیانچہ خدانے دکھلایا - بہت دیکھیا خواری ، بدبختی کی تانبر ماری - خدا کوں نہیں ڈرتا - بکیس کے مال پر کیوں نظر کرتا - پریشان دردہم - جدہر دیکھتا ادہر اندیشہ ہور غم - کوئی دستگیر نہیں ، کچھ تدبیر نہیں یکا یک یک رات زُلف نے جو اس دیس اپنے بالاں دیئے تھے اس کے ہات وقت پر یاد آیا سو اس وقت وو وقت آیا - فی الحال یک دو بال لے کر بیگ بیگ آگ پر جلایا - تو کا تونچہ دیکھتا ہے جو زُلف حاضر ہو آئی - پوچھی کہ کیا حال ہے رے بھائی - کیا کیا پوچھیں گی میرا حال ، میں کیا بولوں اتال ، زلف کہی غم نکو کر - ہمت کم نکو کر - ہر ایک بلا ہے سو مردانچہ پر ہے ، صاحب دردانچہ پر ہے - فرد :-

ہمت دیا مردنے عاجز ہو کر اڑے کوں
رکھنا نظر وقت پر ہر ایک وقت پڑی کوں

مردانچہ پر ہے قناعت ہو فاقہ - مردانچہ پر گزرتا ہے یک آدھے وقت واقا - جیسے دنیا میں غم نیں دو نادر ہے ، خوشی غم سب مردانچہ کے سر ہے - چلتا سو چہ اڑتا ہے - چڑتا سو چہ پڑتا ہے - طلوار کا کھیل جو آگ سوں ہے تو یکا دے وقت جلتا ہے ، تیر الو جو دائم پانی میں غوطہ مارتا کدھیں دم کو نڈ با جا تملتا ہے - پادشاہاں جو پادشاہی کرتے ہیں ، ہور حکومت کا دعوے کرتے ہیں انو بھی کدھیں غمگین کدھیں خوش حال ایسا کدھی بدحال - دکھیا سو مرد غم کے وقت خوش حال رہیا سو مرد - گنگا بھی دھوپ کا ہے میں کھنی پر نکالے

ہیں بڑی جنگل کا جھاڑ اسے کدھیں پھول کدھیں بہت جھڑی۔ اگر دائم اچھے یک رضا تو عبث ہے یو قدر قضا۔ یو اس کا چہ ذات ہے، جو دائم یک دھات ہے، مرد در جو اپنے وقت کرے کل وقت، ابو الوقت اچھے نہ ابن الوقت ایسی جاگا نکوا چہ کھڑا جو کدھیں نھنا ہوئے کدھیں بڑا۔ داصل اسے کتے ہیں، صاحب حاصل اسے کتے ہیں۔ گھر گھر نکو پھرا آس، اے ہور اپنی بھوک پیاس۔ جنے بھوک پیاس میں باندیا گھر، وو نڈر اسے کیا ڈر۔ دولت نے بے زوال سو یو چہ ہے۔ مرداں کا دھن مال سو یو چہ ہے بیت:۔

دولتِ راکہ نباشد غم از آسیبِ زوال
بے تکلف بشنو دولتِ درویشاں است

اول بھوک پیاس پر کھڑے رہنا، پچھیں مرداں میں بزرگی کی بات کہنا باؤ کے جھاڑتی کوئی پھل لیا ہے۔ بھیں چھوڑ کر کوئی سادھنا کیا ہے۔ بولیچہ ہیں کہ بھوک ہور پیاس، نبیاں ہور ولیاں کی میراث، کھانا بھوک کے نوالے ہور پینا پیاس کے گھونٹ، اگر مرد ہے تو یوں چل باقی سب بات جھوٹ بڑائی جو پیکیاں سوں آتی، بکے گئے تو وو لڑائی بھی جاتی۔ نکو کر تو ایسی خام طمع، یو بڑائی کس بڑائی میں جما۔ شرم نہیں آتی ایسی بڑائی کرتے۔ اس بڑائی پر بھی اینٹ اینٹ مرتے، وو دیس ہوتے جاں وزیر، بھی آخر فقیر کے فقیر۔ وو بڑائی مغز میں تی نکل جاتی، جو پھر خواب میں بھی نہیں آتی۔ بڑائی سو فقر و فاقہ کی بڑائی۔ جو بڑا خدا ہور رسول کوں بھاتی۔ حدیث نبوی صلعم الفقر فخری والفقر منی۔ دنیا کی بڑائی کنے تو کرنا، وے اپنا فقر و فاقہ نا بسرنا۔ ایسی بڑائی پر بتنا مغرور ہو جلتے۔ جو دسرے کسی کوں خاطر نہیں لیاتے۔ اول کیا تھے اتال کیا ہوئے اپس کوں نع پچھانتا، اپنے درد جیا دسرے کا درد جانتا۔ دنیا کی بڑائی

بادشاہانچہ کوں سہاتی۔ بعضے جو حدتی بڑائی ریاست کرتے سوانو کی عقل جاتی۔ مدمستی چڑتی بے خبر لگی آتی۔ مانوں بڑائی کی خوشیاں سوں مارتے تالیاں لوگاں پس غیبت کھڑے کھڑے دیتے گالیاں۔ یو بے ایماناں لوگاں کا حق اڑاتے، شرع پرچسکم گالیاں کھاتے۔ دنیا کا حرص دنیا کی بلاہیں گھالنا، بلکہ آخرت کو کی بھی دوزخ میں جالنا۔ دنیا کی بندگی دین سوں کرنا خلق کوں سمجھنا خدائی ڈرنا۔ عالم کوں سب دنیا کا شغل لگیا۔ آخر اس دنیا تی کس کا دل نہیں بھگیا۔ جیسے سب بچڑے ہیں اسے توں چھوڑ، توں خدا چہ کوں پکڑ کر تجھے کھینچ نہیں چوڑ[1]۔ جہاں استقامت، وہاں امامت، دنیا کا دھندا اگر کریگا تو کر دے اپنی بھوک پیاس نکو لبسر، جسے نیٹ نہیں اسے بھیٹ نہیں محبت سوں دل کوں معمور کر، جتنا سکے گا اتنا احتیاج ہور عاجزی دور کر۔ سبحان اللہ جو کچھ ہے استغنائی و یہ یو استغنائی ہر کسی نہیں آتی۔ یہاں جفا کوں مارنا ہے۔ یہاں ہر خوشی سے کوں سنکھارنا۔ یو بہت مشکل ہے ٹھار، جو بار آگ پھر یاد و قائم النا دنیا کی بڑائی کو لگن جلے گی، یو گھانس کی جھونپڑی بغیر آگ دھو بیچہ سوں جلے گی یو سونے کی ٹھار نہیں جاگ کچے سوت پر کو لگ لگے گا لاگ۔ حیات کا ہاڈ کا ہلنا چلنا، اس حیات پر اتیا کیا اچھلنا۔ کچھ نہ تھا سو کچھ ہوا ہے، کچھ سمجھ کے ہیچ ہوا ہے۔ دنیا جیون دوپہر کی چھانوں، اس دنیا کوں سر ہے نہ پانوں۔ دنیا دو دیس کی مہمان، یو تحقیق ہے کر جان۔ یو جیونا سب یکدم، اگر خوشی اچھو دگر غم۔ دنیا کا کام جیوں تیوں گزرتا ہے، وے وہی بھلا جو فرصت ہے لگن کچھو کرتا ہے۔ جتنی راحت منگے اتنی محنت پر کھڑے تو تونبی تو ولی تو بڑے۔ انو نے ہوا حرص تی نہیں پائی بڑائی، انو کوں بھوک پیاس نے یاں لگن انیڑائی۔ اگر تو سمجھے گا یو عالی شانی، تو عربی میں کہے ہیں

---

[1] جوڑ

تجوع ترانی۔ یعنی کچھ دیکھنے منگتا ہے تو بھو کا اچھ، یو چکنائی ستے ٹک رو کھا اچھ۔ جو کچھ ہے سو اپنے نیم دھرم ہور ست میں، جو کچھ ہے سو غریبی ہور غربت میں ہے۔ غریب فقیراں کا کھانا، سو فقیر فاقہ تمام حاصل کا مانا سو فقیر ہور فاقہ، خدا کچھ نہیں کھاتا۔ جو کوئی خدا کا عاشق ہوا اسے کھانا کیوں بھاتا۔ عاشق وو جس میں معشوق کی صفت آوے۔ نہ کہ معشوق کوں کچھ بھاتا عاشق کوں کچھ ہور بھاوے۔ خسرو دہلوی یو بات کہیا بہت نوی۔ فرد

ہر کہ جوید مراد از معشوق

گوئی او عاشق مراد خود است

معشوق کہتے معشوقیچہ کوں منگ عاشق کہیں اس بات کا بہت ہے ننگ یو بخنے لوگاں میں خامی ہے، یو عشق میں ناتمامی ہے۔ یک ٹھار نظر ہور سو ٹھار دل، ایسی عاشقی تی کیا حاصل۔ یہاں دل کوں سنبھالنا ہے۔ جیوتی اپس کوں جوں فارسی میں اس مقام پر آرہیا ہے اور کہیا ہے۔

در عشق زفتادہ می باید　　　امید بباد دادہ می باید

آنجا کہ ہمہ درد دل خورد گونبہ　　　دنداں بجگر نہادہ می باید

الماس تی ہونا سخت، جو اپنی مراد کا ہووے وقت۔ غم تی اپی عاجز ہونا جانا۔ غم آیا تو غم دوں بھی کھانا۔ دوہرہ جو ہگن تو سہس پل جو بھر جن توماس۔ اے سینہ کھکھیا۔ کیوں کھے ست تن کا گھاس۔ مرد گدھیں پھول تی نازک کدھیں فولاد توں سخت اچھنا۔ ہر ایک جاگا ہمت سوں رہنے مرد کوں بخت اچھنا۔ جس میں کچھ نم ہے جس میں کچھ دہرم ہے۔ جیوں سُنا جیسا چہ سخت ویسا چہ نرم۔ دوہرہ:۔

سیو ست نہ چھاڈیے ست چھوڑیں پت جائے
پچھی ست کی داس ہو پگ لاگے تجھ گھر آتے

ابراہیم کی نیت ثابت تھی تو کا فراں آگ میں سٹے۔ انگارے پھول ہو پاؤں نہیں آتے، یوسف کا کوتے ہیں تقوا اقرار تھا تو بھار نکلے، پیغمبری ہور پادشاہی پاتے۔ مرد کوں قرار عجب کچھ ہے، ہر ایک کام پر اختیار عجب کچھ ہے۔ ایک تل ہیں سو جنس سوں پھرتا ہو عالم، نہ دائم خوشی اچھتی کے نہ دائم غم سر پر چرخ پھرتا ہے، آدمی کدھیں اٹھتا کدھیں گرتا ہے۔ آدمی نہ اپنے بھاتے آیا ہے نہ اپنے بھاتے جائے گا۔ ہور ایکس کا بھاتا ہوتا ہے اپنا بھاتا کہاں تی لیائے گا۔ جوں مرتضیٰ فرماتے ہیں جنوں کی بات دائم قائم، عرفت ربی بفسخ العزائم، یعنی جیوں میں منگتا تھا تیوں نہیں ہوا تو میں خدا کوں پچھانیا۔ میرے ہاتھ میں نہیں ہے کام ہور ایک کے ہات میں ہے کر تحقیق جانیا۔ عارفاں بات بات میں دیکھتے جاتے، ایک بات میں ہزار بات پاتے۔ ذرے ذرے کوں تحقیق کرتے، ایک تل اس کی معرفت کوں نہیں بسرتے۔ عارف نہ ہیچ ہے جو کوئی خدا کی معرفت کوں سمجے۔ حق شناس اسے کتے ہیں جو کوئی طریقت میں آکچھ حقیقت سمجے۔ خودشناسی، خداشناسی عارفاں کا کام ہے۔ جو کوئی عارف تمام اسرار ہے اسے کون فام ہے۔ کدھیں کوئی ہنستا ہے، کدھیں کوئی روتا ہے۔ یو دنیا ہے یوں ہوتا ہے۔ دنیا کا کام بہت ہے سخت، اپنے نہیں ساتوں وقت۔ آدمی کوں پریشانگی ہے باو میں ابال، خدا چہ ہے جو دورہنا یک حال۔

القصہ بارے زلف نے دھرم کری، بہت کرم کری۔ اس بندی خانے میں تی، اس بلا آشیانے میں تی، کچھ[1] فن کر، دست بند کر،

---

[1] فن کر دستہ بند ان کر

بھار کاڑی، اس رقیب کوں اُس بدبخت بدنصیب کوں بجھاوے یو باڑی نظر کوں گلے لاتی، رخسار کے گلزار ہور شہر دیدار کی باٹ دکھلاتی۔ ہمی اتیال جا، اپنا مدّعا پایا۔ بیت:۔

مروت بہت کی لٹ چوٹی کی جاتی

بلاتی بھار کاڑی باٹ دکھلائی

نظر زلف سوں وداع ہو کر چلیا سو دیدار کے شہر میں رخسار کے گلزار میں آیا، حسن دھن کا من موہن جگ جیون کا ملاقات پایا۔ بیت

دِل کا حُسن کے دِل میں بہت انتظار تھا

دیدار دیکھنے کوں دل امیدوار تھا

گھڑی ایک آہ بھریا گھڑی اساس۔ گذریا تھا سو قصہ کہیا حسن چھند بھری استری پاس۔ حسن نار کوں، خوبی کی جگ نار کوں، محبوبی کی نو بہار کوں حیرانگی لگی، پریشانگی لگی۔ کہیں جانتی تھی کہ دل جیوں تیوں آوے گا، یار سے دیدار دکھلاویگا میرا دل دل تی آرام پاوے گا۔ یوں نہیں جانتی تھی کہ یو قصہ یوں کھڑے گا، یہ ایسا وقت پڑے گا۔ ہر اپنی سمجھ پر گمان دھرتا، بندہ کچھ سمجھتا خدا کچھ کرتا۔ غلبہ کیا اشتیاق، بھی وقت بجھڑیا فراق، دل میں کچھ لیائی، اپنے غمزے کوں نزدیک بلائی، اپنے عشق کی جو بات تھی سو اسے سمجائی۔ فرد:۔

کرنے آسان اپنی مشکل کا

راز غمزے سوں بولی سب دل کا

ہمی اتال اس کا علاج یو ہے کہ توں ہور نظر دونوں مل کر ایک دل کر تن کے شہر کو جاؤ، ہور دل کوں کچھ تدبیر کر تسخیر کر کچھ فن کر سحر لوٹنا ٹامن کر جیوں تیوں مجھ لگ لے آؤ۔ فرد:۔

بار نا لگ سی دل کوں آنے کوں
غمزے کوں بھیجی ہے بلانے کوں

حسن دھن من موہن جگ جیون کے فرمائے پر غمزہ ہور نظر، لوگاں چنے چنے۔ جلے جلے بھنے بھنے، اپنی سنگھات لے کر شہر دیدار تی تن کے شہر اُدھر رُخ دھرے یوں چلے سو منزل کی ایک منزل کرے۔ دونو چپت دونو چالاک دونو روشن ضمیر دونو دل کے پاک۔ دونو چڑ بھڑے اپنے کام میں بھوت کھرے۔ اما روایت یوں آئی ہے کہ نظر جو تت عقل کے مندر میں تی بھار آیا تھا، عقل تو یچہ بھید پایا تھا کہ جہاں نظر تی جو جاوے گا، البتہ کچھ فتنہ اچاوے گا۔ کام کبل ہوئیگا کچھ خلل ہوئیگا بلا کچھ لیاوے گا۔ فرد:۔

عاشق کی بات توڑنے کو اس میں ٹوٹ نہیں
عاشق کے دل اوپر جو گزرتا سو جھوٹ نہیں

دل میں رچ کر، اد یچہ تی سمج کر، لکھیا تھا اپنے سرحد کے سرداراں کوں کہ چاروں طرف مستعد رکھو بہادراں کوں، اس نندر کو اس نڈر کوں۔ اس ملک میں تی بھار جان نکو دیو، ہشیار اچھو خلل اچان نکو دیو۔ بیت:۔

ام ہوتا سنبھال کر ایتا
جانے کوں کوئی جتن رکھے کیتا

زہد دریا کا کوہ کر تھا ایک مقام، ہور زرق کا ایک بیٹا تھا توبہ اس کا نام، اسے فرمایا تھا یوچہ کام۔ کہ نظر کوں سنبھال سرحد تی بھار نہ جاوے۔ مبادا کہیں بلا لیاوے کوں عقل فرمایا تھا کاربار، وو نچہ سب اپنی جاگا تھے ہشیار۔ بارے قضا یوں ہوتا ہے جو غمزہ ہور نظر، دونوں بے خبر رات کی خماری سوں، بھت باری سوں، مل کر اس ڈونگر تلے آئے۔ اس ڈونگر

تمیں ایک پھول باڑی تھی۔ اس پھول باڑی میں کھڑے آسائش پائے۔ جاگا
بہت بھائی۔ رات کے جاگے تھے۔ تک نیند آئی۔ بیت۔

غم میں عالم اچھے تو بی غم نیں
نیند کہتے سو موت تی کم نیں

حدیث ہے، عربستان بی یو بات چلی ہے۔ بھوت کہ النوم اخ الموت۔
یعنی حدیث یوں آئی ہے۔ نیند موت کا بھائی ہے۔ بارے یو عالم ظاہر کہ جاگے
تو اس عالم کا تماشا دیکھیا جاتا ہے۔ آدم اس عالم میں پیدا ہوا ہے آدم کوں یو
عالم بہت بھاتا ہے۔ دسرا عالم خواب کا۔ دو بی ایسا چہ ہے اس عالم جیسا چہ
ہے۔ واں بی یونچہ ہنسنا، کھیلنا، کھانا پیتا ہے۔ جیوں یہاں جیتے ہیں وہاں بی یونچہ
مرنا جینا ہے۔ جو یاں کرتے سو واں بی کرتے۔ جو یاں مرتے جیتے تیوں واں بی جیتے
مرتے۔ وہاں دوست ہے دشمن ہے، شادی ہے غم ہے۔ جیوں یہ عالم ہے تیوں
وہ بھی ایک عالم ہے۔ نہایت فرق اتنا ہے کہ یو کثیف ہے وو لطیف ہے۔
یو جسمانی ہے وو روحانی ہے۔ تل میں زمین تی آسمان پر جایا جائے۔ آسمان تی
زمین پر آیا جائے۔ عرش و کرسی لوح و قلم کا سیر کرنا میسر ہوتا۔ جیوں منگتا تیوں
ہوتا۔ جاں منگتا وہاں جاتا۔ محال ہے سو حال ہوتا ہے۔ عجیب تماشے دستے ہیں
تماشے تماشے کا خیال ہوتا ہے۔ انسان کوں کہ عقل ہور نظر ہے۔ اس عالم کی بی
خبر ہے۔ اس عالم تی اس عالم میں جانا، اس عالم تی اس عالم میں آنا۔ یو سب
اپس مینچ ہے تو اپس میں دستا بھار نہیں، تو جاتا اچھے کا دسری ٹھار نہیں۔ بھار
اچھتا تو تجے کیوں دستا۔ توں تو تن میں تی نکل کر بھار نہیں جاتا۔ اگر یو تجہ
مینچہ نہیں تو توں خبراں کہاں تی لیا آتا۔ کہ میں خواب میں فلانے کوں دیکھیا آج
رات، ان نے مجہ سوں یوں کوی بات۔ میں یوں کیا اس کی سنگھات۔ وہاں

ایسا باغ ایسا محل تھا کتا، وہاں ایسا حوض اس میں ایسا کنول تھا کتا۔ ایسے تماشے جیسی نار وہاں دیکھتا یہاں اس نار کی تعریف کرتا۔ اس کے روپ کی اس کے رنگ کی، اس کے سنگھار کی تعریف کرتا۔ اس عالم میں اسے دیکھ کر اس عالم میں اس کی خاطر بیتا۔ جاگیا تو پھر پھر سوتا، پھر اسے دیکھنے جیتا۔ اس کا نین اس کا اُدھر یاد آتا۔ اس کا جوبن، اس کی کمر ہور اس کا زر کمر یاد آتا۔ دل میں اُساس آتی، سینے میں تی آہ نہیں جاتی۔ بعض وقت جو وہاں دیکھتے ہیں وو نتجہ یہاں ہوتا ہے جیوں یہاں جاگتا سوتا ہے تیوں وہاں بھی جاگتا سوتا ہے۔ بعضے شاعراں اُس عالم میں شعر بولے ہیں، ہور اس عالم میں آ کر لکھے ہیں۔ کچھ کچھ اس عالم میں کہتے ہیں، اس عالم میں لکھے ہیں۔ بخت جاگے ہور وہاں بشارت موں دکھلائی ہے، تو بادشاہاں کوں یہاں بادشاہی آئی ہے۔ یوسف نے خواب دیکھیا کہ آفتاب سجدہ کیا اس کا نتیجہ خدا نے یہاں پیغمبری ہور بادشاہی دیا۔ بعضے پیغمبراں کوں بھی خوابچہ میں غیب کی خبر دیتے ہیں۔ انو وہاں تی خبر پائے سو یہاں آ کر خبر کیتے ہیں۔ اشارہ وہاں نتیجہ ہوتی ہے۔ بشارت وہاں نتیجہ ہوتی ہے۔ خواب بہت بڑا عالم ہے۔ اس عالم میں ہونا محرم محرم۔ سینچ پھول نیچے تو کاٹنے کوں ہیچتا، سینچ اگر چندن ہور مشک نیچے تو اِدھر اُدھر کے پھلنے کوں ہیچتا۔ یو بھی بڑا عالم بڑا گھاٹ ہے۔ عارفاں کی سمجھ کی بات ہے۔ موے پیچھے بھی ایسا چہ کچھ عالم ہے، جنے سمجھیا اسے مرنے کا کیا غم ہے۔ اتیا کیا خاطر دل کوں تپاتا ترساتا ہے، ایک عالم تی ایک عالم میں جانا ہے۔ یہاں کے لوگاں کی دل بستگی توڑ کر جانا ہمکوں مشکل لگتا ہے فعل نیک کر جان۔ اسے کیا یہاں کیا وہاں۔ وہاں بھی خوباں ہیں محبوباں ہیں، یاراں ہیں مصاحباں ہیں مطلوباں ہیں۔ وہاں بھی سب رچ رہے، سب کچھ ہے۔ وہاں بھی یو چہ لوگ یو چہ رضا۔ یو چہ قدر یو چہ قضا، یو چہ حکم یو چہ رضا۔ نہایت سعی اتنا کرنا کہ کچھ فعل

نیک ہاتھ آوے، خدا اور رسول کوں بھاوے۔ مراد اپنی پاوے، اس کا دِل صافی پکڑے۔ اس کے دل کدورت جاوے۔ باقی سب خیر ہے بافعل غیر غیر ہے۔ ماں کے پیٹ تی نکلتے وقت جتنے عذاب سوں نکلتا اتنے عذاب سوں اس تن تی نکل جانا ہے۔ دے جیوں یہاں تی کچھ لے آیا تیوں وہاں تی بھی کچھ لیجانا ہے۔ کھوے ہیں اس بات کی گرہ، کہے ہیں الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ یعنی دنیا آخرت کی زراعت ہے اسی زراعت کوں بہت مشقت ہے۔ جیسے جھاڑ یہاں لاویں گے۔ ویسے پھل وہاں پاویں گے۔ جو کوئی عاقل ہے واصل ہے۔ اسے اس دنیا میں رہنے کا یو بڑا حاصل ہے۔ دنیا اس کام کوں بہت خوب ہے، اس مقام کوں بہت خوب ہے۔ خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے بولتا ہے سو خواب میں کی بیداری ہے۔ جو دو بولتا رہتا ہے تو دو خواب میں خواب ہوا بے خبری بے ہوشی بے کاری ہے۔ وہاں نہ شادی نہ غم۔ نہ عشرت نہ الم۔ نہ بنیا نہ آرام، نہ کام نہ دھام۔ وصال تمام وہاں ہوتا ہے دانش کا خیال تمام وہاں ہوتا ہے۔ وہاں خدا چہ اچھتا ہے، اپے نہیں چہ اچھتا۔ اپے خدا میں دیچ اچھتا۔ وہاں کچھ نہیں ظلمات اندھارا ہے۔ اس کچھ نیچہ میں نیچ سب کچھ ان ہارا ہے۔ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ یومنون بالغیب۔ یو غیب کا عالم ہے۔ اس عالم میں جانے عالم سب درہم ہے۔ یعنی مسلمان دو جو غیب پر ایمان لیا وے۔ خدا بچوں بچگوں ہے کر اپس کو سمجاوے، اپنے دل کوں سمجاوے اس کوں کالانور کہتے ہیں۔ بہت آلا نور کہتے ہیں۔ اس نور کی خبر کسے معلوم نہیں مفہوم نہیں۔ جو کوئی مومن مسلمان اس بات تی اس کا دل شاد ہے۔ یو دانایاں کوں ارشاد ہے۔ انسان کوں صورت ہے تین۔ تحقیق جاننا ایک اپے رب العالمین۔ ایک یو ظاہر کی صورت۔ دسری خواب میں کی صورت ہر کسی دس آتی۔ تیسری صورت اس خواب کی صورت میں یک صورت دو صورت کس تی دیکھی نہیں جاتی ہے

عارفاں نے جوں کتے ہیں اس ٹھار۔ وے اس صورت کا نہیں دیکھ سکے دیدار۔ جینتے لاف مارے، اس جاگا پر آ کر ہارے۔ یوبے اختیار کچھ ہودے تو ہوئے، یہاں محض خدا کا پیار کچھ ہوتے تو ہوئے۔ جو کوئی اس صورت کوں دیکھیا سو تحقیق خدا کوں دیکھیا کتے ہیں۔ جو کوئی اس صورت کوں دیکھیا سو تحقیق خدا کوں دیکھیا کتے ہیں۔ خدا کوں دیکھنے کی یو چہ ٹھانوں ہے۔ معراج کا ایچہ کا نانوں ہے۔ بو معراج عاشقاں نے یہاں تی پائے ہیں۔ تاج یہاں تی پائے ہیں۔ حقیقت کا رس انوں یہاں چہ آ کر بوے ہیں۔ راز کا پردہ کھوے ہیں۔ کہ بعد از عمرے و آں ہم یک نفس سمجھنے کوں ایک نکتہ بس، اس بادشاہی کوں و وچہ جانے جس کے سر تاج ہے ہر منزل کی کمالیت کوں ایک معراج ہے ملے ہور پہلانکے۔ دکھلائے ہور جھانکے۔ حبیب سوں مل کر حبیب ہونا۔ اتنا دیکھنے کوں بی نصیب ہونا۔ یو وصال ہونے کی جاگا ہے۔ یو محال ہونے کی جا لگہ ہے۔ یو واصلاں حیران ہونے کی ٹھار ہے۔ یو جاہلاں سرگرداں ہونے کی ٹھار ہے۔ نادان اس بات کوں کیا مانے گا، نادان اس بات کی قدر کیا جانے گا۔ داناباں نے جنم گنوائے ہیں، تو اس نکتے کوں پائے ہیں۔ نادان منگتا ہے اتنا ایچہ سمجھے، اتنا ایچہ جانے۔ خاطر لیانے۔ ہر یک ہنر مشقت کئے بغیر نہیں آتا۔ یو منگتا یکایک پاوے۔ یکایک کیوں پاتا۔ یکایک کیوں آتے۔ یو بی کوئی حلوا ہے جو کوئی موں میں لے کر کھاوے۔ اسے بھی موں کوں ٹک ہلنا چلنا لگتا ہے نادان اس کا کوئی کیا لیوے، نادان کی صحبت تی خدا پناہ دیوے۔ ٹک چابنا نگلنا لگتا ہی۔

القصہ کتیک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا۔ آسمان کا پردہ پھاڑیا۔ اجالا سنچریا ٹھار ین ٹھار، روشن ہوا سب سنسار۔ اجھوں دیس چڑیا نہیں یاد گھڑی جو صباح چڑی۔ اس قلعہ کے دیدبان نے دیکھیا، اس بلا اس طوفان نے دیکھیا کہ نظر نڈرے جگر، سنگھات لشکر یے کر یہاں اتریا ہے۔ حیران ہوا کدھیں نہیں سو

یو کیا ہوا ہے۔

جاسوس کا ہے کام یہی جو خبر کہے
دیکھا ہے و پنچہ ایک بیک سربسر کہے

بیگ بیگ توبہ کنے آکر، سمجا کر، نظر کوں۔ جیوں لشکر سوں ڈونگر تلے دیکھیا تھا تیوں کہیا، توبہ کوں اس وقت بہت غصہ آیا چپ نہیں رہیا عقل بادشاہ ظل اللہ، عالم پناہ صاحب سپاہ کے فرمائے پر خوبی خاطر بیاتے پر اپنے لشکر سوں۔ شان ہور فراست سوں، نظر ہور غمزے پر جا کر پڑیا نظر ہور غمزا دونو اپنے لوگاں سوں یکایک نیند میں تی ہر بھڑتے اٹھے ہکا بکا ہوئے، لڑتے پڑتے اٹھے، اپنا ہوا پے گھٹے جھگڑا انو پر آکر کھڑیا۔ نظر ہور غمزا دو تو مست دونو بی دلاور دونو ایس تی توبہ کوں خوار کئے مار کر استغفار کئے۔ گھڑی میں جھگڑا ہوا فتح:۔ بیت:۔

غمزا ہے اپنی بات سنے تو چہ چھوڑے گا
غمزا ہزار توبہ کوں اک تل میں توڑے گا

توبہ کا لشکر نھاٹیا، توبہ کا سینہ پھاٹیا۔ توبہ کوں پکڑیا اُچاٹ اتال تھاتا تھاٹ توبہ بارہ باٹ۔ بیت:۔

کتا غمزے کی کھاوے مار توبہ
بچارا کیا کرے اَس ٹھار توبہ

توبہ کا کوٹ لوٹے توبہ کوں ننگا ہے۔ توبہ کے سر پر ہزار ہزار بلایاں لیائے۔ توبہ کوں مشکل پڑیا سخت، توبہ کوں توبہ کرنے کا آیا وقت۔ توبہ پائمال ہوا۔ توبہ کا یو حال ہوا، جیں زرق کا جو وہاں صومعہ تھا اسے بھی توڑے ٹھکرا جیتے دو جا گا بی چھوڑے۔ وہاں تی عافیت کے شہر کوں جانے انگے رکھے

قدم، غمزا ہور نظرا پنا لباس پھرا کر قلندری بھیکڑے رسم۔ بات سری من میں امید بھری۔ عافیت کے شہر میں آکر بات کیتے، ناموس بادشاہ سوں عالم پناہ سوں ظل اللہ سوں صاحب سپاہ سوں ملاقات کیئے۔ ناموس بادشاہ عاشق صفت تھا، صاحب ہمت تھا، گلیا تھا، ملیا تھا، جلیا تھا۔ یو دو نو چور یا یک یو دو ٹونے وا ایک، یو دو نوں حسن کے مد نایک۔ ناموس بادشاہ انو کوں دیکھتیچ مال ملک سب چھوڑیا کچھ نہ چھوڑیا۔ قلندر ہوا، سمندر ہوا۔ فقیر ہوا، بے تدبیر ہوا۔ اسیر ہوا۔ غمزے کے ہات میں سنپڑیا۔ ناموس نے عشق میں ناموس گنوایا لکھیا تھا سو انپڑیا۔ فرد:۔

جس ٹھار پر سایہ سٹے مژگاں وہاں نشتر لٹھے
غمزا ہے خنجر برہنہ جاں بیٹھے واں کچھ کر اٹھے

ناموس کا یوں حال ہوا، ناموس پائمال ہوا۔ بعد ازاں نظر ہور غمزا شہر بدن کے ادھر چلے مقصود حاصل ہوئے۔ دو نو پھوپے پھلے۔ دے جو شہر بدن کے نزدیک انپڑے۔ بھی اپنا لباس پھرائے بدلائے پھر کر پینے کپڑے۔ غمزا شراب پیا تھا کیفی، اپنے لشکر پر پڑھ پھونکیا دعائے سیفی۔ اس دعا میں تھا بہت اثر۔ ہر زناں کی صورت پکڑیا سب لشکر۔ فرد:۔

دیکھیا جو کوئی غمزے کوں وہ مبتلا ہوا
غمزے نے جو شراب پیا تھا بلا ہوا

القصہ کہ جس وقت تو غمزے کے لشکر نی شکست کھایا سو بدن کے شہر کے اُدھر روانہ ہو کر عقل کنے آیا تسلیم کیا، خدمت بجالایا۔ غمزے کی جو کچھ بیدادی ہوی تھی سو سب بیان کیا۔ عقل کوں پریشان کیا حیران کیا۔ عقل جیا بادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ ظل اللہ غمزے کی یو بیدادی سن کر بہت بیگ

دل کوں طلب کریا، جتنا سعی کرنا تھا اتنا سب کریا۔ دل کے ہات پاداں کے بنداں باندیا تھا سو کھولیا، غمزے کی بیدادی کا قصہ بولیا فرد۔

یوں مرچ کر سب چپ رہے فریاد نیں کرتا ہے کوئی

غمزہ بہت بیداد ہے یہاں داد نیں کرتا ہے کوئی

حسن کا لشکر ہے بہت بیداد اس کی بات کوں دفا نہیں اس کا کام تمام ہے بے اعتماد، یہاں داد نہ فریاد۔ اگر ایساں کے حیلیاں پر توں مغرور ہوئے گا، تو اپنے تخت اپنی شاہی تی دور ہوئے گا۔ فرد۔

جکوئی عاقل اچھے گا اپنی بالذات

بریاں کی کیا سنے گا دو بری بات

جنو نے ایسے دغے کی باتاں پر بھروسا لیائے، انو آخر اپنی بادشاہی اپنا ملک گنوائے۔ یو غمازاں ہیں، یو دغا بازاں ہیں۔ انو سوں جیو لا نکو، انو کوں پتیا نکو۔ پچھتاوے گا، دغا کھاوے گا۔ اگر اتنے پر بھی تیرے دل پر آتا چ ہے کہ شہر دیدار کوں جانا چ، ہور حسن دھن من موہن کا وصال پانا چ، اسے گلے لانا چ، تیری انکھیاں تلے اس کی محبوبی دستی، جتنی برائی اس کی تجھے خوبی دستی، جیون تیوں بھی جانا چ منگتا ہے، مقصود اپنی پانا چ منگتا ہے، تو یک بات میری سن، اس بات میں ہے بہت گن۔ ہمارا اڑتا سو لشکر، دشمن پر پڑتا۔ سو لشکر تن کے ملک میں تی اپنی سنگھات لے، ہور شہر دیدار کے اُدھر ڈیرا دے۔ فرد۔

برا کی سو براچ ہے اُس تی ڈرناچ

عقل میں خوب دستا ہے سو کرناچ

یکیلے جانا بہت زیاں ہے، عقل میں بہت نقصان ہے۔ حسن دھن من موہن جگ جیون پاس لشکر بہت ہے، عورت کی ذات میں حیلہ مکر اکثر بہت ہے فرد۔

مکر سوں کوہ کوں توڑے کمرتی

دغا عاقل بھی کھاتا ہے مکرتی

اس عشق کے بہانے کیا ہوتا، کوئی کیا جانے کیا ہوتا۔ اگر تیرے پاس

بھی لشکر اچھے تو خوب ہے، توں بھی ور زور رہو کر نڈر اچھے تو خوب ہے اگر کبھا نے وقت، معاملہ ہوے سخت، تو توں بھی کچھ کام کرے، بارے اپنا نام کرے۔ ڈانوداں ڈول نہ ہوئے ماگھانگراگھول نہ ہوے۔ دل کوں یو بات بہت خوش آئی بہت بھائی۔ باپ کوں کیا اتال ہیں اختیار اپنا تیرے ہاتھ دیا جو کچھ توں کتا سو میں کیا۔ عاشق جاں بازی ہوں، جوں توں کتا ہے و دنچہ راضی ہوں جوں توں فرمایا ہے تیوچہ جاتا ہوں، خدا کرتا ہے تو حسن سوں مل کر حسن کوں بھی پھاندے ہیں بھاتا ہوں، عاشق وو جو معشوق کو بھاوے۔ عاشق وہ جو معشوق کوں بھاوے۔ جوں اپے تلملتا ہوں، سے بھی تلملا دے، جوں اپے ترستا تیوں اسے بھی تپاوے۔ عاشق معشوق کوں چاہے تو خوب، معشوق بی عاشق خاطر تپے تو خوب۔ دونوں گدھن تی محبت اچھے تو محبت کی خوش حالی۔ دونوں ہاتھ ملتے بجتی ہے تالی

غزل گفتن دل در فراق حسن از عشق غزل :-

اے ماہ شام ہوئے ہے سحر تجھ فراق تی
کاں وصل دیکھوں جاؤں کدھر تجھ فراق تی
ہنستی ہے توں سکھیاں سوں سکی پھول ہوئے کر
روتا ہوں میں سوں خون جگر تجھ فراق تی
تیرے ادھر کوں یاد کر اے نار من موہن
رڑ رڑ لتا ہوں اپنے ادھر تجھ فراق تی
طاقت نہیں مجھ میں تیری دوری کی اتال
میں مار کر لیوں گا خنجر تجھ فراق تی
لوگاں یہ کیا کتے ہیں سو معلوم نیں مجھے
مجھ بے خبر کوں کاں ہے خبر تجھ فراق تی

یو لکھ کیوں ملے گی مجکوں یو مشکل بہت ہوا
بسلا لیا ہوں میں تو کمر تجھ فراق تی
بر آئیں گی اُمید کدھیں تو بھی دشمن کی
گر جیو یو نجاسی سندر تجھ فراق تی

بیت :-

لکیا چوساری دل پر بہت لیانے
کہ دل منگتا حسن کا دِل بھلانے

ہمّت کے ترنگ پر چڑیا، عاشق تھا اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہو پڑیا۔ ہور عقل کا سپہ سالار جس کے حوالے عقل کا سب گھر دار، صبر اس کا نام شجاعت اس کا کام۔ لشکر آراستہ کرنے میں بہت اسے فام، دلاور ہٹیلا رن کارن کھام۔ بیت :-

صبوری تی خدا راضی صبوری پر خدا بھلتا
صبوری کیلی ہے جس تی کلف مقصود کا کھلتا

صبوری تی دنیا، صبوری تی دین، کہ مصحف کی آیت ہے کہ ان اللہ مع الصابرین، کہ یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا۔ ہور حدیث بھی یوں آئی ہے سچ، الصبر مفتاح الفرج۔ ہور گوالیر کے سجان، یوں بولتے ہیں جان۔ دوہرہ۔

دھرتی میانے رتیک دھر بیج بکھر کر بوے
مالی سیچے سر گھڑا رت آئیں پھل ہوئے

بارے دل صبر کوں بلا کر لشکر حاضر کرنے کا اسے حکم دیا۔ لشکر اپنا سب دیکھیا۔ لشکر کی گنتی لیا۔ ہمّت کریا، سینے میں اساس بھریا۔ شہر دیدار کے

باٹ میں پاؤں کی جاگا سر دھریا۔ عقل دیکھیا کہ دِل تو روانہ ہوا۔ میری بات اسے بہانہ ہوا۔ بہت مہر و محبت سوں، اپنے ارکانِ دولت سوں کچھ فکر کر، ذکر کر۔ تین منزل انپڑاتا آیا، دل کوں عقل دیا سمجایا۔ ایسے میں سنگھاسن کے لوگاں کیں سد پائے۔ خبرے کر آئے، کہ اس صحرا میں ہرناں بھوت ہیں ٹھاریں ٹھار، باریکیاں موٹاں موریاں ہیں آشکار۔ بیت:۔

بلاتی یو بلا پیدا ہوئی ہے یہاں تو ٹک ڈرنا
جہاں غمزہ کرے غمزے وہاں عاشق نے کیا کرنا

سگے ہیں وے سگے لیسے دس نہیں آتے، نظراں تلے دسے نہیں یوں چھالاں جاتے۔ بیت:۔

لاگے لاگاں یو باؤ پر لینے عقل دل دولتاں کوں دغا دینے

بارے سوں جھڑتے پھولن پر اڑتے۔ یوں ہرن من ہرن۔ کون سکے انو کوں رام کرن۔ پھاندے میں پاڑیں گے وے پھاندے میں پڑسیں نا دسریاں کوں سنبڑ دائیں گے وے اپے سنبڑسیں نا۔ ہرن تو ہیں بہوتیچھ آئے، وے ہرناں میں ہیں آدمی کے جائے۔ جنگل میں رہتے، اتنا نچھ ہے جو بات نہیں کتے۔ عجب ہے یو حیوان، سب آدمی کا دھرتے گیان۔ یاں جناں نے ہرناں کا لئے لباس، اس بات کوں خوبی کرنا نفاس۔ ہرناں میں اتی تندی اتی چالاکی کہاں ہے ہرناں میں اتی لطافت اتی پاکی کہاں ہے۔ دل بادشاہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، ظل اللہ، بات اس دھات سن، بہت پکڑیا اس، اس ٹھار شکار کھیلنے کی آئی ہوس۔ بیت:۔

دل عشق میں ہلاک ہو لئی آن کھبرن سوں
منگتا شکار کھیلنے لوٹنیاں کے ہرن سوں

لے نزان نوتی کا جوان، تیزی پر سوار ہو ہات میں لے تیر ہور کمان ہرناں کے پیچھے گھوڑے کوں دیا تاو، یا باؤ پچھیں جانور دڑی باو۔ انوکوں ہرنا کتے۔ دو ہرنا کتے، دو ہرناں نہ تھے تھا غمزے کا چشم، انو کو پکڑنے کون کر سکتا ہم، انو کوں ایسے شکار کا کیا غم۔ بیت:۔

ہرنا نے اپنا مکھ دکھا لیا ہے ہیں دل کوں کشت میں
صیاد ہوا ہے صید یہاں کیا سحر ہے اس دشت میں

دل نزدیک آئے لگن ہر گز دور نہیں جاتے تھے، عقل ہور دل کوں اور انو کے لشکر کوں باٹے باٹ بوجھ کھینچتے لیاتے تھے۔ دور گئے تو کھڑے رہ کر اپس کوں دکھلاتے، بہت نزدیک آتے تو نکل جاتے غمزے کے لشکر کوں بھی غمزے کی عادت پڑی ہر ہرن یک نازکی پھل چھڑی۔ ایک ہرن صد فنی، اس نازاں کوں غمزہ نے جنی۔ ایک غمزہ پر عاشق اپنا خوش حال، جاں غمزیاں کا لشکر اچھے وہاں عاشقاں کا حال۔

کاں کاں سنبھلے جیوں کوں عاشق بچارا کیا کرے
رس رس کوں دیدے لا لیتا غمزیاں کے ہنگاںلے تی بھر

یو عشق کا ہے گھاٹ۔ دل ایک باٹ عقل ایک باٹ۔ بارے عقل نے دیکھیا کہ دل کوں حسن کی محبت کا اثر چڑیا۔ اس من ہرن دنبال لگ یو تو بیاباں میں پڑیا۔ بیت:۔

دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا
دل دیوانہ ہوا جنگل پکڑیا

عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ رہیا تھکیا، عقل پادشاہ

لے ہنگامے

صاحب سیاہ کوں برا لگیا۔ بہوش آیا۔ خون جوش آیا۔ فرزند جگر گوشہ، ہر دو جہاں کا توشہ۔ سینہ پھوڑیا کیوں جاتا ہے۔ فرزند کوں چھوڑیا کیوں جلتا ہے۔ فرزند اگلا دل جان تی۔ فرزند اگلا دل ایمان تی۔ بہر سو ما باپ کی، باقی ہر بین باپ کی۔ دنیا میں سب ملیں گے یہ تحقیق جان، نا مل سی سو ما باپ ہور لگے بھائی ہور بھان، انو کی مہر ہے ہو طلسم ہے، سحر ہے۔

القصہ عقل پادشاہ اپنا لشکر جوڑیا۔ یو بھی ہرناں کے پچھیں لگیا، شہر بدن کوں چھوڑیا۔ کام ہوا کدھر کا کدھر تی عقل بھی پھاندے میں سنپڑیا دل کے ادھر تی۔ دل ہور عقل دونوں ہوے بیابانی، دونوں کوں لگی حیرانی سرگردانی۔ بارے نظر ہور غمزا جو دل بادشاہ عالم پناہ کوں بلانے جاتے تھے لیانے جاتے تھے۔ سو دل کو نجہ ادھر آتا دیکھے، حسن دھن من موہن، جگ جیون خاطر تلملتا دیکھے۔ کہے الحمد للہ کام پایا سرانجام، اقبال فتح ہوا کام، جس کی خاطر ہمیں جاتے تھے سو وو جہ انگے آیا، خاطر ہمارا تسلی پایا۔ ایس میں اپے فکر کتے ایکس کوں ایک عقل دیتے۔ کہ ہمیں تو بہ کوں شکست دے کر ناموس کوں ننگتے۔ ہور عقل کوں بھی ڈرائے۔ جو دل کوں اپیچ بلا کر دلاسا دیا، جیوں دل کا مدعا تھا۔ وو نجہ تدبیر کیا۔ عقل دل کوں آن دینا نہ تھا سو اپے تی اپنے لشکر سوں آتا ہے۔ عقل بھی بڑا بادشاہ ہے۔ کیا جانے کیا فتوا اچاتا ہے

فرد:۔

نظر غمزا دو ٹھگ دونوں ڈھٹارے
ایس میں آپ مل کچھ کچھ بچارے

آتاں فکر یو ہے جو ہمیں دل کے کتے نا جانا، عقل ہور دل ہمنا نا دیکھے تو نجہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیانا۔ کیا واسطہ کہ لشکر ہور حشم آتا ہی

دیکھنا خوشی آتی ہے یا غم آتا ہے۔ کام قضا کا ہے، معاملہ ایک دھنا کا ہے، ایک پادشاہ ایک بادشاہ کے ملک میں جاتا، کیا جانے کس کے جیومیں کیا آتا۔ بادشاہاں کے مکرتی حذر کرنا، بہت ڈرنا۔ انو مال ملک پر نظر دھرتے، دوستی سوں آتے دشمنی کرتے۔ مصحفاں کیاں سواں کھاتے، ہور ایمان بدلاتے۔ رزق پر ہاتھ مارتے۔ ہور اپنا دندسارتے۔ گرتی آگ سوں جالتا ہے انو پانی سوں جالتے ہیں۔ دغا دیتے ہیں بلاییں گھالتے ہیں۔ بیت:۔

بربان تی بہت مشکل خوب آنا ۔۔۔ بُرا اگر خوب کیے بھی نا پتیانا

عقل ہور دل کوں کتے۔ ان دونوں نے یو متا متے۔ ٹوٹنے کے شر شور سوں سحر ہور مکر کے زور سوں، عقل ہور دل کوں کیں کا کیں لیا پاڑے۔ ان دونوں نازنیناں نے اُن دونوں عاقلاں کوں تاڑے:۔ بیت:۔

نظر ہور غمزے کے جیاے بلا لیائے
کہ دل ہور عقل دونوں مل دغا کھلائے

یو کچھ چینک لاتے لاتے۔ پھاندے میں پھاتے بھلاتے، کھیلاتی کھیلاتے دیدار کے شہر لگن للتے۔ اپنا کام فتح ہوا کر بہت خوش حالی پائے۔ ہزار ہزار انندسوں لاکھ لاکھ چھند سوں حسن دھن جگ جیون من موہن کنے گئے سلام کئے، گر رپا سو قصہ بولے تمام کئے۔ سُرخ رُو ہو آئے۔ بہت شاباشی پائے حُسن دَھن، من موہن، جگ جیون نظر ہور غمزے کوں گلے لالئی، رلی کچھ بخشے تی کچھ دیتی۔ ہور فکر اپس میں کئے کہ عقل بھی بڑا پادشاہ ہے، بہتاں کا پناہ ہے، اپنے لشکر سوں نزدیک آیا ہے کسی کوں رہتیا یا ہے۔ کون ہنستا کون روتا، خدا جانے کیا ہوتا۔ بیت:۔

جو کچھ ہے سو کنا نزدیک آنا ۔۔۔ ٹُریاں تی بات ہرگز نا چھپانا

اس مصلحت کا کام، اس وقت کا کام یوں دیکھے کہ قصہ یہ ہے کہ باپ کوں خبردار کرنا ہوشیار کرنا کہ اس لشکر کوں دور کرنے کا کچھ علاج کرے کچھ کام ہوتے اپنا رواج کرے۔ بیت۔

عاشق جو کوئی ہوا اسے آرام نہینچہ ہے

اپنے سجن کے کام بغیر کام نہینچہ ہے

مکتوب معقول مقبول جوں محبوب لکھ کر بھیجے باپ کنے مضمون یوں تھا اس مکتوب منے۔ کہ نقاشِ خوب بے بدل۔ سب نقاشاں میں اوّل۔ میرا تھا یک غلام، بانی تی ریاست اس کے کام۔ خوش طبع بہوتیچ خوش فام جس کے کام کوں دیکھتے دل کوں ہوئے آرام، خیال اس کا نام آج مدتیک ہے کہ میرے پاس تی گیا ہے، عقل بادشاہ کے بند میں سپڑ رہیا ہے۔ عقل پادشاہ نہ اسے پانی نہ اسے کھان دتیا، نہ ادھر آن دتیا۔ اسے دان بہت خفا ہوا ہے، اس پر بہت جفا ہوا ہے۔ ہمیں اسے بلا بھیجے تو بہت غصہ کر، اپنے لشکر ہور حشم سوں آ کر بہت غوغا کرتا ہے، فتنہ برپا کرتا ہے۔ فرد:-

جتیا حق بولے تو ہرگز کِسے تاثیر نہیں ہوتا

دنیا کا کام مشکل ہے یو بے تدبیر نہیں ہوتا

منگتا ہے جو شہر دیدار کوں اس گل بھرے گل زار کوں لیوے۔ یاں کے متوطنان کوں آزار دیوے، عورت کی ذات، کچھ جھوٹ کچھ سچ ملا کر بولی بات کہ اس کی تدبیر کچھ کرنا، یو بات نا بسرنا۔ کام گیا بات تی، پچھیں کیا فائدہ کس بات تی نکتہ چینی بہت کچھ خوب ہے۔ پیش بینی بہت کچھ خوب ہے۔ توں عشق ہے تجہ سوں عقل کیا کرنا۔ دے عقل مکری ہے۔ اس کی مکر تی بہت ڈرنا تو مست دو ہشیار، دغا دیتے کیتی بار۔ جتیا کوئی قوت دھرے گا، دغے

کوں کیا کرے گا۔ جہاں زور سوں کام ہات نہیں آتا، دشمن وہاں دوستی لاتا۔ خدا تی نہیں ڈرنا، دشمن دوستی سوں اپنا کام کرتا۔ سمجھ ہوجائے اگر سنکھ ہنکارے دغے سوں چیونٹی ہتی کوں مارے، دغے سوں بکری غالب باگ پر ہوتے۔ دغے سوں شیر نرے پر روباہ ور ہوتے۔ یو بات سب خاطر لیانا، ہشیار اچھنا، دغا نا کھانا۔ اسی بات کوں حدیث ہے سن اے عزیزا، اقتل الموذی قبل الایذا یعنی کیا حاجت ہے دندی اگر دند سارنا برائی نیں کرے لگیچہ برے کوں مارنا بری تی خدا کہیا ڈرو برے کی آنگے تیچہ فکر کرو۔

عشق بادشاہ، ظل اللہ صاحب سپاہ عالم پناہ یو واقعہ سنیا غصے تی سر دھنیا۔ بیت :۔

غصہ چڑیا ہے عشق کوں اب عقل پر آئی بلا
کیا حال آخر ہوتے گا کیوں سوسے گا یو زلزلا

کہیا عقل کوں وجود کیا ہے جو ایسا کام کرے، ایس کوں رسوا ہمنا بدنام کرے اگر عقل کوں ایس پر گمان اتنا ہے، تو میں بی عشق ہوں خدا ہے یو کام کتنا ہے

بیت :۔

جلالت میں یو عشق آیا نہ ہوسی کم تہمر ہرگز
عقل کے گاڑوڑی تی یو اوترسی ناز ہر ہرگز

عقل دیوانہ ہے جو عشق سوں کلاتا، عقل کوں عقل اچھتی تو عشق کا مایا پاتا۔ عقل کوں اتی کاں ہے زیادہ سری جو عشق سوں کرے برابری۔ عشق سوں قوت کرتی عقل ہوئی دیوانی۔ ہتیاں انباریاں سوں ڈبتے۔ بکری کتے مجھے کیتا پانی عقل عشق سوں لڑنے آیا ہے، سو عقل گم کیلہے۔ قطرے نے دریا سوں ہم کیا ہے ذرہ آفتاب سوں کیا کریگا۔ آتش آب سوں کیا کرے گا۔ حبشی کا سلیمان ہوں

کیا چلے گا۔ زمین کا آسمان سوں کیا چلے گا فرد ؎

دوڑیا ہے عقل پر عقل کے بادل ہو لشکر عشق کا

کس کس کوں جا کر مارنا کیا جانے خنجر عشق کا

بارے مہر نام، خوش فام، شیریں کلام، شجاعت میں تمام نڈر ے جگر، ہمیشہ مستعد اپنے کام پر۔ عشق کا ایک سپہ سالار تھا، لینے کھار بہت ہشیار تھا سب لشکر تی خبردار تھا، اسے فرمایا کہ جفا، مشقت، درد، محنت، غم، الم، قلاشی، زاری، بے نوائی بدنامی، رسوائی، فراق، اشتیاق، زاری، خوں خواری، دشواری، فغاں، زاری، آہ، نالہ، ابتلائی حسرت، سوزش، تپش، شیدائی، استغنائی، بیداری، بیقراری، بے تابی، اضطراب، بلا، رنج، عتاب، آزار، عذاب، حیرانگی، پریشانگی، سرگردانگی، دیوانگی یو وزیر بڑے بڑے، سب حاضر کھڑے، انو کے جی کی بات لے، انو کا دل ہاتھ لے انوکوں اپنے سنگھات لے۔ جاں لیسے اچھیں وزیراں۔ وہاں کس کیاں کیا چلے گیاں تدبیراں، جو کوئی انو کا ناؤں سنتا سو ڈرتا، انو سوں کوں لڑنے کوں دعوی کرتا۔ یو نام کے وزیر، بہت بڑے کاماں کے وزیر، ہور مشتری کے ادھر کا جتیا لشکر ہے۔ باقی وزیر سردار جتیا نہے کارگر ہے۔ یو سب یک بار شہر دیدار کے ادھرے جا، بارے عقل ہور دل کے لشکر سوں ٹک جھگڑا بجا۔ اس لشکر کوں پیچان کر، ہنجاک یکساں کر۔ دانا داں کر، پریشان سرگرداں کر کہ دوسرا ایسے کام تی ڈرے، دسری بار بھی کوئی ایسا کام نہ کرے۔

لشکر رواں کیا ست کا

وقت آیا ہے اب قیامت کا

مرد ے ہمت نا اچھنا، ہمت دھرنا، دشمن کوں ایس پر دلیر نا کرنا جہاں ادب واں سب جتنا قاعدا اتنا فائدا۔ بے ادب بے تمیز، ادب دار

سب کوں عزیز۔ پھر سپہ سالار نے، مرد کارزار نے، جوں عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ۔ صاحب سپہ نے فرمایا تھا۔ جیوں عشق کی خاطر میں آیا تھا۔ تیوں سب لشکر جمع کیا، سب تر جمع کیا۔ ایک تی ایک خوب تر جمع۔ چاروں طرف صف باندھ، جیوں پولاد کی کاند، بسم اللہ کر ہمت دھر، عقل ہور دل کے لشکر پر چلیا، جا لڑ کوہ قاف کا ڈونگر ہلیا۔

دل نے کیا ہے کام یو اس عقل پر کیا بول ہے
دل کی ادھرتی عقل بی حیران ڈانواں ڈول ہے

عقل یو فوجاں، یو تھر کے دریا کی موجاں دیکھ اپنی جاگاتی ہلیا، تلملیا میبت میں آپس میں آپے گلیا۔ فرد:۔

یو واقع عقل کوں آیا، سو اس دل کی ادلیاں تی
بلا ماباپ پر آتی ہے فرزنداں کی چالیاں تی

ناجان کر گمان کر ایسے کام میں پڑیا، اپے اپنی عقل سوں اپے اس دام میں پڑیا عشق کا مایا نہیں پایا، ایسی عقل تی یہاں دغا کھایا۔ فتنہ جاگیا، جھگڑا لاگیا۔ بارے اد ایک دیس غمزا آکر عقل کے موں پر چڑیا، خوب دو دو بات لڑیا، عقل کوں سنبھالتے مشکل پڑیا۔ دوسرے دیس قامت نے استقامت کیا، عقل کے لشکر میں قیامت کیا۔ تیسرے دیس رات کوں زلف جا کر شب خون پڑی۔ کوتی تھی سو موئی بڑی۔ بہوتاں کو پہنچی، بہوتاں کو کھینچی، ٹھار ٹھار ہیری۔ دھواں ہو کر گھیری، ناگ ہو کر چاروں طرف لڑی، بہت قائم ہو کر کھڑی۔ فرد:۔

جو غمزہ آے لڑنے کوں عقل اس ٹھار کیا کرنا
اٹھے گا ہاتھ کیوں اس ٹھار یہاں تروار کیا کرنا

دبیے میں خوش بوئی کی باس کہ دل کو جلانہاری تھی، دل کوں بہت پیاری تھی، دل میں ہور اس میں یاری تھی، غم خواری تھی۔ وو ہوی دل کے ادھر، دل کوں کہی نکو ڈر۔ یو باؤ کاں لگتے اسے کس کے زخم، زخم کا اسے کیا غم، اگر بارہ ہزار جتے ماریں گے تو بی ماراماریچ ہاریں گے۔ یو باو بارا، اس سوں کس کا کیا چارا۔ اڑے وقت دل کوں ند دآئی بارے سنبھالی، باری کوں قرار رکھی، دل اپنا ایک ٹھار رکھی، محبت کوں پالی۔ اپنے آشنا تی بولی کام ہوا ہے مشکل، ایتاں ہمت چھوڑنے میں کیا حاصل۔ مارنا یا مرنا، اپنا نالوں کرنا، نہاٹے تو کیا آوے گا، نہ ہلٹے تو کیا بانجنے پاوے گا۔ نجناں میں لکھا سو کیا جاوے گا یہاں ناٹے تو خدا کوں بھی بھاوے گا۔ جیو کوں کیتا ڈرنا، یو مرنے کا وقت ہے کچھ تو بھی کرنا۔ جیو گیا تو کیا دلے شرم نا جانا، نہ کہ جیو ہور شرم دونو گنوانا۔ یوں ہوا تو مرداں میں مرد کیوں کہوانا، ہور لوگاں میں بھی کیا موں دکھلانا۔ یو حضرت کی حدیث ہے سُن (من مات العزت فقد مات شہید قد قتل عند عزۃ فہو شہید۔) یعنی جو کوئی اپنی عزت خاطر مارا گیا سو شہید ہے، جو کوئی اپنی عزت خاطر اتار با گیا سو شہید ہے۔ دل کہیا خوب کہی اسے سو باس راسک راس، اس وقت مجھے تیرا بچہ ہے آس۔ میں بھی دل ہوں بڑا ہوں، قائم ہو کر کھڑا ہوں کیا کردں عشق ہور حسن کا لشکر قوی ہے، یو عشق کا کھوراتیں باگاں کی گوی ہے، یہاں باگاں ہیں بھاڑیں گے، ہڈاں ہیں نی گد جھاڑیں گے۔ یہاں جیوتی اٹھنا۔ اپنا ہوا ہے گھٹنا۔ یہاں مرگ کوں مرن کا قصا ہے۔ یاں باگ اندہرن کا قصو ہی۔ یہاں چیٹی کے انگے ہتیاں ہارے۔ اس جنگل کے کولیاں تے شرزیاں کوں مارے۔ نبی ہور ولی جو ویسے تھے مست، ویساں کا لشکریاں کھایا شکست۔ میں بھی یہاں بات جیوتے جھاڑیا ہوں، ہمت کیا ہوں رن کھام گاڑیا ہوں۔ کوے میں پڑ کر سری

کاٹنا نہنیچ پھبتا، عاشق کوں نھاٹنا نہنیچ پھبتا - دل تو ہمت دھرتا، دیکھیں اتاں خدا کیا کرتا - تال اللہ توکلت علی اللہ، جوں فارسی میں کتا ہے استاد کہ زدیم برصف رنداں ہرانچہ بادا باد،، بارے دو سو باس جو دل کنے آئی تھی - دل سوں دل لائی تھی، اُن نے خوب دو چار حملے کری، بہت تی ہمت کری، ہمت دھری ہمت بڑائی فوجاں اچائی - عشق کے لشکر کوں حیران کری، پریشان کری سرگرداں کری - فرد :-

تھوے ناز اں کے ہاتاں میں ہیں دل ناں جھگڑتا کیوں
کہ عقل عشق کا جھگڑا ایکایک یوں نبڑتا کیوں

جو تھے دیس بھی یو جھگڑا آفتی نبڑیا نہنیچ تھا، یو غوغا ہیچ تھا - ایس میں اپے لڑتے تھے، جھگڑتے تھے - نہ یو نہاٹتے، نہ وو نہاٹتے، ایک کوں ایک ڈراتے، ایک کوں ایک داٹتے، آٹا آٹ تھا، کاٹا کاٹ تھا - ڈاواں ڈول سب شہر تھا - یو کچھ خدا کا قہر تھا - حسن دھن من موہن جگ جیون لشکر تی ایسی خبر پائی بہت حیفی کھائی، دل پر شکست لیائی کہ آخر خوشی ہے یا غم، اس جھگڑے کا کیا عالم - یو جھگڑا کیوں آخر نبڑتا ہے، کس پر کیا وقت پڑتا ہے - قضائے آسمانی بلائے ناگہانی - فتح شکست خدا کے ہات - یہاں نہ کئی جائے بڑی بات حیران ہوئے، اندیشواں ہوئے - آخر وو بن بر کی پری، آپس میں اپے کچھ فکر کرکے ہمت پر دل دھری - بیت :-

ہر ایک کام آول اختیار کر کرنا
جو کام کرتے اسے تک بچار کر کرنا

اپنے خیال کوں عالم کے کال کوں جگ کے جنجال کوں، اس نیک خواہ نمک بر حلال کوں بلائی، اس سوں مشورت لائی - فرد :-

وو من ہر دل ربا ادتار مورت
سو اس کالی بلاسوں کی مشورت

ان خال نے بولیا، عالم کے کال نے بولیا، جگ کے جنجال تے بولیا، حسن کا تمک حلال نے بولیا۔ کہ اے حسن دھن من موہن جگ جیون کہ تجھے کوہ قاف کی پریاں ہیں ایک ہمزاد ہے۔ تجھ تی ہمیشہ اس کا دل شاد ہے۔ عالم اسے دیکھین کوں آرزومند ہے، سرمست آزاد ہے۔ بہت دلادر بہت زورآور کسی تی نہ ڈرے، جاں جاوے واں فتح کرے، جیتا کوئی شجاعت ہیں بنواتا، اسکے موں پر کون آتا۔ جکوئی میدان میں مرد ہو کر نکلتا، اس کے آنچ تی گلتا جیتے مرد ہیں مردانے اندازہ نہیں اس کے انگے ہاتھ اوچانے، تقوا کر کھڑے رہتے کسے تاب سامنے آکر کوں دے سکتا جواب۔ ہٹیلی ہٹ بھری، جکچھ کہی سو کری۔ خوش شکل قبول صورت، من ہر مورت، روپ بھو نیچ اعلیٰ ۔ جاں بیٹھے وہاں پڑے اجالا۔ ہنسے تو پھول جھڑے۔ بولے تو نبات ہور موتی ڑے۔ جو کوئی دیکھے سو بیتاب ہوئے۔ جاگتا اسے خواب ہوئے۔ بیت:۔

برائی خویش تی دیکھیا نہ جاوے
عزیز ہوئے سو وقت پر کام آوے

وو یہاں آئے تو بہت بھلا ہے، وو آدمی نہیں ایک بلا ہے۔ وو دھن جگ بھار نکلے تو بس، خدا دیا ہے اسے جس۔ وے ان نے ایسی جاگا پر کری ہے گھر، کہ ہرگز نہیں پڑتا کسی کے نظر۔ وہاں جاں کوئی کسے دسے نا، اس کا نشان کوئی کسے دسے نا۔ اس ناؤں بی حسنچ ہے اسے بی حسنچ کہتے ہیں، جیتے عشاق دنیا میں رہتے ہیں۔ فرد:۔

کھول کر کیا کہوں کہ کیسی ہے — حسن کی بھان حسن جیسی ہے

دو بھی لئی نازاں لئی چھنداں لئی غمزے لئی عشوے لئی کچھ دھرتی ہے، عاشقاں پر ظلم کرتی ہے۔ تیرے یہاں آشنا جو وقت دھرے تو کیا عجب، عاشقاں پر یو ظلم کرے تو کیا عجب، تج میں کیا عشوا تھوڑا ہے۔ دو بھی تیرا جہ جوڑا ہے، ایک کوں چھپانا ایک کوں دکھلانا، نادرہیں تمیں دنیا میں دو نوں بھاناں۔ تمیں دو پھول دو تارے دو دیوے دو نہ مانگ جھمکا دے۔ دو پریاں دو حور۔ دو چاند دو سور۔ دو حسن کیاں بہریاں دو حسن کے باز دو نو صاحب صورت دو نو صاحب ناز۔ دو گل زار، دو بادشاہ خون خوار۔ دو نو صاحب سپاہ، دو نوں کوں خوبی بخشا ہے اللہ۔ دو سرو، دو شمشاد، جنو کا قد وقامت دیکھ خدا آوے یاد سکھیاں، بھی دو عالم کی کیاں انکھیاں۔ دو نو دو بہشت، دو نو دو عالم کی آس کی کشت۔ یو دو محبوب دو نادر ناریاں، عاشقاں کے دل کی مراد بخشن ہاریاں، جیو کیاں پیاریاں، سب گن ہیں ساریاں۔ جو کوئی انو سوں جیو لادے دو ہرگز نہ مرے، دو نو دو آب حیات کے جھرے۔ جاں ایسی من موہن ہوئی بار، وہاں خضر ہونا کیتی بار۔ تمیں دو نوں بھی دو آفتاب، اس شرح کوں بھی ہور ایک ہونا کتاب۔ اگر تول ہور دو دو نول کر آتے ہیں تو البتہ اس عقل پر ظفر پاتے ہیں۔ دل سوں تو یاری ہے، دل کا جھگڑا استاری ہے، باپ ہے کر دل عقل ے پاس ہے، دے اسے بہوت تیرے جہ آس ہے۔ دل حسن کے غلام کا ہے غلام ے لڑنے جھگڑنے سوں کیا کام۔ ادھر بائیں ادھر کوں ہے، اس بچارے کوں بھی بہت مشکل ہوا ہے، دو عاشق ہے اہل ہے، اس کا کام سہل ہے، حسن دہن ر موہن، جگ جیون نے بولی کہ کیا فائدہ، دو گلگوں بچن نے بولی کہ کیا فائدہ۔ جھگڑے کوں آ کھڑے ہیں حسن ہور دل۔ دو مدد آوے لگ بہت مشکل۔ اتال ہمیں جھگڑے کی لاف ہیں، دو ہمزاد ہماری کوہ قاف ہیں۔ دو خراسان ہیں، دار د

ہندوستان میں۔ وو دارو کو آنا، کو اُس کا درد جانا۔ اگر دارو کر نہارے کوں یو ہے فام، ورا د آ ے لگن درد مند کا کام تمام۔ شاباش تجھ سوں مشورت کری ساری رات، توں مجھ سوں بولیا آخر ایسی بات، میں تو تجھے عاقل کر جانی تھی رتجھ میں کچھ عقل ہے کر پچھانی تھی، خال نے کہیا، عالم کے کال نے کہیا، جگ جنجال نے کہیا حسن کے نمک حلال نے کہیا۔ فرد:۔

ناز میں اپنے مست محبوباں
ناز پر ناز کرتے ہیں خوباں

توں حسن ہے تجھ میں ناز کیاں باتاں بہت ہیں، تجھ میں غمزے کیاں حکایتاں بہت ہیں۔ ہر ایک بول تیرا ناز ہور غمزے سوں آتا ہے، ناز ہور غمزہ تجھے بہت بھاتا ہے۔ سہاتا ہے۔ فرد:۔

عاقل جو کہتا بات وو اس بات میں مانا ہے کچھ
غافل نہ ہو اندیش دیکھ اس ٹھار پو پانا ہے کچھ

کچھ میں بات پچھیں بھی غم کرنا ہے، کچھ سمجھتا ہے پانا ہے دل کوں بے غم کرنا ہے۔ کیا واسطے کہ میرے پاس ایک عنبر کا دانا ہے، بہت پرانا ہے۔ جس وقت کہ میں آگ پو رکھوں گا اُس عنبر کے دانے کوں، تو کیتی بار ہے تیرے ہمزاد کوں تیرے پاس لیانے کوں۔ گھڑی میں آے گی یو ن داری کر ددھے پریاں میں کی رہنہاری۔ حسن دھن من موہن جگ جیون یو بات سن۔ نپٹ فارغ بال ہوی۔ اس اشارت تی، اس بشارت تی بہت خوش حال ہوی، جیوں پھول پھولی لال گلال ہوی۔ خال فی الحال اس عنبر کے دانے کوں آگ پر جلایا اس حسن کے ہمزاد کوں حاضر کر حسن کے حضور لیایا، حسن دیکھ ہوئی حیران، یکایک یو کدھر تی پیدا ہوئی یہاں۔ پریاں میں تی آئی پری، یو بھی بہت تواضع کری

بہت تعظیم کری۔ وو ناز ہور غمزے کی گھڑیاں، ایک کوں ایک دیکھ دونوں منس پڑیاں۔ بارے بعد از ملاقات ہات ہیں لی بات دونوں کی ہچکل چکل گلے لگی بیتو

دو بچھڑے دو عزیزاں آ ملے ہیں

دو غنچے دو نو پھول ہو کر کھلے ہیں!

ماضی مستقبل حال، ایک کا ایک پوچھے احوال۔ ایک رات بات ہیں بات عقل اور دل کے لشکر کا قصا کاڑی، اپنے راز کا پردہ پھاڑی۔ کانٹے کا زخم گھاؤ درد کہی، اپنے ہمدرد پاس درد کہی کہ ہمنا ہور دل ہیں عاشقی ہور معشوقی کی نسبت ورمیان ہے، دو تن ہیں دلے دو تن کوں ایک جان ہے۔ دوہرہ

جے ہیں کہی سو ان کہا پریت ہو اس دھات

دو من کا ایک من بھیا اب دو کی ایک ہی بات

دل باپ کے ملاخطے سوں چپ جھگڑے ہیں آنا ہے نہیں تو یو جھگڑا اسے کدھاں بھاتا ہے۔ وو عاشق صاحب صورت صاحب محبت، اسے جھگڑے سوں کیا نسبت۔ بات عجب ہے، اس کے جھگڑنے کوں ایک سبب ہے۔ یہاں کچھ ہم نئیں، اس کا کچھ غم نیں۔ ولے جھگڑا اتال عقل سوں آپڑیا ہے، قصہ مشکل کھڑیا ہے۔ حسن دھن من موہن جگ جیون کی بات حسن کی ہمزاد من سب خاطر لیا بچاری، کہی خدا ہے ڈرنکو عقل کیا اچھے بچاری۔ پھر جو عشق کا سر لشکر تھا۔ سب پر ور تھا۔ حسن کے ہمزاد حسن نے بھی اپنا ناز، اپنا غمزا اپنا شیوا اپنا جالا اپنا چھند بند سب اس کی مددگاری کوں بھیجی، اس کی یاری کوں بھیجی، ہمت دی، ہمت دی۔ مردانا اچھ کہی توانا اچھ کہی دانا اچھ کہی اپنی عزت کی شمع پر پروانہ اچھ کہی۔ بیت۔

ناز غمزے تمام بھار رچے | دل کے تئیں بھار ٹھار رچے

ہور حسن کنے بھی ایک حاجب تھا عاقل کاری، خوب کستا تھا کمان داری۔ بے خطا تیر مارے، ایک تیر سوں ہدف اتارے۔ اڑتا جناور تو اس کے انگے جاتا کہاں۔ چلتا سو جناور تو اس کے انگے جاتا کہاں۔ کمان داری کا دیوا اس کے گھر جگیا ہے، خیال سوں تیر ماریا سو تیر لگیا ہے۔ وو تیرا اگر ٹک ڈنگر کوں مارے تو پیلاڑ جا دے نکل، اس کا تیر عاشقاں کا اجل بال سوں باریک اس کا تیر، پولاد کوں سٹے گا چیر۔ یہاں حیران ہم بادشاہ ہم فقیر، سب عاجز کس کی نہیں چلتی تدبیر۔ جو عاشق سامنے آیا، بے خطا ایک آدھا تیر کھایا۔ ناتوں اس کا ہلال کمان دار، دھاک اس کا ٹھاریں ٹھار۔ ساس شہباز کوں بھی، اس تیر انداز کوں بھی، حسن اس مہر سپہ سالار کنے، اس ہٹیلے سردار کنے اس خونخوار کنے مدد کوں جاکہی بیگ فتح کرآ کہی، سرخ رو ہو کر ہمنا موں دکھلا کہی۔ بیت:-

خدا عزت رکھے جس وقت صاحب کام فرماتے
نفر کا نیت ہوئے ثابت تو ہمت غیب تی آئے

یو صاحب جمال، یو صاحب اقبال، یو ہلال کماں دار، غضب ناک قہری قہار، مہر سپہ سالار سوں، صاحب تلوار سوں، مل کر یک دل کر بہت قرار کئے، بہت اختیار کئے۔ بات کوں خاطر نشان کیا، ہات میں تیر کمان عشق کا لشکر بہت ور زور ہوا، لشکر میں سب شور ہوا۔ لئی غمزے، لئی عشوے، لئی نازاں ملے، لئی ادباشاں ملے، لئی دغا بازاں ملے۔ کام کچھ ہوا لشکر سب ہچہ ہوا۔ شجاعت کا شراب سر چڑیا، ہلال کماں دار بسم اللہ کر، اللہ اللہ کر عقل کے لشکر میں جا پڑیا۔ چاروں طرف اس پر مار پڑی، مجلس عجب کھڑی۔ ہلال عاشقاں کا کال دل گھٹ کیا، تقسما نپٹ کیا۔ ہوا خدا کا لوڑیا، وے اپنی ہمت نیں چھوڑیا۔ مردانا تھا،

دانا تھا، توانا تھا، عقل کوں جا کر ہٹ کیا ہنکار ریا۔ باپ کے جھل تی، اپنی قوت کے بل تی۔ نا دیکھ سک کر اس غلغال میں، اس قیل و قال میں، یکایک دل میانے میان آیا، سو نا جان کر ناچتی دل کوں تیر مار یا، دل کوں گھوڑے پر تی اتار یا۔ جھگڑا بیگ نہیں بجھیا، کسی مارنے گیا سو کسے لگیا۔ جیتا کوئی گیان دھرے، قضا کوں کیا کرے، قضا کوں کیوں سنبالے، قضا کوں کیوں ٹالے، مصحف کوں یوں دیتے ہیں خبر۔ اذا جاءالقضہ عمی البصر۔ یعنی جو آتا ہے قضا، تو انکھیاں کوں اندھاری آ کر انکھیاں ہوتیاں ایک وضا عقل دل کوں گھوڑے پر تی پڑیا دیکھیا، کام مشکل کھڑیا دیکھیا۔ عقل گھابرا ہو عقل کا سینا پھاٹیا، عقل کا لشکر سب نیاٹیا کیا نھنا کیا بڑا، ایک جنا نہیں رہیا کھڑا۔ بیت

عشق سلطان عشق سرور ہے
عشق دائم عقل او پر دہے

عقل گیا جنگے جنگل، عقل کوں وقت آیا کبل یعقل ڈاواں ڈول کسے یو قصہ کہے کھول۔ قضا یوں کھڑیا یعقل پر آسمان ٹوٹ پڑیا۔ بادشاہاں کوں لشکر خوب رکھنا کتے سو اس خاطر، جوانان دلاور خوب رکھنا کتے سو اِس خاطر۔ کر ایسے وقت پر کام آویں، بادشاہاں کی عزت رکھیں۔ یا دشاہاں کو بچاویں۔ اوّل کے پادشاہاں کے خوب جواناں رکھتے تھے، سو کچھ جان کر رکھتے تھے، اپنی عزت اپنی شرم اپنا نیم دھرم پچھان کر رکھتے تھے۔ جو پادشاہ اول تی یو گت نئیں پایا۔ ان نے آخر یو نچہ دغا کھایا۔ عقل کوں ایتال عقل آئی پچھتانے لگیا، سر کوٹ لیا موں میں ماٹی بھلنے لگیا۔ اول تی نہیں رکھیا اپنا قاعدہ، ایتال پچھتاوے تو کیا فائدا۔ سب چھوڑ کر موا بے تدبیر، یوں تھی تقدیر۔ بارے یوں عقل تائب

ہوا۔ خدا جانے کدھر غائب ہوا۔ بیت

عقل نے عقل سوں کیا نئیں کام
شکر اپنا کیا خواب تمام

کوئی کتا شہر بدن کوں گیا پھر۔ کوئی کتا باغیچہ میں پڑیا گر۔ کوئی کتا جھگڑے پچہ میں مار اگیا۔ کوئی کتا باٹ میں کس کے ہات اتار اگیا۔ کو نچے کو نچے یو حکایتاں ہزار جتے ہزار باتاں طالع عقل کا کج ہوا۔ عقل کا کام بسیج ہوا۔ دل کی بختاں میں بی لکھیا تھا سو انپڑیا۔ دل بی حسن کے ہاتھ میں سنپڑیا۔ آخر حسن کا فتح ہوا۔ جیوں منگتی تھی کتے ہوا۔ فتح کا باجا بجنے لگیا۔ حسن کا بازار لگنے لگیا یچہ حسن دھن، من موہن جگ جیون پری، خدا کی درگاہ ہزار ہزار شکر کری۔ شکر کر غم کوں دل پرتی بسرائی، اپنی زلف کوں فرمائی، کہ عقل پچھیں دوڑ بیگ، نا ہنگ دیکھ نہ ریگ، اپنے تاراں سوں دھوئے کی دھاراں سوں، اس کے سرداراں سوں، اس کے یاراں سوں، اس کے خدمت گاراں سے اسے جکڑ لیا پکڑ لیا۔ ایسے بہت ہوا پاتاں کیوں گنوایا لاف کرآتے، ہور یو نھاٹ جاتے۔ یو لاف مار کر یو کیا کیا لوگ ہنسائی، تھا س جاتی لاج نہیں آئی۔ فرد۔

عقل غافل ہو بہوت پچتایا!
وہم بولیا سو سب انگے آیا

عقل جو سے کے پاؤں لگا کر جاوے، تو بچاری زلف کدھر تی کھیچ کر لیا وے۔

جو نصیباں میں تھا سو وانپڑیا!
عقل تھا ٹیا نفیر دل سنپڑیا

دل عاشق کہواتا، ہو ساں سوں زخماں کھاتا معشوق کے زخم، عاشق

کوں برازمرہم ۔ عاشقی حیران ہونے کی خاطر کرتے ہیں عاشقی پریشان ہونے کی خاطر کرتے ہیں ، تپنے ترسنے خاطر کرتے ہیں ، عاشقی انکھیاں میں تی انجھواں برسنے خاطر کرتے ہیں ۔ فارسی میں ایک کوں کنے پوچھیا کہ عشق کیا ہے کچھ بار دم ان نے کہیا سوختم سوختم سوختم ۔ عاشقی حیرانگی کوں میانے میان لیا تا ہے ۔ پریشانگی کا لذت پاتا ہے ۔ عاشق ہے تو عاشقیت پچھان ، ہزار جمعیت اس عشق کی یک پریشانی پر قربان ۔ اگر عشق کی لذت کسے یاد ہے تو ایک ساعت کے رونے میں عالم عالم کا سواد ہے ۔ کس آرام میں اس بےتابی کا راحت ہے ، کس آسودگی میں اس محنت کا فراغت ہے ۔ تپنا ترسنا لگیا سواد ، تونا نوں پکڑیا مجنوں تو ٹھانوں پکڑیا سواد ۔ یو آگ دل میں رکھے تو بھاتی ، اس آگ پر چلنے ہوس آتی ۔ یو محنت راحت بھری ہے ، اس غم میں خوشی دھری ہے ۔ یو زہر ہے وے آب حیات کا کام کرتا ہے یو تو کڑوا ہے وے مٹھائی پر لاف دھرتا ہے ۔ عاشق عشق کے زور سوں جیا ہے ، تو یو محنت سوسنا تو عاشقی قبول کیا ہے ۔ جن عاشق عشق کی آگ سوں ، اس بجاگ سوں ، روشن کیا دل کے دیوے کی باتی ، اس دیئے پر باؤ کام نہیں کرتی اس دیوے کی جوت کدھیں نئیں جاتی ۔ جوں فارسی میں بی یوں کہتا ہے بیت :۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

باؤ بارے کوں قدرت کہاں یہاں آنے ، پانی میں کی آگ بجھنی کیا جانے مرگ مرگ نہیں ہے عشق سوں جیون ہارے کوں ، کون ماریا ہے پارے کوں ۔ پارا کبھی مرتا ہے ، موا تو جیونے تی بہت کام کرتا ہے ۔ عاشق کا وجود کیمیا ہے اکسیر ہے عاشق کے وجود میں جنس جنس کی تاثیر ہے ۔ عشق کی آگ میں جلیا سو وجود یار خاطر تلملیا سو وجود ، کامل وجود واصل وجود ، صاحب حال وجود صاحب

اقبال وجود، جس وجود میں خدا منظر گیا۔ جس وجود میں خدا گھر گیا، جس وجود کوں کعبہ کہیا جاوے۔ جس وجود میں خدا کوں دیکھنے خلق آوے، جس وجود میں خدا کیا ہے وجود، جس وجود میں سات آسمان سات زمین کا نور۔ بارے کتا ہوں تجہ دھر، جو بات کتا تھا سو آئی بات بھی پھر۔ دل کو حسن کے جھگڑے میں لگیا تیر، دل ہوا زخمی اسیر فقیر بے تدبیر۔ ادھر درد کرتے زخم، ادھر باپ کی پریشانگی کا غم بہت ہوا در ہم، حیران ہوا اسلم۔ معشوق کے جھگڑے کی چوٹ۔ عاشق لوٹ پوٹ جیکچھ پڑیا سو سہا، حسن خاطر جیو پکڑ کر رہیا۔ نہیں اس حال سوں جینا کس کا مجال تھا۔ محال تھا، حسن دھن من موہن جگ جیون نے بھی دل کوں اس حال دیکھ دل کا یک وضا سوں خیال دیکھ پکاری آہ ماری۔ انکھیاں میں تی انجھواں ڈھالی، محبت کی آگ سوں سینا جالی۔ کہی کن موئے نے دل کوں تیہا ماریا۔ کن موئے نے اس عمل میں یو دند ماریا۔ دل کے دل میں الابلا، کن نے ماریا کر بہت داٹیاں بہت گالیاں دیں، عقل کوں چھوڑے دل کو پکڑ لیائے، یو تو بلا میں پڑیا چہ تھا بھی کی اسے بلاتے میں بھائے، میں کدھاں کہی تھی کہ دل کوں یوں ہلاک بے آرام کرو میں کدھاں کہی تھی کہ ایسا کام کرو۔ یو موتے نفراں نہیں ڈرتے، کچھ فرمائے تو کچھ کرتے۔ انو کا کیا جاتا، انو تو کر جاتے ہمنا یہ دکھ آتا۔ بارے حسن پری اوتار استری عاقل تھی عقل میں کامل تھی ایس میں اپنے اندیشی کہ یو جھگڑے کا کام ہے، اس غوغا[1] میں کون کسے پچھانتا کیا کسے فام ہے۔ نہ وہاں صاحب جانیا جاتا ہے نہ نفر، جسے خدا دیتا اسے قدرت سوں کچھ ہوتا ظفر۔ فرد:۔

جھگڑے میں صاحب ہور نفر کاں ہے
کس کی کس کے اوپر نظر کاں ہے

---

[1] غوغے۔

یو اپنا ہور پرایا جاننے کی جا گا نہیں ہے، یو آشنا ہور بیگانہ پچھاننے کی جا گا نہیں ہے۔ نہ دوست جانیا جاتا نہ دشمن۔ مارا مار ہوتی چاردں کردھن۔ کوئی کسے ہٹ کتا نہ پکارتا، جو کوئی جس کے ہاتھ تلیں آیا وو اسے مارتا۔ عقل اس وقت اگر عقل نیں کرتی دیوانگی آکر انگ میں بھرتی، تن سب ہوتا سن، ہات چلتا ہور باریچہ کی رہتی نہ دمن۔ یو اپنا اپنا بخت ہے، قیامت کا وقت ہے یو کام کس کے عقل میں نئیں آتا، خدا جانے اس وقت کیا ہو جاتا۔

القصہ حسن دھن من موہن کوں ایک دائی تھی، دل اس کا ان نے پائی تھی۔ اس کا نانوں ناز، بہت چتر چونسار ور ساز، حسن سوں دائم ہمراز۔ حسن نے دل کے عشق کی کہی بات، مشورت کری اس دائی کے سنگات۔ کہ دل میرا دیوانا ہیں دل کی دیوانی، دیوانے دونو ملیں تو چہ دونوں کی زندگانی۔ وو بھی بے تاب، ہیں بھی بے تاب۔ دونوں کوں کھڑیا ہے اضطراب، دونوں کوں نئیں آتی خواب۔ کیا جانے کیا لکھیا ہمارے دونوں کے باب، دے لوکاں کا میانے میاں بہت ہے حجاب۔ ملنا تو لکھیا ہے قضا سوں، دے اتاں ہیگیچہ ملے تو خلق میں رہتا ایک رضا سوں۔ بیت:۔

جس کی خاطر جتیا تپے گا دل سا
شرم لوگاں کی ہوئے گیچہ حائل

بارے عشق بادشاہ کنے، صاحب سپاہ کنے، ظل اللہ کنے ہور سپہ سالار کنے بھیجیں، اس ادباش رند عیار کوں بھیجیں۔

حسن کچھ اپنے دل منے گمند کر
عشق کن بھیجی یو فتح کی خبر

کہ ہمنا میں ہور عقل میں جیوں نبر یاہ، جھگڑا کیوں نبریا۔ عقل نامردی کی

بات بھاٹ گیا سو خبر انپڑے ہور عشق کیا کتا سو خبر لیا دے تتا دیکھیں کہ عشق اس باب کیا فرماتا، اس کی خاطر میں کیا آتا بڑیاں کی بڑی عقل، بھنیاں کی عقل میں ہزار خلل اگر جیتا بھی عقل دھرے بچا، آخر بھی کچا سو کچا۔ حدیث یوں ہے آتی، کہ الصبی صبی و لو کان ابن النبی۔ یعنی نھنواد سو نھنواد بچہ اگر نبی کا فرزند ہے، یوں بڑیاں کی پند ہے۔ بڑے نیک ہور بدتی واقف ہو رہتے ہیں، بڑیاں کوں بڑے چپ نیں کہتے ہیں۔ انو بی کچھ دیکھن ہیں، بہت کام کتے ہیں دنیا کا بھلا بُرا سب فام کئے ہیں۔ نھنے کا مال ہیں ہرگز نہ جاسیں، کوئی دغا دینے آیا تو دغا نہ کھاسیں یو نا ہو کر اگر نھنے سن اچھکر عقل بڑی اچھی تو دکیا نھنا، اسے بھی بڑا چہ کہنا، کیا واسطے کہ بولے ہیں تونگری بدل ست نہ بمال، بزرگی بہ عقل است نہ بسال۔ تونگری دل سوں ہے نہ مال سوں بزرگی عقل سوں ہے نہ سال سوں۔ اما پختکار آدمی ٹک اچھتا ہے تجربہ کار، سب جا گا اچھتا ہے خبردار۔ نھنا ہور عاقل اس کی عقل بھی تو اونچی چڑی ہے، دے بات میا نے بامیاں تجربے پر آپڑی ہے۔ ہر کوئی اپنے عقل میں غرق ہے، دے تجربے کا ٹک فرق ہے۔ مصحف کی آیت بھی آتی ہے یہاں رہنمول، کل حذب بمالدیھم فرحون۔ یعنی جو کچھ جس کے ہاتھ میں آیا، ان نے اپیچہ میں حظ پایا، ایک کا حال ایک کوں کون کہیا ہے، کوئی اپنی جاگا ایک سوادیکھ رہیا ہے۔ فقیراں کوں فقیری پادشاہاں کو پادشاہی دیا ہے، ہر ایک کوں ایک جنس سوں محفوظ کیا ہے۔ بقول اہل خراسان اجنوں کوں سب ملک میں دیتے مان۔ مصرع:۔

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

ہر کوئی کنا اپنا کیف بہت مست، پانی نوانیچہ میں پڑتا گرٹ گا میٹھا کے اُدھر نو لڑتا۔ بڑیاں تی ٹک ڈرنا، ہر ایک کام کئے تو بڑیاں کوں خبر کرنا۔ آخر خوب اچھیگا تو کر دکئیں گے، دا اگر بُرا اچھیں گا تو جواب نا دلیسیں چپ رہیں گے۔

اس ٹھار بھی اتنی سمجھ دھرنا ہے، چپ رہنا سو عین منا کرنا ہے۔ ہمیں تو چلیں گے اپنا بھاتا دے بھی کیا جانے کیا تفاوا آتا۔ یو ناز دائی، حسن دھن، ہمن موہن جگ جیون کوں گلے لائی۔ کہی بلا لیونگی، تیری خاطر سب سر پر اپنے برا ہور بھلا لیوں گی۔ بہت خوب فرمائی، خوب تجھے یو عقل آئی۔ یو بات وقت پر سب کسی کیوں آئے۔ یو بات غیب تی تجھے فرشتے سکلاتے۔ توں حسن دھن من موہن، یو خوبی تیری ذاتی ہے، بھلیاں کو وقت پر بھلیچ بات ہور عقل آتی ہے اصالت پہ صدقے جانا، زوراں سوں اصالت کدھر تی لیانا، یو خدا کی دئی خداتی پانا، آدمی ہونا ذاتی، تقلیدی اصالت کام نہیں آتی۔ سمجھن ہارا یہاں دغا کھاتا، خوب سمجنا کیسے آتا۔ ایسیچ تی کام فرمانے ہارا ہوتا بدنام۔ ایسیچ تی جمع منگتے تیوں نہیں ہوتا کام۔ بھاگ انوں چ کے سیر ہے جنوں میں عقل ہور تدبیر۔ بیت

دائی کاں جگ میں ناز ایسی ہے
ہر دائی کی ماں کی جیسی ہے

تیری عقل پر میں واری، کاں ہے دنیا میں تجھ جیسی چتر ناری۔ سر تے پانوں لگ تو گن بھری، بہت دور اندیشے کری۔ حسن ہور ناز نار، یو بات ایس میں بچار، ہر سپہ سالار کوں بلائے، دو نچہ اسے فرمائے۔ بیت:۔

ہر صاحب ہوا ہے میانے میان
مشکل ہوئے گا اتال سب آسان

عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کئے اس ہر کوں اس سحر کوں کہے جا، عشق کوں کہے جا، جو جھگڑا جیوں پڑیا تھا نظر، تیوں اس حسن کے کہے پر، ہر آفتاب چہر اس کی بات سن۔ عشق لگن لگیا، سلام کیا کلام کیا۔ عقل یوں بھاتی ہور دل یوں بیٹھ پا کر کہیا، نصیباں میں جو کچھ لکھیا تھا سو اپڑیاں کر کہیا۔ عشق بہت ہنسیا عقل پر، اس کی اس نقل پر، کہ عقل

عجب جاہل ہے، بڑا ناقابل ہے کہ ہات تی نہیں ہوتا سو کام کرنے جاتا، ایسے کاماں تی کیا ہاتھ میں آتا۔ بیت :۔

عقل کوں عقل اچھتی تو نہ ہوتا یوں خراب ہرگز
صبوری کر کے کچھ کرتا نہ کرتا اضطراب ہرگز،

عقل عقل کہتے سو اس کی بوجھ عقل، اسے کیا غرض تھا کہ عشق کے کاماں میں کرتا دخل۔ حسن سوں دعوا لانا۔ اپنی عزت اپیچ گوانا۔ حسن بی ایک پادشاہ زادی ہے، اسے بھی قدرت ہر ایک دادی ہے۔ صاحب لشکر ہے۔ صاحب صاحب کشور ہے، صاحب تیغ و خنجر ہے، ابادشاہاں اس کی محبت تی دیوانے ہو ہو کر گھر سٹتے ہیں، رستماں اس کے آنگے کمر کا ٹھوا کھول کر سپر سٹتے ہیں۔ جیتی۔ جیتی[1] کر جانے، ادتی سٹ ہار مانے۔ کھنا بڑا، سب حسن کے تلیں کھڑا۔ حسن عاشقاں کا آب حیات، زاہداں کا زہر، حسن خدا کا قہر۔ اس کا بول کوئی ٹھیل سکیا ہے، اسے چھوڑ کوئی عشق کا کھیل کھیل سکیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے جو عقل نے عقل گنوایا تھا، عقل کوں اس وقت عقل نہیں آیا تھا۔ بیت :۔

عقل پا کر عقل نھاٹیا سو پھر کیوں ہات آتا ہے
عقل یہاں بھی اگر چہ کیا عقل پر بات آتا ہے

آخر عشق فرمایا کہ زلف کوں بولو کر دل کے گلے میں حلقے کا طوق بھاتاراں کی زنجیراں سوں جکڑ کر عقل جاں گیا اچھیگا وہاں تی پکڑ کر لیا۔ ناز غمزا، شیوا، عشوا، چھند، چالا، الو کوں کہو حقل ہور دل کے نگہبان ہو اچھیں۔ دیدبان ہو اچھیں۔ کہ عقل بہت مفتن ہے مبادا ابھی کچھ حیلا کرے ہمارے آدمیاں میں تی کسے دسیلا کرے۔ زلف جو آوے پھاند بھلنے۔ عقل بچاری کہاں سکتی ہے جانے۔ عقل

---

[1] ن، جتنی جتنی۔

عشق سوں ملے تو بھلا، نہیں تو عقل پر آتی بلا۔ اس جہر نے، اس گلچہر نے اس ٹونے اس سحر نے عشق جتیا کچھ کہیا تھا، اس کا مطلب دل میں رہیا تھا، سو اتنا ایک بیگ آکر دعا کر حسن کوں سنایا خاطر نشان کیا سمجھایا۔ حسن یو بات سن اندیشا کری، مصلحت پر نظر دھری کہ کام ایسا کرنا جو کچھ کام ہوئے، آرام ہوئے، نہیں تو ایسا نہ کرنا جو کام خام ہوئے، لسے بدنام ہوئے۔ اندیشہ سوں جو کام ہوتا ہے سو کام خوب اندیشے سوں جو کام ہوتا ہے سو تمام خوب۔ و ہیچہ ناز دائی، جس کی عقل اس کی خاطر آئی، اسے بلائی۔ کہی اس کام کا علاج یو جہ ہے اتال، کہ اس جاگا اس کوں بہت رکھنا سنبھال، اس کوں یا دل نہ کرنا، اتا دل نہ کرنا۔ بہت دھیر اچھنا، گنبھیر اچھنا۔ مراد کا رشتہ ہات میں آتا سو آتا ہے بلکہ صبوری کئے تو کیا جاتا ہے۔ التعجیل من الشیطان تانی من الرحمن۔ تعجیل شیطان کا اولاسا صبوری رحمٰن کا خاصا۔ یو پردا کا کھیلتا ہے پاردا جوں۔ حافظ[1] کتا ہے۔

صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد

دل کوں درہم نکو کر، غم نکو کر۔ خدا ہے قادر، صبوری اول کڑوی لگتی ہے ولے بہت میٹھی ہوتی ہے آخر۔ بیج تی جھاڑ جھاڑ تے ڈالی ڈالی تے پات، پات تی پھول پھول تی پھل آتا ہے ہات، دیکھتے دیکھتے سُنتے سنتے خاطر لیاتے لیاتے فکر کرتے کرتے رہتے رہتے معلوم ہوتی ہے کام کی دھات۔ اتا لیچہ کام ہونا نہیں ہو تو رونا میانے میاں آئی ہے قضا، آدمی میں یو کیا دغا، رونے تی کچھ کام نئیں ہوتا ہے، خدا کا کام خدا بغیر کسے قام نئیں ہوتا ہے، یو بیتاب ہو کر چپکے تلملتا ہے، خدا سوں کس کا کچھ چلتا ہے۔ خدا کوں یا، دو باتاں نئیں بھاتیاں، یو دو باتاں کام نئیں آتیاں۔ ایک بیگی دوسری غروری، بندہ وہیچہ

---

[1] دونوں نسخوں میں حافظ ہی لکھا ہے۔ سعدی ہونا چاہتے۔

جس ہیں کچھ غرضی جس میں کچھ صبوری ہے جنے بیگی کیا ان نے گنوایا، جنے صبوری کیا ان نے کچھ پایا۔ بیگی میں مقصود گنوایا جاتا، صبوری میں ہر ایک کام نکل کر آتا، اگر آسمان تی آگ برسے گا ابر۔ وہاں بھی کام کرے گا شکر اور صبر، شکر ہور صبر ہر ایک درد کا دارو ہے، شکر ہور صبر محنت کے دریا کا اتار ہے۔ شکر ہور صبر تی ہر ایک مشکل آسان ہوتا ہے، شکر ہور صبر کرن ہارے پر خدا مہربان ہوتا ہے۔ جس پر جو کچھ بلا آتی ہے شکر ہور صبر کرنے تی سب جاتی ہے۔

القصہ اتال اس دل کوں اس عاشق کامل کوں، چند روز بہت محبت سوں، بہت مروت سوں، ایک حکمت سوں، ایک جا گا دھریں، پچھیں آہستہ آہستہ جو کچھ عشق فرمائے گا تو اس کی بھی ایک فکر کریں۔ یہاں بیگی کام نہیں آتی، بیگی ہے سو بلا لیاتی۔ دنیا میں رہتے سو یوں کہتی۔ کہ بیگی گھر لیگی۔ کسے کچھ دینے کوں بیگی بہت خوب ہے، کچھ آتا اچھے تو کچھ لینے کوں بیگی بہت خوب محبوب نار سوں ملنا بیگی کرنا فرض ہے۔ اپنے یار سوں ملنے بیگی کرنا فرض ہر نہ کہ ہر ایک ٹھار بیگی ہوشیار ہو ایسی بیگی بیکار ہے وقت دغا دے گی۔ دنیا کا کام حیلے مکر سوں کرتے سچ، یاں بیگی کئے تو کچھ کا کچھ ہوتا سچ۔ ہر ایک کام کوں خوبی خاطر لیانا، پچھیں اس کام پر ہات بھانا۔ کام ٹھنا اچھو یا پڑا، توں تک تو بیگی اچھ وہاں کھڑا۔ جو کام اندیش کر کیا جاتا ہے، اس کام میں دغا نئیں کھاتا ہے۔ اگرچہ خدا کے ہاتھ ہے جیونا ہور مرنا، وے جو کچھ عقل میں درست آتا ہے دو تو کرنا۔ بیت:۔

بڑیاں کی راضی سوں جو کام ہو یگا
بہت اس کام میں آرام ہوے گا

تو گگن رخسار کے گلزار میں ایک کولہے، کچھ سینے سوں مستیں ہولہے

اس کے آس پاس زینت سوں کئے ہیں کام، چاہ ذقن اس کا نام۔ اس چاہ میں اس ماہ کوں مصلحت بدل بند کرنا، عاشقی بہت بھی فاش نا کرنا کچھ چھند کرنا

بیت :۔

عجب چاہے بھریاں ہیں عورتاں یو
نہ جانوکاں تی سکیاں حکمتاں یو

اگرچہ عشق چھپتا نہیں وے جتنا چھپا سکے اتنا چھپانا، کچھ کھلیا کچھ نہیں کھلیا اسی بیچ میں کچھ لذت پانا۔ وہاں تی لگیچ لذت زیاد کھول سٹے پچھیں کیا سواد۔ چوری سوں عشق کھیلنا بھی عجب سواد ہے، جو کوئی عشق یوں کھیلتا اچھے گا اسے کچھ یاد ہے۔ جو کوئی عاشق چتر رندھے ہور اوباش، انے ہم چوری سوں عشق کھیلنا ہم فاش۔ چوری سوں شکار کھیلتے کیوں جیو کھگے جوں رات کوں بنسی کوں مچھلی لگے۔ یو اس کا ماتا دو اس کی ماتی، دو یو جیو پر اٹھے تو محبت رس کر آتی۔ راج روشن کا کام وہاں جیو پہ اٹھنا عاشق کوں حرام معشوق کوں صاجبی زیرہ ہوئی، معشوق عاجز ہوئی گھمنبیر ہوئی۔ نازکی مستی گئی، غمزے کی زبردستی گئی پینا ترستا اڑیا، عشق کم پڑیا۔ عشق کے الاے کتھے سو رہے، عشق کے جلاے تھے سو رہے جو پیٹ بھرے، تو بہشت میں تی کھانا آئے بھی کوئی کیا کرے کوئی کیا بھوک اچھے تو کھانا بھاوے۔ بھوک نئیں سو کھانا کیا کام آوے۔ بھوک اچھے تو کھانے کا لذت پایا جانا بھوکیچ نئیں سو کھانے کا لذت کیوں آتا۔ بارے حسن ہور ناز دونوں بچارے دل کوں چاہ ذقن میں اتارے۔ دل عاشق جو کچھ معشوق کہے سو راسی عاشق ہی کھیلتا ہے عشق کی بازی۔ ایسا کوا کس عاشق کو میسر ہوا، اس کوے کوں کون سکے سرا، جس کوے میں آب حیات کا جھرا۔ فرد :۔

زلیخا ہوتی مگر یو حسن ناری
کہ دل یوسف کوں کو دے ہیں تاری

دل بہت پکڑ کر آس، کچھ کم ایک ماس، اس جاہ ہیں اس بلنے میں اس آہ ہیں گرفتار تھا، حسن دھن من موہن جگ جیون کدھیں یاد کرے کر امیدوار تھا۔ بیت :۔

دل کو ے میانے پڑ کے حیران ہی
بند میلنے سینٹر کے حیران ہے

کہ میرا عشق تو بہت ہے گرم۔ کدھیں تو بھی اس کا دل ہوئے گا نرم۔ مجھے دائم یوں نا نا دھرے گا۔ یو عشق ہے آخر کچھ تو کرے گا۔ ایسے میں بس ہوا خدا کا فرمان حسن کے تن ہیں بھو تیجہ ملنے لگیا بیان۔ حسن دھن من موہن جگ جیون بھی عاشق تھی، عاشق مطلق تھی۔ دل کے دیدار کا غالب ہوا اشتیاق، سینے ہیں اُبلیا فراق۔ بے تابی پیدا ہوتی۔ ضطرابی پیدا ہوئی، بے آرامی، بے خوابی پیدا ہوئی۔ عشق کوں کیتا سنبھال کر رکھے، اپس کون کیتا بے حال کو رکھے۔ عشق تی سینہ ہوا ریش، بارے کچھ اندیش، عشق کا سرشکر جو تھا مہر، خورشید چہر، اس کے ایک بیٹی تھی پر سحر وفا اس کا نام، حسن سوں لسے بہت الفت تھا بہت آرام۔ بیت :۔

وفا آئی وفا سوں راجوٹ کی
سو دل سوں ملنے خاطر کام گھٹ کی

حسن دھن من موہن جگ جیون لسے خلوت ہیں بلائی، دل کا قصہ درمیانے لائی۔ وفانے کہی بہت خوب، اے محبوب، میں جفا نہیں ہوں میں وفا ہوں، دل سوں دل کو لبہت صفا ہوں۔ میں ایسی نہیں ہوں توں بولے کچھیں تدبیر نا کرنا

جیو سوں راضی ہوں، فرما تقصیر نا کر سوں۔

وفا کرنے کی خاطر اس وفا کوں
کہی سب کھول کر اپنی جفا کوں

حسن نار دل کا سنگھار جسے خوبی دیا وہ پروردگار، کہی میری عقل میں ایک تدبیر آئی ہے، وو تدبیر مجھے بہت بھائی ہے۔ کہ شہر دیدار میں ایک گلزار ہے اس کی تعریف کیا کروں بہت خوب ٹھار ہے، وو گلزار نئیں دین دنیا کا سنگھار ہے جو کوئی عاشق ہے سو اس گلزار کا امیدوار ہے۔ اس میں ایک چشمہ ہے آب حیات کے پانی کا، عاشق کی زندگانی کا۔ ہور اس باغ کے میانے میان روشن ایک چھجا ہے جیوں آسمان، جیوں چندر جیوں بھان۔ دلیں کوں ڈستے تارے۔ یہاں عاشقاں حیران سارے۔ اس چھجے پر غمزے کے بادل چھلتے، ناز کے موتی برساتے۔ اس چھجے کوں دو کھڑکیاں ہیں کالیاں، بہت بڑے مول کیاں بہت آیاں، دو کھڑکیاں جو کوئی کھولے، تو واصل ہوئے، وصال کی بات بولے۔ اس کھڑکیاں میں تی یار حسن کا دیکھنے منگتے دیدار جکو بی عشق کو انیڑیاں کمال، اسے البتہ اس جا گا ہوا ہے وصال۔

فرد:- لگیا ٹھار انت دین دل کا اسے ذکر
چھجے پر دل کوں لیانے کا کری فکر

تو چھپے چوری سوں دل کوں اس ٹھار لیانے سکتی ہے، اتنی قدرت رکھتی ہے۔ وفا باصفا نے بولی میری عقل میرے سنگھات ہے، اگر آدمی میں عقل اچھے تو یو بات کیا بڑی بات ہے۔ ایتال مجھے یو کام کئے بغیر آرام نا ہوسی، تا یو کام نا ہوسی۔ بیت:-

سکی ہت کوں اپنے چت دے کے بولی
جو کچھ دل میانے باندی تھی سو کھولی!

دل کاں ہے مجھے بیگ دل کوں لیا دکھلا ہیں دل کا بھید پاؤں گی، جہاں تو کھے گی واں دل کوں لیاؤں گی۔ حسن نار نے جگ کے ادھار نے عالم کے مدار نے زلف کو بلا کر بولی، پیچاں اس کے سب کھولی۔ کہ دل کوں چاہ ذقن میں تی بھار کاڑ، ہور گرد اس کے پادان پکی اپنے بالاں سوں جھاڑ۔ دل کشا باغ میں لیا چھوڑ، پیلا ڑ جکوں بچہ ہوتے خدا کی لوڑ۔ زلف بھوت ناز سوں، بھوت ساز سوں تپٹ انداز سوں، اینٹھتی مروڑتی بالیں بال جوڑتی دھائی، اپنی آدھی لٹ سٹ دل کوں چاہ ذقن میں تی بھار لیائی۔ ویسے ہیں یکایک وہاں وفا بھی آئی، دل سوں اپنا دل ملائی۔ دل کوں دلاسا دی دل کو بھوت سمجھائی بیت:۔

مہمان ہوئی وفا یو یک تل کی

عذر خواہی بہت کری دل کی

کہی بھائی عشق تمام ہے جفا، ہور جفا دیکھے بغیر نہیں ہوتا نفا۔ دکھ کے پچھیں سکھ۔ جاں مشقت وہاں راحت۔ رنج تو گنج، فراق تو وصال کا ساز یراق۔ کھارا ہے تو میٹھے کا پایا جاتا سواد، کھارا نا اچھتا تو میٹھے کا کون دیتا داد۔ دھوپ ہے تو چھاؤں کی قدر جانی جاتی، گرمی ہے تو آدمی کوں سردی بھاتی۔ جہاں بند ہے وہاں آزادی، ہر غم کے پچھیں شادی۔ شادی کے پچھیں غم۔ بہت برساں تی یو نچہ چلتا ہے یو عالم۔ بیت:۔

داغ پر دل کے آ رکھی پھایا

دل کے دل میں بی تو کچ جیو آیا

حسن دھن من موہن جگ جیون، جو تجھے بند میں رکھی تھی سو لا علاج تھی منظور کوں، کیا کرے گی باپ کا ملاحظہ بہت تھا اس حور کوں۔ توں تو دل تھا، ولے دو اگر یوں نا کرتی تو تجھے بہوت مشکل تھا۔ تو جیو تیچ مرتا، عشق کیا تجتے ڈرتا، کیا جانے

کیا کرتا - ہزار توں تلملتا، تو عشق سوں ترا کیا چلتا۔ حسن سکی تجھے چھپا رکھی تجھے اپنا یار کری، بہت تجھ پر پیار کری، اپکار کری - اس پیار کی قدر جاننا ہے۔ مُروّت کوں پچھاننا ہے۔ کیتک مرداں بہت غدری اچھتے ہیں۔ ناقدری اچھتے ہیں۔ قدر نئیں جانتے، محنت نئیں پچھانتے۔ جیوں خسرو کتا ہے۔ بیت :-

پنکھا ہو کر میں ڈلی ساتی تیرا چاؤ
منجہ جلتی[1] جنم گیا تیرے لیکھن باؤ

بعضے مرداں جو کوئی عورت منگتی اسے خوار کرتے، جو کوئی نہیں منگتی اسے پیار کرتے۔ جو کوئی منگتی اس سوں نخرے نازہ، اس سوں بات بولنے جیو نئیں ہوتا اس سوں راز۔ جو منگتی نہیں وو بہت بھاتی، اس کی گالی کھانے ہوس آتی، اس کے پانوں پڑنے جاتی، اس کو اپس کی عاجزی دکھلاتی، اس کی خاطر آہ بھرتی اس کی خاطر اساس، رات دیس بھرتی اس کے آس پاس - اس کی خاطر دیوانی ہوتی، اس کی خاطر سدھ بدھ کھوتی۔ یو بات چلینچہ ہے سب کئیں کہ بھلے کی دنیا میں منگے سو بھلے، نہیں منگے سو بھلے۔ مرداں صاحب درداں جو اپنی عقل دھرتے، سو کچھ کا کچھ سمجھے کچھ کا کچھ کرتے منگے سو محنت میں ہلاک بچارے، نہیں منگتے وو بہت پیارے۔ دنیا میں محبت کسی سوں نہ لانا، اس زمانے کے مرداں کوں کیا پتیانا - ایک جاگا نظر ہزار جاگا دل، کون عورت ایسے مرد سوں رہے گی مل - بات خرافات مرداں کی ذات سو بیوفا، ایساں خاطر کھوڑے اوٹے ہلاک ہوئے، اپس کوں عذاباں میں بھائے تو کیا نفع ایساں سوں جیو لائے تو کچھ حاصل نہیں بغیر جفا - اپنی غرض کوں پھسلانے آتے غرض سری تو پچھیں بات بدلاتے۔ عورتاں کو کتے کم عقل کم ذات۔ عیاری مرداں کی بات عورت جو مرد پر نظر کرے تو جیو دوں مارتے اے ایکس ہوں لات نا اچھ دساں سوں

---

[1] جلنی۔ چھلنی - چلنی

ہنستے کھیلتے یہاں اپنے گریباں میں کچھ نئیں بچارتے۔ بھی عورتاں کوں شاباش کنا جو اپنی شرم سوں اپس کوں سنبھالتیاں ایکس پر پچہ تب گھالتیاں ایکس خاطر پچہ اپنا تن من جالتیاں۔ جانی جوبن گالتیاں۔ بعضے عورتاں مرداں خاطر ستیاں ہونیاں ہیں۔ آگ میں جلیاں ہیں۔ عورتاں میں بہت شرم ہے، عورتاں میں بہت نیم دھرم ہے۔ عورتاں بچاریاں بہت بھلیاں ہیں۔ کون مرد عورت موئی تو عورت خاطر اپے بی موا، ایک موئی تو دسری کیا، دسری عورت کا مرد ہوا۔ عورتاں کچہ بیں ست ہے مرداں میں کہاں ہے دھرم، سو جنیاں کو دکھلاتے شرم۔ عورتاں کوں ایک جاگا اپنی شرم دکھلاتے اپنی شرم آتی، مرداں سو جاگا اپنی شرم دکھلاتے انو کوں شرم نہیں بھاتی۔ مرداں کوں سب جاگا شرم آتی وے عورتاں کی جاگا شرم نہیں آتی، جو شرم سوں شرم ملتی تو کیا جانے شرم کاں جاتی۔ مرد کوں موم کا دل عورتاں کو فولاد کا دل، موم فولاد سوں کیا کرنا بہت مشکل۔ مرداں کی محبّت کی جھوٹی لاف۔ اتال دنیا میں کیا رہیا ہے انصاف۔ بات کنے کوں بانت کتے، وے اپنی بات پر نہیں رہتے۔ بارے وفانے دل کے دل کوں نرم کری۔ محبّت میں پھر گرم کری۔ باتانچہ میں پرت جوڑی۔ دل کون ہات پکڑ کر اس باغ میں لے کر آکر اس چشمے پر چھوڑی بیت:-

عشق میں بھوت غلیلا ہے کچھ
عورتاں کا مکر بلا ہے کچھ

بارے دل اس کوے میں تی بھار نکلیا، سینا گیا تھا چکلیا۔ باغ کوں دیکھتیچ سینا کھلیا، وہاں کے پھولاں پر بہت بھلیا۔ بیت:

بھار نکلیا ہے بند میں تی دل
وصل ہوئے گا اتال کیا مشکل

بہت دکھیاں کی مانند گی چھائی، اس پھولا بچہ پر ٹک نیند آئی۔ وِن نیند آتیچہ، و نلے خوش خبری دی حسن کوں جا تیچہ کہ ہوا اب تیرے من کا بھایا دل کوں تو خدا نے باغ میں لیایا۔ بہت دکھیاں کا ہلاک تھا۔ پھولا بچہ پر نیند لگی، اجھوں بھی نیند بچہ میں ہے آس کی نیند نہیں بھگی۔ حسن لگن یو بات آئی، خوشیاں تی آپس میں نہیں سمائی، پاؤں زمین کوں نہیں لگیا دل کنے پاؤں پر اڑ کر آئی۔ فرد:۔

وقت ہے سوا تیال کلے ہے وقت

برہ نھاٹیا وصال کلے ہے وقت

دیکھی کر دل اپنے دل کار، لینے دل کا آرام اپنے دل کا آدھار، جس کے عشق میں اپنا دل گرفتار، جس دل کی خاطر دل بے قرار، صاحب صورت صاحب جمال، صاحب ہنر صاحب کمال، سر مد راس کی صورت بہوتیچہ پاک صورت، سرانے ہات دیا ہے، پھولاں پر آسائش کیا ہے۔ آہ ماری بیکاری بچاری، بہت کی زاری۔ تمام جھاڑاں کو ٹھاریاں ٹھار۔ گویا نور کے شعلے آئے یار۔ جلمگ رہیا ہے تمام گلشن پھولاں نہیں یو دیوے ہوتے ہیں روشن۔ باغ میں پڑیا ہے سب اجالا، آفتاب ہوا ہے ہر ایک لالا۔ اس کے رخسار نے شایاں سٹیا ہے۔ جانو چاروں طرف آفتاباں سٹیا ہے۔ بیت:۔

دل پھول تے نازک اہلے تی جفا سو کیوں ۔ یوں مبتلا ہو حسن پر ایسی بلا سو سیا سو کیوں

انکھیاں میں تی انجواں کا بند پڑتا۔ پھول تی جانو شبنم جھڑتا، دونو ہوئے ند جھرے۔ پانی ہور لہو بھرے۔ انجھو ڈھلتے ہیں اجلے ہور لال، خدا کوں معلوم اس بچارے کا حال۔ دل ہوا۔ عشق تی دانا دان، آنکھی جو یاقوت ہور الماس کی کھان۔

برستے۔ دل کے عشق میں آپس کوں جلالی، دونو پانوں پڑی الابلالی۔ یو حسن تار محبت کی متوالی، دل کا سر گود میں اچالی، سینے سوں سینہ لائی عشق سرحپڑیا، یکایک دل کے موں پرباس کے انکھیاں میں تی انجھو کا بند پڑیا۔ دل نیند میں تی جاگیا، حیران ہو کر دیکھنے لاگیا۔ جیوں باغ میں تی کلیاں سب پھول کر پھول ہو کرتیاں رلیاں ٹھاریں ٹھار، چاروں طرف جھلکتے ہیں جھلکار جھاڑاں نے سب تازہ کیتے ہیں سنگار، گلے میں پھولاں کے بھاتے ہیں ہار، بن بت آتے ہیں بار۔ جناوراں ڈالیاں پر مست مرغولتے ہیں مست ہو سرشار، پانی کالوں میں سب شراب ہوا۔ مگر سایہ سٹیا اس کی انکھیاں کا خمار۔ حسن ایسی نار، اچنبا اوتار، بے اختیار ناری روتی ہے زار زار۔ بیت۔

جو آنکھی حسن کوں دیکھے وہ آنکھی سد کو کھو تیچ ہے

تیا تعریف جگ کرتا اجھوں تعریف ہو تیچ ہے

خوش گفتار، دو خوش رفتار دو دیداں کا سنگھار، جیو کا ادھار، عالم کا مدار، عجب حور خوبی کا سور، محبوبی کا نور، چھند بھری بالی لطافت کے پھول کی ڈالی۔ نازاں میں کاری غمزیاں کوں ابجاری باری باتاں جیبیاں نباتاں، پھول کی پکھڑیاں جیسے ہاتاں۔ کرنا جیسے بال آفتاب جیسا جمال۔ پکر دیکھو شرز اشرم حضور، اس کی چالی تے کاڑی ھتی کی چال میں قصور۔ دیلا شیدا شیدا من بی، فرش جانو پھول کی بنی۔ تن پھول تی نرم، طبیعت آگ تی گرم۔ اس رضا کے محبوب، بہو تیچ خوب۔ دل کی سد نہیں رہی، بدہ نہیں رہی، محبت کری جوش دل میں اٹھی خروش، جاگا پر نہیں رہے ہوش آہ مار اٹھیا پکار اٹھیا۔ عشق کا اثر بہت چڑیا، کاکلوت سوں دوڑ کر دونو پانوں پڑیا، کمر میں ہاتھ بھایا، چیکل کر گلے لایا۔ فرد۔

(ن) پھکڑیاں

اگر عاشق اوپر معشوق کا کچھ التفات ہووے
محبت کا لذت ہے تو چہ میٹھی تو چہ بات ہووے

کہیا اے حسن دمن من موہن جگ جیون، خوبی کے گلشن۔ معشوق عاشق پر اتیا بی پیار کرتی ہے۔ اتیا بی اپکار کرتی ہے۔ تجہ تی سواد پائے عشق بازی، توں تو عاشق نوازی اے پری توں مجھے سرفراز کری، فراق کے لھوے کا گھاؤ جیوں تیوں سوہے گا دل، وصال کے خنجر کا زخم سوسہنا بہت مشکل۔ عاشق کہ عشق سوں مبتلا ہے۔ دل میں عشق کا غلبلا ہے اسے معشوق کا پیار بھی ایک بلا ہے۔ فرد:

گلے لگ سوتے ہور بے تابی نیں جاتی ہے یو مشکل
برہ میں تلملیا جوں تیوں ہلاک ہے وصل میں بی دل

دور کی آگ جیوں تیوں ٹالیا جائے، نزدیک کی آگ کوں کیوں کر سنبھالیا جلتے۔ عاشق کوں بہت تلملنا ہے۔ عاشق جنس جنس سوں جلنا ہے۔ لوگاں کتے وصال، وصال میں بھی عاشق کوں پوچھنا ہے عاشق کا حال معشوق گود میں تی ہے ہور ہلاک کرتا فراق سینے سوں سینہ لگیا ہے ہور کم نہیں ہوتا اشتیاق دیدا دیدار میں گھڑیا ہے ہور انکھیں میں انجھوڑ ھلتا۔ معشوق سیج پر آتی ہے اور عاشق اجھوں تلملتا۔ معشوق آکر بیٹھی پاس، ہنوز آتے اساس پر اساس جیوں حقیقت میں مخدوم سید محمد گیسو دراز حسینی شاہ باز محرم راز جنو کوں ولی اکبر کتے جنو کوسب ولیاں میں معتبر کتے۔ جاں بی خدا کے وصال میں جلتے وہاں تی یوں فرماتے۔ بیت:

عجب ایں ست کہ من واصلم و سرگردانم　　　　مجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست

یعنی ہر کوئی فراق میں پریشان ہوتا یاں میں وصال میں پریشان ہوں ہیں

داصل ہور سرگرداں ہوں۔ یوں واصلی ہور سرگردانی، یو بہت بڑی حیرانی کہ یہاں حضرت نے فرماتے ہیں دسریاں کوں کیا دک، ما عرفناک حق معرفتک۔ یعنی جیوں توں ہے تیوں تجھے نہیں پچھانیا، جیوں توں ہے تیوں تجھے نہیں جانیا۔ عرفی عاشق دل سوختہ گرم کلام، شاعری میں جس کا نام دو کتا ہے کہ فرد۔

کو کو زدن فاختہ سرو در آغوش　　　در جامۂ معشوق مرا گرم طلب کرد

اے سب نظر اے سب دل، ایس کوں ایسے دیکھیا جاتے دے ایس کوں اے سمجھنا بہت مشکل۔ کسی بزرگ کوں کنے پوچھیا کہ خدا کوں پایتے۔ کہے پاتے، یعنی خدا ایسا کوئی ہے۔ جیوں سمجھنا ہے تیوں سمجھیا نہ جائے۔ خدا کوں نہیں نہایت اسیچ تی اسے کہتے ہیں بے نہایت۔ جو عاشق یہاں آیا دو متحیری کی بڑیا آیت۔ خدا کاں ہے کیسا ہے گھریں گھر یو حکایت، جیوں وجہی عاشق عارف واصل گوہر سخن دریا دل، آزاد آپیتا ہے، کتا ہے۔ بیت۔

تمام عشقم و در دل تمام مشتاقی است

تمام دیدم و دیدن نہ دیدہ شد باقی است

جدہاں تی دیو جن پری پیچایا، جدہاں تی دنیا ہوی ہور دم ہو آیا، دھونڈ دھونڈ پہنچ عمر کیتی سب کی دے تحقیق جوں ہے تیوں کوئی نہیں پایا۔ باقی رہیچ کتے یوں نہ کہیا کہ اتنا پایا ہیچ یو اپار غرقاب دریا اسے نہیں پار۔ ہر ایک نہنگ اس دریا میں شادری کرتا اپنی مقدار۔ عاشق معشوق کے حسن کی نہایت دیکھنے جاتا، معشوق کے حسن کوں نہا نہیچ نہیں سو نہایت کیوں پاتا۔ اس ٹھار حیرانگی آتیچ ہے، سرگردانگی آتیچ ہے۔ جو کوئی خدا کے کارخانے میں جاتے جو کوئی خدا کا کارخانہ چلاتے، جاتے جاتے آخر اس فکر پر آتے۔ انو

کوں یوچہ لا یلہے شوق، اپنا اپنا ذوق۔ انو کے سر پر پڑیا بھار، جیتا ڈھونڈے تیتا پائے، بھی ڈھونڈتے ٹھاریں ٹھار۔ انو کوں ہور ذکہے کرامات ہور اعجاز کی فکر ہے۔ خلق کا مُدعا لینا ہے۔ خلق کا سوال جواب دینا ہے۔ خدا سوں ہزار گفتگو دھرتے ہیں، وہیچہ جانتے جو کچھ وو کرتے ہیں۔ ربنے انو کو یو دیا منصب، آزاد عاشق یو چھوڑ دیا سب۔ دکھنی دوہرا:۔

تیرے کرتب کرنے تی میں چپ ہو تی بدنام
میں میانے تی اٹھ گئی توں جانے تیرا کام

جو عاشق یوں ہو کے ہیں اختیار، خدا کا بھی انو پر پیار، رسول کا بھی انو پر پیار۔ خدا ہور رسول جنوں کا لاڈ چلاتے سو یو لوگ خدا ہور رسول کوں بھاتے، سو یو لوگ مرفوع القلم آزاد بے پروا بےغم۔ وہاں خدا جوں تھا وہیچہ۔ اُنے میانے میان نیتھہ۔ وارد یوں ہوئی ہے حدیث بھی۔ الفقر لایحتاج الی اللہ والی نفسہ۔ یعنی فقیر نہ لینے نفس کا محتاج نہ خدا کا محتاج، کیوں ہوے کہ اس ہیں رہیا چہ نہیں خدا باج۔ اے ہوتے تو احتیاج کچھ کس سوں دھرے، جاں ایچہ نہیں واں احتیاج آکر کیا کرے۔ اس کے کئے میں اس کا نفس آیا، ہوا ہور حرص کوں دل میں قبھار بھایا نفس پاک ہوا، کثافت دور ہوا، خاک اس کا یعنی نور ہوا۔ فقیراں تو ہور بھی کچھ کتے ہیں جدا، جس شئے کوں آخر بہت منگیا تو وہیچہ اس کا خدا۔ غیر پر انو کی نظر پچہ نیتں غیر انو کوں جانیچہ نیتں، غیر کی انو کوں خبر بچہ نیتں۔ یو بات نادان کے سننے کی نہیں، یو دریا کم حوصلیاں کے موتی چننے کے نہیں۔ دانایاں یو بات نہیں کرتے نادانان سنگات، چھپا چھپا کرتے سو یو بات۔ حیف نہیں کہ یو بات نادان کے کان میں پڑے، پھول کا چمن جا کر خارستان میں

ٹمبے اس چمن کی کلی باس مہکا دے گی، دلے جو کوئی خام ہے جیسے زکام ہو ہے
اسے کیا باس آوے گی۔ بارے سوں ہوا ہیگلتا نہیں، پانی سوں پتھر گلتا نہیں۔
نادان ہور جاہل اس درگاہ کے مردود ا نوکوں یو بات سمجھنی کیا مقصود، جتیا انو
کوشش کرنے جاتے، وہاں تی انوکوں مار مار کے بھار بھاتے۔ نالایقاں کوں
وہاں نہیں آن دیتے، ناقابلاں کوں وہاں نہیں جان دیتے۔ یو خاصاں کی ٹھار
یہاں کیوں آنا بے اعتبار، یہاں تمام راز یہاں تمام اسرار، ہزار ہزار
پردہ دار، یہاں نامحرم کوں چاردں طرف تی ہوتی مارا مار۔ عشق کا دھات
جدا اچھے ہے، عاشقی کی بات جدا اچھے ہے۔ ہر ایک کوئی کسی کوں دیکھیا بے آرام ہوا
تو کیا عاشق ہوا، چار لوگاں میں بدنام ہوا تو کیا عاشق ہوا۔ چار آہ ماریا، چار
ادساس بھریا، تو تو کیا عاشقی کریا۔ ہر کوئی عاشق کہواتا، ہر کسی عاشق
ہونا بھاتا۔ عاشق کوں معشوق کے گال بال پر بہت دل، ادھر، آنکھ،
خال، ہات، پانوں، کمر چال پر بہت دل۔ کسوت ساز زر زرینہ پر بہت
خوش، ناز غمزا عشوا سینے پر بہت خوش۔ اتیچہ میں ہلک جاتا۔ جاں دیکھتا واں
بلک جاتا۔ دلے جو کوئی اس خاک میں ناز غمزے کرتا، اس کی خبر نہیں دھرتا
اسے عاشقی کرنا آیا چہ نہیں، ان نے عاشق کی مایا پایا چہ نہیں۔ جو کوئی اس خاک
کے بہتر ہے اس سوں جیوں لاوے گا تو عاشق ہوے گا عاشق کی جاگا پرآویگا۔
خاک سوں جیوں لاوے گا، دو کیا خاک پاویگا۔ یو خاک جس سوں خوب دس آتی،
اسے سمجیا چہ نہیں خاکیچہ پر عاشق ہوا اسے خاکیچہ بھاتی۔ خدا نہ کرے بگاڑے وقت
کچھ برا بھلا ہوتا تو توں ڈرتا کی اجس خاک پر تو عاشق ہوا وہیچہ ہے اسے بسرتا کی، اگر
تجھے اتیا ڈر ہے اس کا تو اس سوں عشق بازی کرتا کی جس کی خاطر اتیا جیتا۔
جس کی خاطر اتیا تملتا تھا اسے بیگ گھر میں سوں لیجا ڈکتا، ماٹی میں ماٹی

ٹ۔ ڈر، ز۔ خام

ملاؤ کتا، اسے سامنے نکو لاؤ کتا۔ نزدیک جاتے دہشت آتا، دو موں دیکھنا نہیں بھاتا پس یہاں سمجھ کہ آج لگن تلک عاشق ہور کس کا تھا، دو ہور کوئی تھا توں عاشق جس کا تھا۔ ہزار حیف جس کا توں عاشق تھا اسے دیکھیا چہ نہیں اس کی صورت کس رضا ہے اس کی صورت کس وضا ہے سو دیکھیا چہ نہیں۔ ایسی عاشقی کون کیا ہے کیں معشوق کیسی ہے گر دیکھیا چہ نہیں م عاشق ہو کر معشوق کوں پہچانیا چہ نہیں۔ اس کے زرزرینہ ہور کسو تیجہ پر گرفتار تھا، یو خاک بی اس کا ایک لباس تھا، ادلباسیجہ سوں توں یار تھا، اس خاکیچہ پر تیرا بیار تھا۔ برتے سوں جیو لایا، گھنگھٹ میں دغا کھایا۔ اللہ اللہ عاشق معشوق سے دیکھنے کی بے میں اچھنا، جو عاشقاں دیکھیں ہیں انو تی بات پوچھنا انو کے کئے میں اچھنا۔ رات دیس معشوق کا ذکر کرنا، اس خاک میں اس لطافت سوں بولتا یو ہلتا چلتا سو کون ہے کر فکر کرنا۔ جو عاشق اس ڈھانچ میں کیا گھر عجب کیا ہے جو دیکھنا بھی ہوئے میسر۔ خدا کریم ہے رحیم ہے جس لوکاں کوں عشق بازی کھیلنا آتی، انوں کوں وصال میں بے تابی کیوں جاتی۔ انوں کوں کاں کا آرام، انو کا کچھ ہور ہے کام، انوں کا خیال خدا چہ کوں ہے فام۔ انوں پر کھلیا ہے فیض کا دروازہ، انو کا عشق دایم تازہ۔ پرور دگار کی نہایت کوں دیکھنے لگے قصد گرن تو رسول کہے کہ اللھم زدنی تحیراً۔ یعنی الٰہی میری حیرت کوں نیاست کر تیری خواست کر غرض آزاد عاشق کی ہور بات ہے، آزاد عاشق کی ہور دھات ہے۔ آزاد عاشق لا ابالی بے پروا دایم ماتا، صاحب کار سوں مقصود کار خانہ کیسے یاد آتا۔ اپنا خاطر کیا نچینت اسے کاہے کوں بیل خانے کی چینت۔ اپے اس کی فام، یو آزاد اسے کیا خاطر زیاستی کام۔ یو خدا سو نج محظوظ مشغول، دو نو عالم کو گیا بھول۔ یہاں خدا چہ ہے خداتی نہیں، یہاں کچھ جدائی نہیں۔ یو عاشق خدا چہ کوں منگتا خدا کئے باج، خداتی کچھ نہیں رہیا اس منی یو خدا باج۔ سب تی بے طمع، اس کا خاطر ہمیشہ جمع۔ بے طلب جو کچھ

آتا سو لیتا۔ طلب میں خدا کوں بھی تصدیع نہیں دیتا۔ بعضے عاشقاں بے پروا ایسے ہیں کتے۔ ہزار منت سوں دے بھی کچھ نہیں لیتے انو نے اپس کوں دیتے ہیں، ہور خدا چہ کوں لیتے ہیں۔ خدا اچہ انوں کوں بس انو کوں بھی ہور کا ہے گا تیں ہوس۔ بعضیاں کوں ذوراں سوں دے، تو ضرور کوں دھندا قبول کتے۔ نہیں تو معشوق کوں چھوڑ کر دھندے میں پڑنا درد سر ہے۔ کس عاشق کوں یو طمع بنا کون عاشق اس کام پہ ہے۔ یہاں کیا کرے کوئی بات، حکم حاکم مرگ مفاجات۔ کوئی کچھ کہیا کوئی کچھ کہیا، وے یو اپس میں اپے رہیا۔ نہ ابتدا کی خبر دھرے نہ انتہا کوں یاد کرے۔ کتے ہیں کہ بعضے خدا کے یو سرمست دوستاں، خدا پرست دوستاں ایسے ہیں کہ حضرت بھی انو کوں دیکھنے کا آرزو کریں گے، ملاقات کا شوق دھریں گے۔ چونکہ کتے ہیں کہ ایک دیس حضرت کہے کہ الٰہی مجھے تیرے دوستاں کوں دکھلا فرمان ہوا کہ فلانی جا گا ایک گمٹ ہے اس گمٹ میں جا۔ حضرت تمام اشتیاق سوں اس گمٹ کے نزدیک گئے۔ دستک مارے انو کہے کون ہے، محمد میں محمد ہوں کر کہے۔ انو بولے اس ٹھار بات یوں نہیں آتی، منا منی یہاں نہیں سماتی۔ دہاں محمد کوں بھی یوں یو لیا خدا کہ اے محمد بول کہ سید القوم خادم الفقراء۔ پھر کر انو و دیجہ کئے صدا۔ تچہیں انو اس گمٹ کا دروازہ کھولے۔ ملے، جو کچھ باتاں بولنے کیاں تھیاں اپس میں لے بولے مرتضیٰ جنوں کے کہے میں رسول ہور خدا۔ انو فرماتے ہیں کہ میں سب سوں جھگڑیا۔ میرا ہاتھ سب کے اوپر ورہوا۔ جو فقر سوں جھگڑنے گیا تو فقر مجھ پر ور ہوا۔ محمد فرماتے ہیں کہ الفقر فخری۔ فقر کوں اس تی کیا بڑائی اچھے گی بھی۔ یعنی فقر میری بڑائی مجھے خدا تی آتی ہے، یو بڑائی خدا کوں بھاتی ہے۔ غرض کیا محبت باطن کیا محبت ظاہر ایسے کامل یک میں یکا کون ہو سکتا ماہر۔ وصال ہوا تو بھی کیا عاشق کوں قرار اچھتا

ہے، عاشق آسودہ ہو کر کیا اپنے ٹھار اچھتا ہے۔ اچاٹ ہرگز نہیں جاتا، تلملاٹ ہرگز نہیں جاتا۔ وصال کی خوشی میں انجھو کا جنس ہمتا ہے۔ یو غم دل میں تی انکھیاں کی باٹ پانی ہو نکل جاتا ہے۔ عیش آ کر چکلیا، غم انکھیاں کی باٹ پانی ہو کر نکلیا۔ خوشی ہور غم، یو دو نقیض باہم۔ یو دونو دعوے دار، مل کر کیوں رہیں گے ایک ٹھار۔ جس کے ہاتھ میں جو سنیپڑیا وہ اسے جانتا، ایک زور ہوا تو دوسرے کون دل میں تی بھار گھالتا۔ جیوں خوشی آتی تیوں غم بی آتا، غم کا سہل ہے خوشی آتی تو دل کوں بہوت بھاتا۔ دل کا دشمن غم، دل کون خوشی تو ہووے جو غم ہووے کم، ایک غم سو نیش ہوتا ہے، غم تی سینہ ریش ہوتا ہے۔ غم تی عقل تی درہم ہوتی درہم کیا بلکہ کم ہوتی۔ غم ہو کون پانی کرتا ہے۔ غم دل بھرتا ہے۔ خوشی اجالا غم اندھارا، کیا کرے یہاں آدمی بیچارہ۔ غم ظلمات خوشی آبِ حیات، غم بندی خانہ، خوشی نجات۔ غم بھریلا ہے جتنا سکے اتنا لیوے، خوشی خدا دیوے۔ یو اپنا اپنا حصہ، بارے پھر کر آیا دبیچہ قصہ۔ فراق کا جلیا وصال سوں آرام پاوتے، وصال کا جلیا بچارا کدھر جاوے۔ جو کچھ حلق میں ہلگیا اس کا علاج پانی سوں بچارے، اجو پانیچ حلق میں بلگیا اسے کوئی کاہے سوں اتارے۔ فراق کے جلنے کوں سب کوئی جانتا، وصال میں کے جلتے کوں کون پچھانتا۔

پانی میں کی جو آگ کتے سو وصال ہے
اس آگ میانے جلنے کوں کس کا مجال ہے

اپچیہ سب عشق کی صورت ہووے تو وصال میں جلے، اس حال میں جلے اس حال کوں کیا جانتے فراق کے جلے بلے۔ جو عشق ہوا تمام، تو

۱؎ دونوں نسخوں میں یونہیں لکھا ہے میرے قیاس میں کانگ ہونا چاہیے، جس کے معنے مشکل کے ہیں۔

اپس سوں لکیا اپنا کام۔ بارے جو کوئی معشوق جو سارہے کچھ نام دھرتی عاشق کوں رہ بھلاے کر پھر پچھے سوں ہلاک کرتی

القصہ دل کہیا میں عاشق ہوں اگر روتا ہوں تو سہاتا ہے۔ توں معشوق تجے کیوں رونا آتا ہے۔ جفا عاشق کا وطن مقام توں معشوق تجے غم سوں کیا کام۔ معشوق شیریں عاشق سلونا معشوق کا کام ہنسنا، عاشق کا کام رونا معشوق کا شیوہ ناز، معشوق بے پروا بے نیاز معشوق درس۔ عاشق درسنی۔ عاشق محتاج معشوق غنی۔ جو آزاد ہور اسیر جوں پادشاہ ہور فقیر۔ اے گل رو۔ اے خوش خو، اے خوش بو، اے مہ چہر معشوق میں نہیں دیکھتا اتیا مہر۔ حسن و حسن، من موہن جگ جیون بولی کہ سن اے دل، یو بات سمجنا ہے بہوت مشکل۔ میں جانتی ہوں کس پانی سوں خمیر ہوئی عاشق کی خاک کہ ہم فراق میں ہم وصال میں دو نوں جاگے ہے ہلاک۔ نہ یہاں نہ آرام نہ وہاں آرام جب پر یو قصہ گذریا اسیچہ یو نام۔ جل بھسم ہو کر بارے پر اڑے، تو عاشق ہوتے، عاشقاں کی مجلس میں جڑے۔ اپس کوں کھونا تو عشق میں کچھ ہونا۔ جو لگن آپس میں اے باقی ہے تو لگن اس میں اس کی شتاقی ہے۔ عشق کے شہر میں پیرت کے نگر میں معشوق رہیچہ جو عاشق عاشق پر اپکار کرے۔ عاشق کے دل کوں گلزار کرے، نہ کہ بے زار کرے۔ دوار کرے۔ ان تی چھڑاوے جیو پر لیاوے، جلاوے تملاوے ایسی معشوق سہل ہے، ایسیاں سوں عشق کرنا جہل ہے، انوں کوں کوڑ معشوقاں کتے ہیں انوکو ہوڑ معشوقاں کتے ہیں۔ سنگ دلاں بے خبر کسی کا درد نہیں ہوتا اثر بے درد بے کٹر بھیتر۔ اگر عاشق مرتا اچھے گا بی ہنستیاں کھڑیاں رہینگیاں ٹک پھر سوں کی مرتا کرنا کہینگیاں اتنے پر بی کیا چپ رہتیاں ہیں، موا تو بلا گئی کتیاں ہیں۔ بھی کتیاں ہیں موا کی عاشق ہوا بے چارہ عاشق بھولا کچھ دل میں نہیں لاتا۔ ستی ہو کر آگ میں پڑ چپ اپس

جلاتا۔ دل لگایا سو توڑنے نئیں جانتا، بھی ہور ایکس سوں جوڑنے نہیں جانتا۔ توڑنے جاتا تو ٹٹتا نہیں۔ چھڑالیتا تو چھٹتا نہیں۔ دل میں عشق سلگیا، عاشق بے چارہ جلگیا معشوقاں میں بی نازاں تی چھنداں ہیں بی بہانے، پچھے رہتے رہتے کوئی معشوق عاشق پر مہرداں ہوئے تو خدا جانے۔ جاں اپے عشق کی لچھے گی اتی گرمی، دہاں جیسی بھی سختی ہوئے آخر کچھ تو پیدا ہوتے گی نرمی۔ عشق کا سوادہے اسی ہے اسی ٹھار جاں دو طرف تی ابلتا پیار

القصہ میں تیرے دیدار کی بہت مشتاق تھی، تیری بات گفتار کی بہت مشتاق تھی۔ سو مراد بر آیا، یہاں خدا ملایا۔ عاشق تھی تیری خبر پائی تھی، چوری سوں تجھے دیکھنے آئی تھی، عشق کا دکھ سہا نہیں گیا، جیتا رہوں گی کہی تو بی رہیا نہیں گیا، میں عشق تجھ سوں لائی ہوں، جیو پر اُٹھ کر آئی ہوں۔ ایتال رضا دے جاتی ہوں وصال کی جا گا خاطر لیاتی ہوں، با تجے بلا بھیجتی ہوں یاد میں اپے تجے بلانے آتی ہوں۔ میں کہی سو تحقیق جان، دل میں اپنے برما نکو مان۔ خلق کے موں میں آکر پڑی بات۔ اسمان ٹوٹیا تو کون دیتا ہات، سمدور کوں کیوں باندنا پال۔ امانت کوں کیوں رکھنا صندوق میں گھال۔ دیوا گھر میں روشن ہوا چھپیں جوت کوں کہاں لیجانا بن میں پھول کھلا چھپیں باس کوں کیوں چھپانا۔ موں میں تی بول نکلیا پھیں کیا پھر کر آتا ہے، تیر کمان سوں چھوٹیا سو کیا سنبھالیا جاتا ہے۔ تھاں بھوینچ پڑیا آواز کوں کیوں پکڑنا، خلق خدا کا کیے منا کرنا۔ کس سوں جھگڑنا، لوگاں تی ڈرنا ضرور ہے کیا کرنا عشق میں پختہ اچھنا خامی خوب نہیں، بچ سوں کام کرنا بدنامی خوب نہیں۔ یو عشق کا جبر ہے پردے میں نا ندنا، چیڑا کھائے تو ہڈ کیا گلے میں باندھنا۔ جو کوئی عشق میں آیا ہے اپنا گھر چھپا کھایا ہے۔ میٹھائی چھپانے میں ہے نہ بدنام ہو کر نوانے میں ہے۔ دل کھیا اے نار، اوتار، شیریں گفتار، ہنس لکھ کبک رفتار، خورشید دیدار۔ عاشقاں کی

انکھیاں کا سنگھار، چتر جو سار۔ توں ایسی ہے جو کوئی تجھ سے بُرا مانے، تیری بات کوں جھوٹ کر جانے۔ جاں دو نو کا دیکھیا ہوا صاف۔ بچھیں واں کیا ہے خلاف۔ کہیا بسم اللہ خدا ہمرا ہجانا بیگ پھر کر آنا۔ حسن پری غمزاں بھری اذکار استری نے خیال ہور نظر ہور تبسم کوں دل کنے رکھ کر دسال کے چھجے پر چڑی۔ سارا دیس دیکھیا تماشا ٹری فرد بھین پر کی چندنی یو بن پر کی یو پری ہے دل سیتی مل کہ دل سوں کیا ادا کری ہے

جوں سعدی کتا ہے کہ نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال، عشق بہت بیتاب عاشق کا عجب کچھ اچھتا ہے حال۔ عاشق بے آرام بے طاقت۔ عاشق کوں صبوری سوں کیا نسبت۔ دو چھند بھری اس نمار ایک ادا کری۔ وفا ہور ناز اس چھجے پر عشق کی مجلس سنوارے۔ دل ہور نظر ہور خیال ہور تبسم اس باغ میں پانی کے جیتے پر صحبت رکھتے تھے باہرے۔ حسن دھن من موہن جگ جیون جس کوں بہت عشق لگی دوری، دل میں کچھ نہیں ابری صبوری، کیا کروں کہی ہات چوری، بے طاقت ہوی پوری۔ اِتنا دل کھولی۔ زنا کوں بلا کر بولی۔ کہ آ ماں خیال ہور نظر ہور تبسم کوں بول کہ دل کا دل بات لیو سب مل آسے دارو سے بے ہوشی دیو۔ بیت:۔

دلِ بے خبر ہوا ہے دل نے خبر سٹیا
عاشق ہو کر اپس کوں کدھر کا کدھر سٹیا

ہور زلف کوں کہو کہ دل کوں اس چھجے پر یوں لے کر آ کہ دل بی نا جانے، نہ اپس کوں سمجے نہ دوسرے کوں پچھانے۔ خیال ہور نظر ہور تبسم ہور وفا دل کوں دارو دتے بے ہوشی دیتے، بے خبر سد کئے۔ زلف دل کوں کلف ہو کر اس چھجے پر یوں کھینچ لیائی کہ دل کی ارواح کوں خبر نہیں آئی۔ دل کے دل میں کہ میں بنیچہ میں ہوں، اس گلشنیچہ میں ہوں۔ حسن دھن جگ جیون من موہن، دل پادشاہ عالم پناہ،

صاحب سپاہ کے گلے لگ، جوبن سوں تلاسی یگ، مکھ چومی، اپنے سینے پر اس کا ہاتھ دھری، آہ ماری، اوساس بھری، انگ ہنسی جھک ردئی آپس میں آپ کچھ باتاں کری۔ فرد:۔

تماشہ ہے عجب کچھ آج اس ٹھار کہ عاشق مست ہور معشوق ہشیار

کبی اے دل میں کیا کیا جفا دیکھی تیرے بدل، تجھ پر بھی لئی لتی محنت گزری میرے بدل تیری یاری پر میں واری تیری اختیاری پر میں واری۔ جیسے مرد کتے سو تو تجھ ہے، عاشق صاحب دل کتے سو تو تجھ ہے۔ یو لوا ملنا، یکایک پھول ہو کر کیوں کھلنا۔ موں دیکھتے شرم آتی، یکایک کیوں بات بولی جاتی۔ اس نے دل کوں بے خبری کری کہ دل سوں کچھ حظ پاوے، ہشیاری میں آنکھ بھر دیکھتے مباوا لاج آوے۔ پاکی سوں ہمدست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کو دیکھ مست ہوتی تھی۔ وہ چترپری، ایسی کچھ فکر کری۔ دل بے خبر متوالا۔ حسن کرتی کچھ ہاتھ بازی کچھ اوپر کا چالا۔ ہور فام نہ تھا، زیاتی کچھ کام نہ تھا۔ دل میں عشق غلبلا کرتا ہے، نظر کا سواد ہی بلا کرتا ہے۔ ہر کوئی تن سوں تن ملاتا، جاں پاک عشق ہے واں نظر سوں ہی کچھ کیا جاتا۔ جوں بھنور پھول کا رس لیتا، بن میں لطافت سے دل کا ہوس لیتا۔ محبوب مقبول، جوں نازک پھول، اسے رگڑ مال نہ کرے تو بہت خوب، بہت پاک عشق میں سوا دے کام گھال نا کرے تو بہت خوب۔ شوق زیاست ہوتا ہے تلتل، دائم تازہ اچھتا ہے دل۔ دل بھگتا نہیں، ایک جاگا لگیا تو بھی دسری جاگا لگتا نہیں۔ عشق زور پکڑتا ہے، عشق کا کام رونق کچھ

ص؎ (ن) اور

ہور پکڑتا ہے۔ جس شوق تی شوق پانا اس شوق کوں نا گنوانا وو شوق گیا پچھے ویسا شوق بھی کلنتے لیانا، بھی اس شوق کوں یاد کر کر کیا خاطر بچانا۔ غرض جتنا سکنا اتنا رکھنا اس فکر میں اچھنا جو اپس کوں عشق کی سی بہت چڑے، یو خطرا (قطرا) وجود میں تی کم بھار پڑے۔ یو تخم انسان، اس تخم میں اتی لئی تماشے ہیں جان پچھان۔ اس خطرے (قطرے)، کے زور سوں کھولتا ہے انکھیاں کی باٹ، اس خطرے (قطرے)، کے زور سوں چڑنا ہے گھاٹ۔ یو خطرا (قطرہ)، تیرے وجود کا قوت، اس خطرے (قطرے)، میں مہر محبت مروت۔ اس خطرے (قطرے)، کے زور سوں توں زور پکڑتا ہے، اول نہ کچھ تھا اپناں عالم کچھ ہور پکڑتا ہے۔ یو تن کا وصال نہیں یو دل کا وصال ہے، دل کے وصال پر آنکڑے رہنا کس کا مجال ہے۔ دل سوں دل ملانا نظر سوں محبوب کی نظر میں جانا، یو ٹھار اپس کوں دیکھنے کلے ہے، اس ٹھار اپس کوں اپی پانا۔ کتیں تو بی دل ملنا، کام یو ہے جو نظر کھانا۔ یو من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا مقام ہے، یو کیا ہر کسی کا کام ہے۔ یعنی جو کوئی اپس کوں جانیا، (اپنے خدا کوں پہچانیا، مبادا کوئی جانے کہ یو کچھ نوا آج ہوا ہے، اس ٹھار حضرت کوں معراج ہوا ہے۔ غرض عاشق کوں یو خیال ہونا ...،

خدا دے تو یوں وصال ہونا۔ یو بہت نازک بات ہے، یو بہت مشکل گھاٹ ہے۔ بعضے کتے ہیں دے جانے کن کہ حضرت کتے ہیں کہ رایت ربی فی صورت احسن امرد یعنی میں خدا کوں دیکھیا قبول صورت آدم کی صورت میں، اس من موسی مورت میں۔ دیکھنا دکھانا ہے سو انکھیاں تجہ میں ہے۔ جو کچھ دھنڈنا پانا ہے سو انکھیاں تجہ میں ہے۔ جسے انکھیاں ہیں سو انکھیاں کوں جانے لگا جسے انکھیاں ہیں سو انکھیاں میں کیا ہے سو پچھانے گا۔ فارسی میں کتا ہے کہ در دیدہ دوست باد یدہ خود دا دوست۔ یو دکھلانا کون دکھلاتا، اس دیدے کا بھید کون پاتا جو کوئی دیدے کوں دیکھیا سو دیدہ ہوا، حق رسیدہ ہوا۔ کام اس کا سیدھا

ہوا۔ علی ولی جنوں کی بات تحقیق کھری سرہ، انو کہتے ہیں کہ لم اعبد ربا لم ارہ یعنی اگر خدا کوں ان نے نا دیکھتا تو اس کی عبادت نہ کرتا، یو مشقت یو ریاضت نا کرتا۔ نہ کچھ شک دل میں دھرتا ہوں کہتے ہیں خدا کوں دیکھ کر خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ کہتے ہیں محمد ہور علی کیاں انکھیاں ہوتیں تو خدا کوں دیکھیا جائے دیسے ولی کیاں انکھیاں ہوتیں تو خدا کوں دیکھیا جاتے۔ عاشقاں واصلاں کی انکھیاں ہوتیں تو خدا کوں دیکھیا جاتے۔ اس بات کے تئیں بھی ایک حدیث ہے پچھان کہ الانسان مرات الانسان۔ یعنی انسان آرسی ہے انسان کی، اپس کوں اپے دیکھنے کے گیان کی۔ اگر کسے کچھ خبر ہے تو یہاں اشارت انکھی ہے۔ انکھیاں میں کی باٹ کھلنا، تو کیں عاشق ہونا تو کتیں بھلنا۔ دیدیاں کی باٹ سرپا نو لگ سب جیو ہو کر معشوق کے جیو میں جانا، تو اپس کوں دیکھنا، د تو معشوق کوں پانا۔ جیو ہونا تو جان کوں دیکھنا، دین ہونا تو ایمان کوں دیکھنا۔ دے یو عالم ایک عالم ہے، کہ اس عالم میں دو عالم دِس آتا ہے، یو عالم پیر و مرشد بغیر کون کسے دکھلاتا ہے۔ ظاہر کا عشق اگر کسے اچھے، تو یوں اچھنا کہ باطن میں بھی اسے دردھیان اچھے ہنا کھلنا اس پر کھلے تا مشکل اُس پر آسان اچھے۔ عشق حقیقی اچھو یا مجازی، عشق بازاں نے یو بچہ کھیلے عشق بازی۔ سعی کرنا کہ اپے ۔۔۔۔ اس بات میں ماہر ہوئے، پوچھیا ہے سو اپس پر ظاہر ہوئے۔ عاشقاں جو دنیا میں جیتے ہیں۔ بہت کرا تو یوچہ دھندا کئے ہیں۔ یو اپس کوں جاننے کی بات ہے، یو خدا کوں پہچاننے کی بات ہے۔ حدیثِ قدسی ہے، عین بدسی ہے جان۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الانسان۔ یعنی مجھے مجھ پہ پیار آیا تو میں آدم کوں پیدا کیا کر مجھے سمجھے مجھے پہچانے، مجھے یاد دے،

میرے ادھر آدے، میری قدرت کوں دیکھے مجھے جانے۔ عشق مجازی، عجب تماشے کی ہے بازی۔ جو عشق مجازی انپڑیا کمال تو عین ہوتا ہے حقیقی کا وصال۔ اگر توں عاشق دانا دیوانا ہے، تو مجازی تی حقیقت پر آتا ہے۔ واصلاں کی ہے یو مت کہ حدیث ہے المجاز قنطرۃ الحقیقت۔ یعنی حقیقت کی سیڑھی ہے مجاز، سیڑی پر جادیں گے تو پادیں گے حقیقت کا راز۔ ظاہر تی باطن کوں جانا۔ ظاہر تی باطن کوں پانا۔ کیا واسطہ کہ جاں بات کا مایا ہے وہاں یوں آیا ہے۔ کہ من کان فی ہذا اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ۔ یعنی جو کوئی اندھلا ہے سو وہاں اندھلا ہے۔ یو بات خرافات نہیں، ایدھر اودھر کی بات نہیں۔ جہاں لگن گوالیر کے ہیں گنی انو تی بی یو بات گئی ہے سُنی

جن کوں درشن ات ہے تن کوں درسن اُت

جن کو درسن ات نہیں تن کوں ات نہ اُت

عاشق نے کوشش کرنا کہ نہیں عشق کی آگ خوب سلگے، ظاہر دل کسی کے پھاندے میں خوب ہلگے۔ پچھیں اپنی ہمت اپنا فام، اپنی اپنی طلب اپنا اپنا کام۔ خدا نے لتی کچھ کریا ہے، خدا کے عالم میں سب کچھ بھریا ہے۔ سو کا ہے، ہریا ہے جدھر دیکھیں اودھر دریا ہے اس میں تی اوّل عاشق کوں فرض ہے کہ غواص ہو کر یو بے بہا گوہر چننا۔ خدا کوں بہت یاد کرنا۔ محبوباں کوں بہت دیکھنا خوشبوی خوش کرنا شراب پینا ہور راگ سننا۔ یہاں سب ہے، یہاں تماشا عجب ہے۔ یو خلاصہ ہے۔ یو سب تی خاصہ ہے۔ عشق کا وجود قائم اس چار باتاں سوں ہے، نہ باتی حکایتاں سوں ہے۔ فارسی میں کتا ہے کہ تا توانی طالب فعل بد مباش،

بھر جاے کر بلیشی با خدا باش ۔ مرد اس فکر میں اچھنا کہ روز بروز خدا کی محبت زیاست ہوئے ، ہر دو جہاں میں کام اپنا راست ہوتے ۔ ہور حدیث بھی یوں ہے کہ عزت الدنیا بالمال ، و عزت الاخرۃ بالاعمال ۔ یعنی دنیا کی عزت مال سوں ہے ، ہور آخرت کی عزت اعمال سوں ہے ۔ مال تی اعمال پیدا کر لینا ہے ، جوں یہاں کی خاطر مال پیدا کرتے تیوں وہاں کی خاطر اعمال پیدا کرلیتا ہے ۔ مفلسی کسے نہیں بھاتی ، نہ یہاں کام آتی نہ وہاں کام آتی ۔ دوست دو جو بوے ہور دل سوزی کرے ، مفلسی خدا دشمن کوں نہ روزی کرے ۔ اگر جانتا ہے کہ جوں وہاں ہے تیوں وہاں بھی کچھ ہے تو نیکی پر چیت دھر نیکی نکو بسر ۔ اگر جانتا ہے کہ یہیچ ہے بھی لنگے کچھ نہیں تو خوشی بھاوے سو کر ، پیغمبراں نے تو یوں دیئے ہیں خبر اگر کچھ سمجھیا ہے تو نیکی کر نیکی کر ۔ باپ نہ چھڑائے گا نہ ماں چھڑائے گی جاں تاں بھی تیری نیکی تیرے انگے آوے گی ۔ سب پھشلا کھا کر اپنا پیٹ بھریں گے ۔ جاں کچھ آپڑیا تو تجے انگے کریں گے ۔ تمام غفلت میں تی اٹھے گا تیرا خراب توں دے کر چھٹے گا تیرا جواب ۔ جو کوئی خدا سوں محبت دھرتا ہے ، وو البتہ خوبیچ کام کرتا ہے ۔ جاں خدا کی محبت ہے واں سرفرازی ہے ، خدا کی محبت سوں خدا بی راضی ہے ، خدا سوں محبت کرن ہارے کی دائم میش بازی ہے ۔ عشق مجازی غازی تین صورت ، عاشقاں کوں اس صورتاں کا بیان کرنا ہے ضرورت ۔ ایک پھول تی اپتے باس کے ڈور سے چھٹے ، ایک جھاڑ کوں اپتے پھانٹے پھٹے ۔ اول عشق سرا ہتی دویم عشق ہلاکتی ، سویم عشق سلامتی ۔ اما عشق سلامتی کہتے سو اپنا گھر نہ کسی کی دہشت نہ کسی کی دحشت ۔ نہ کسی کی دھاک نہ کسی کا ڈر ، کہتے ہیں کہ اپنا گھر خوشی بھاوے سو کر ۔ یہاں بادشاہاں کوں نہیں قدرت کچھ کنے سب بعضے تو جمع[1] کس منی

---

[1] (ن) جما

اگر کس کوں گھر میں عشق لگ جاوے، بہت سکھ پاوے، بہت آرام، اپنے نزدیک اپنا کام، دائم نظر تلیں محبوب، بہت خوب، صفا پکڑے دل دیکھ دیکھ نت بجھے تل تل۔ دائم خوش حال، دائم وصال۔ فراق کا انداز نہیں جو یہاں آوے، غم کوں قدرت نہیں جو یہاں ہات بھلاوے۔ گودیں مراد، جیو نے کا پاوے سواد خدا راضی رسول راضی، بہت سواد کی عشق کی بازی۔ وے عشق کوں بہت زور چھنا کہ ایسی جاگا چتک لاوے ایسی لذت کے پھاندے میں بچھاوے، یہاں تپاوے یہاں ترساوے، سونے نہ دیوے، دسرے سوں کچھ ہونے نہ دیوے، جیو نا بھگے، ہور سوں دل نا لگے۔ محبت ضمان اچھے، اسیچ پر دھیان اچھے۔ یو عشق بہت قادر اس عشق پر کون ہوسکتا قادر معشوق نزدیک اچھکر تپنا ترسنا بخنا کام نہیں، انکھیاں تلے دیدار ہور انجھو برسنا بخنا کام نہیں۔ یو عشق زوراں سوں کوئی نہیں بھایا، جسے خدا دیا اُسے آیا۔ ابتال عشق ہلا کتی، کسی کی بہو بیٹی، یو اپنے گھر میں تملتا وو اپنے گھر میں لیٹی۔ یو پھرتا گھر کے اُس پاس، اسے گھر میں جاجتی نند ہور ساس۔ اس کی سنگلت اس کا مردسوتا، یو سو رات دیس یاد کر روتا۔ اسے نہ بھیتر قرار نہ بھار، چھپے چوری سوں کدھیں مدھیں ہوتا دیدار۔ یو عاشق دیوانہ ہچسبے فام، بہت میٹھا لگیا چوری کا کام۔ حلال تی دل کچواتا، حرام بہت سواد لیتا۔ آدمی کر یو خصلت منا کئے سو کام بہت سواد لگتا۔ منا کئے سو کام انسان کوں بہت بھایا ہے، کہ الانسان حریص علیٰ ما منا یوں حدیث بھی آیا ہے۔ اگر عوام کوں حلال منا کرتے تو عجب نہیں جو کوئی حرام نا کرتا، حرام کوں حلال منا کرنے تی حرام پر جاہل آدمی اپنا لذت بوجھ کر ضد دھرتا۔ اگر حلال کوں بی منع کرتے تو حلال بی بہت بھاتا۔ حرام کوں سب سٹ دیتے حلالیچ خوش آتا۔ آدمی کا طرفہ طبیعت ہے منا کئے تو جانو کر وکر فرمائے، نہیں کرنا

سو اسے ستمی فعل بد پر لیاے ۔ منع کرتا بی یک دکد ہوا ہے ، آدمی بہت بری بلا ہے آدمی تی حد ہوا ہے ۔ مکر زناں کوں بھاتا میا نے میاں میاں منگ منگ بھیجتا اُنے کھائے سو جھوٹے پان ۔ اس کی خوبی لگی سو آنگ کی چولی ، انے خوشبوئی لائی سو خوشبوئی ان نے کھائی سو گولی ۔ بڑھیاں لیاتیاں ادھر اُدھر کیاں حکایتاں ، بہت سواد کیاں ہوتیاں باتاں ۔ عشق ڈانٹا سخت ، کانداں کو دنیکا آتا وقت ۔ عشق اپنے پہ انپڑیا اس بھارا تال جیو جانے کوں کیا بار ، ایسیاں باتاں سُن سُن ، گھر گھر ہوتی گھن پن ۔

چاروں طرف ہوتا غل ، لوگاں کوں اوتے پیٹ میں سِل ۔ دنیا ہے ہر ایک کوئی ایکس سوں جیولاتا ، یو لوگاں چیکے پکارتے ، اس لوگاں کا کیا جاتا ۔ یو غوغا کیے تو انوں کے ہاتھ میں کیا آتا ، انو کے سینے پھٹتے انو کی شرم ایکس کے کھانے اٹھتے ۔ نہیں سنے سو لوگاں کوں سناتے ، کو نچے کو نچے ڈھنڈورا پھراتے ۔ جانتا ہے ایسے کاماں کیچہ نہیں ، اے کسے دل دیکھے نہیں ۔ اپے فرشتہ بے گناہ پاک ، یو جیبے چارے بے گناہ گاراں کو کرتے ہلاک ۔ لوگاں پر نقشاں پچنے بغیر رہتے نہیں ، اپنے دل کی بات تو خدا بہتر جانتا وہ کتے نہیں ۔ باتاں بہت بڑیاں بہت محتشم ، باندے موٹھی کا بڑا بھرم ۔ اپنا درد جیسے ہے دوسرے کا درد بی ویسا ہے ۔ آدمی محبت کوں سمجنا آدمی کے دل میں عشق میں جوش اچھنا ۔ آدمی خطا بخشنا ، آدمی عیب پوش اچھنا ۔ خدا ستار العیوب ہے ، خدا غفار الذنوب ہے جسے خدا دیوے اسیچ اس بات کی سکت ہے ، عیب پوشی خدا کی صفت ہے اپنا عیب چھپاتے ، دسریاں کا عیب باہر بجاتے ۔ اس کے دل میں ڈوبیا عشق کا کانٹا اوں کرتے لوگاں میں ہنس ہنس کرتا نٹا ۔ فراق کمی یہاں بھوت زور جوں جوں بدنام ہوتا تیوں تیوں محبت ہوتا ہور ۔ غم کا بازار گرم خوشی کا کیا بھرم ، کام جیو پر آیا اتال کاں کی شرم ، یو نچ کرتے کرتے جیو پر آتا بیکار دے وقت جیو جاتا ۔ اتال عشق ملاتی کلاونتی بازاری یہاں تو بہوتیچ خواری ۔

بھو تیچہ دشواری۔ دائم بدنام دائم رسوائی، یو عشق بازی کس سے ہو آئی۔ دائم قباحت دائم فضیتے، جیتے گنگے تیتے۔ دائم رشکانتے۔ ہلاک دائم جھل آتے۔ ایک جاتے سوں جیو نہیں لاتے، سو جنیاں بکنے جاتے۔ ایک گھر میں تو چار بجار، یو بھی عجب تماشے کلہے ٹھار، طبیعت بہت نازک بہت نرم، وے بے حیائی ہور بے شرم۔ جس کنے گئے ایکیچہ ہوں کر دکھلاتے، ہزار جنس سوں جیو لاتے۔ ناز شرم یوں کرتے فاش اصیلاں بچاریاں کیا تماش۔ جانو ایک تی دسرے کی چھاتوں نہیں پڑی، ایسے گڑتے ایسی شرم تی ایسی بڑی۔ گھنگھٹ میں تی موں بھار نہیں کاڑتے، بازار میں کھڑے اچھ پردے پھاڑتے ہنس، ہنگ لوگاں کوں بلاتے، ایکس کوں دکھلا کر ایکس کنے جاتے۔ اس جاگا کیوں جیو لانا، یو کیے بھانا یونا معقولی دیکھیا کیوں جانا۔ یہاں عشق کی تو ہے گرمی، وے بھو تیچہ ہے بے شرمی ہزاراں کے، گیتے باراں کے، ایسیاں سوں کیا کرنا یاری، ایسیاں سوں کیا دھندنا وفاداری۔ یو بیچیاں ہیں پیکے میلانے، انو محبت کیا جانے۔ پیکے حلال محبت حرام، محبت سوں انوں کوں کیا کام۔ یو سواد بازاری۔ مبالغہ ایک رات کی یاری۔ کھیسے کیاں دشمن۔ گھر کے لوگاں کے جیئے کیاں دشمن۔ ایسیاں کوں کیوں بتیانا، ایسیاں کوں کیوں دینا من، ایکس پاس من ایکس پاس تن۔ ایسیاں کی کیا آس جیو لاکر بھسلاتیاں۔ محض بیکیا نچہ خاطر آتیاں۔ جو لگن کچھ اچھتا تو لگن کھاتیاں، ایک گھڑی کچھ نہیں تو نکل جاتیاں۔ جانو کدھیں آئیچہ نہ تھے، جانو آشنا تچہ نہ تھے۔ کھانے میں تی اوڑیالون، اتال تمہیں کون ہمیں کون۔ یہاں بہت نکو مرغول، یہاں جو آیا سو ہوا ڈانواں ڈول۔ غرض ایسی چھنالاں کے بڑے چالے ایسی چھنالاں تی خدا سنبھالے۔ یو برے چیٹ، یہاں کون کرسکتا دل کوں گھٹ جیتا نیم دھرم ہوئیگا اگر پتھر اچھے گا تو یہاں نرم ہوئیگا۔ جو کوئی اچھتا ہے

عشق کے سنگ، وہی سمجھتا ہے اس عشق کے رنگ۔

القصہ وو حور جیسی حسن پری، وو دلبر دل کو بے ہوش کر اس وصال کے چھجے پر لیا کر خط کری۔ دل کوں بے خبر کے بے ہوش کر مہاڑی پر لیا وے لیجا وے کسے نہ دکھلا وے، کسے نہ سنا وے۔ چوری کا کام، کسے نہیں ہونے دو فام۔ دلبے میں اس وقت رقیب بے نصیب، گمراہ رو سیاہ کی ایک بیٹی تھی اس کا نام غیر، سب سوں اس کا بیر۔ بجسب ظاہری راضی سوں رہتی تھی حسن کن یو دغا بازی سوں رہتی تھی، جاں جاوے دو میں جھگڑے لگا دو لیاں کو بچھڑا وے۔ جھوٹیاں باتاں کہتی، کیکاتی، لوتری چاڑی خور دل میں کچھ ہور، موں میں کچھ ہور۔ زبان دراز، سب اس سوں ناز جسن دھن من موہن جگ جیون من ہرن کنے رہتی تھی بھید اپنا کسے نہیں کہتی تھی جسن نار دل کا ادھار حیتر چوسار، تو یچہ سمجھی کہ یو نا معقول بے اصول مردار نابکار شرم نہیں دھرتی، ہر کس کی لگے ہر کس کی بات کرتی۔ فرد:۔

جسے حیا نہیں کچھ اس تی بہت ڈرنا ہے

فکر اپس کی حیا کی بی کچھ سو کرنا ہے

کلاکیتاں لاتی، فتوے اچاتی۔ موں کی بہت ہلکی، بہت شوخ نڈر، اینچہ شرم نہیں دھرتی سو کس کی شرم کی اسے کیا خبر۔ بے ایمان، بدکار بدگمان بے اعتبار اعتباری نہیں، بات کس کی دل میں چھپا نہاری نہیں، اسے جانتی تھی، خوب پہچانتی تھی۔ جو حسن دھن من موہن باغ میں جاوے، اس ناپاک کو سنگات نا لیا دے جو کچھ دل سوں ملنے کی فکر کرے اس حرام خورتی بہت ڈرے۔ غیر نے سمجھی کہ حسن دھن من موہن اپس سوں کپٹ پکڑی ہے، اپس سوں ہٹ پکڑی ہے، یہاں تو کچھ بیار نہیں، اتال کچھ بھلی بار نہیں۔ بیت۔

یو دغاباز تھی وو تھی سادی
سادی تھی اس تی یو دغا عادی

جدھر گئی بھی یکیلی جاتی، منجھے سنگات نیں لے جاتی۔ ییں اسے نیں بھاتی۔ غیر کی غیرت برا اُٹھ کھڑی، غیر حسن کے دنبال پڑی کہ دیکھوں یو مجتی اپس کو چھپاتی ہوئی یکیلی کدھر جاتی ہے۔ یو پچھ کرتے کرتے ایک رات، اس باغ میں حسن دھن من موہن سنگات دل سوں ملنے جائی تھی، یونا برخوردار بی اس کے سنگات چوری سوں لگ تیجھیں آتی تھی۔ بیت:۔

شیطان اگر کسے لگے تو کوئی نبی چھڑاے
آدمی کسی کے پے میں پڑے تو جیو بچ جائے

شیطان کوں موٹھی کھل اتنی پٹی دے تو جاتا ہے آدمی برائی پر آتا تو کلیجہ کھاتا ہے۔ شیطان کا فکر سہل ہے شیطان کا فکر کیا کرنا، برا آدمی برا ہے آدمی تی ڈرنا۔ شیطان شیطان کی صورت سوں اپس کوں دکھلاتا اس کا علاج کیا جاتا۔ برا آدمی برا شیطان فرشتے کا لباس لے آتا۔ بھلا آدمی بچارا کیا جانتا دغا کھاتا۔ بھلا جانتا کہ یو بھلا چہ ہے۔ سچیں مچیں یو فرشتا چہ ہے۔ آدمی بچارا کیتا پچھانے، غیب کی بات خدا چہ جانے۔ غیب کا عالم کسے دکھلایا رو، وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو۔ یعنی غیب کے کیلیاں غیب کے صاحب پاس غیب کے صاحب کوں معلوم، غیب کے صاحب نے جسے معلوم کیا اسے معلوم ہوے یو غیب کے علوم۔ منجماں کوں بھی بولے ہیں حضرت جنوں کا دل کعبہ، یکذبون المنجمون و رب الکعبہ۔ یعنی غیب کے پردے انوں کیوں کھولتے، منجم سب جھوٹ بولتے بعضے بولتے انو کا بول پکڑیا ہے، مکان سچ ہور جھوٹ کے میانے میان۔ جتا بولینگے

لہ (ن) تی

انوچہ سچ انو کا بول نہ جھوٹ نہ سچ۔ آدمی عاجز ہو کر کا کلوت تی پچھے چلتا انو کا بول کدھیں ہوا نا کدھیں نیں ہوا آتا۔ ہات میں رسالے یئے ہیں، غرض پیٹ بھرنے جا گا کیے ہیں۔ بارے حسن نار، جتے چوسار، جوں دایم جاتی تھی وو دیکھ جاکر اس چھجے پر چڑی، یو بی اس چھجے پر جاکر اس کونے میں ماری دڈی۔ حسن ہور دل کے چاے سب خاطر لیائی، انو دونوں کا بھید پائی۔ ہور کہی حسن جو مجھ تی ڈرتے تھی ہور اتنا کرتے تھی سو یو تھا کام ہیں تو کری خام۔ غیر کوں بی انوں دونو کا چالا دیکھ کر عشق حائل ہوا، غیر کا بھی دل دل پر مائل ہوا۔ غیر کوں بی دل کا عشق ڈاٹ پکڑیا، بہت اچاٹ پکڑیا۔ دل میں بدنیت دھری، اپس میں اپی یوں فکر کری۔ بیت:۔

دل کوں یوں دیکھ دل کوں بدلائی
حسن کے دل میں شک نہیں لائی

ان کم ذات نے اپنی ذات دکھلائی، آخر اپنی ذات پر آئی۔ کہ حسن کی چوری سوں اس مھاڑی پر چڑھنا، ہور دل کے وصال کی لذت کوں انپڑیا۔ میں بی حسن تی حسن میں خوب ہوں، دلربا ہوں محبوب ہوں۔ میں بھی چلبلانے جانتی ہوں میں بی دل کوں بھلانے جانتی ہوں۔ کیا منج میں ناز ہور غمزہ نہیں، کیا منج میں شیوا ہور عشوہ نہیں۔ میں اموں بھی پھول کا چمن انکھیاں جوں لاے ہیں، منج میں بی بلے بال چھند ہور چاے ہیں۔ اگر خوبی کا دعوی دھروں گی تو چوری سوں بات کروں گی۔ میں بی آرسی میں آپس کوں دیکھتی ہوں، اپس کوں جانتی ہوں، اپس کی خوبی کوں پہچانتی ہوں۔ جس جا گا پر میرا نام ہے، نیاں دل بہلانا کیتا کام ہے۔ فرد:۔

دل سوں باندھی تھی جیو کی ڈوری　　　آکہ خالی دقت کری چوری

یو مثلہ معلوم ہوا آج   خالی گھر ہیں کتیاں کا راج

بارے ایک رات حسن دھن، من موہن، جگ جیون شہر منیچہ تھی حسن کا نہیں ہوا آنا، وقت خالی دیکھی اس حرام خور کوں یو چہ ہوا بہانا۔ دل سوں ملنے خاطر بہت تر یکڑی اس باغ میں اس وصال کے چھجے پر چڑھی سحر تو نا بہت جانتی تھی وہاں حسن کی صورت پکڑی ۔ خیال ہور نظر ہور تبسم کوں ہور وفا کوں جوں حسن فرماتی تھی ونچہ ایے بھی فرماتی۔ دارو ئے بے ہوشی دل کوں دلائی پلائی، ہور زلف کوں بی حسن کے تمنیچہ بول کر جیوں تیوں دل کوں اس وصال کے چھجے پر لیانی منگاتی گلے لائی سمجائی ۔ فرد:۔

ایک ایتیاں کوں آد غادی ہر   کیا مفتن ہے کیا بلا کی ہے

یو بد اصل شیطان کی نسل حسن کے تخت پر دل سوں لٹ پٹ ہوتی تھا اس کا بی دل دل سوں لگیا دل پر عاشق نپٹ ہوتی ۔ ویسے میں خیال جو سوتا تھا جاگیا دل دستا نہیں کدھر گیا ہے کر دھنڈنے لاگیا۔

دل کی خاطر عجب رکھے رکھوال
غیر جو چہری کی تو جاگیا خیال

خیال کا مشکل ہوا حال۔ دھنڈتے ڈھنڈتے وصال کے چھجے پر جو آیا تو مقصود انپی پایا۔ دیکھتا ہے جو غیر دل کی گود میں مست پڑی ہے، دل بے خبر غیر کوں مستی چڑھی ہے۔ یہاں یو نامحرم محرم ہے یہاں تو کچھ کا کچھ عالم ہے خیال نی الحال شہر دیدار کوں جا کٹ سکنڈ کوں جا کر جو کچھ دیکھیا تھا سو حسن نار کوں دل کے سنگھار کوں نیریاں کے ادھار کو خبر بولیا، معاملہ یوں ہے کر بولیا۔ حسن لیہ بات سن حیران پریشان سر گردان نا کھانا نا پانی کر ڈری ہوئی سب زندگانی، آگ کی بھڑکی اٹھی تن میں، آہاں مارنے لگی من میں۔ سوکن کی جھل نعوذ باللہ

جیو جاوے نکل۔ اس جھل کس کوں سنبھالے، تن من رنگ روپ سب جاوے۔ بیت:۔

جل تی سوکن جو مرد کن آتی
جھل تو نجتاں کی سو سے نہیں جاتی

اگر مرد آگ میں پڑ دیکھے تو آگ میں کبی پڑنا بھاوے، دلے سوکن کی جھل سو سیانہ جائے۔ سوکن دیکھے جیں ٹھار، اس مرد تی بی دل بیزار۔ عورت شرم کوں چھپ مرد کنے آوے گی، جاں سوکن میانے آئی وہاں لذت کیا پاوے گی۔ جاں سوکن ہوتی، وہاں عورت ضرور کوں بے زار ہو کر مرد کنے سوتی۔ نہ من کا سواد نہ تن کا سواد سینہ جلتا دل میں تمہ بھری، اسیج میں آئی تب جا کر دوزخ میں پڑی۔ کیا جانے کیا گنہ کی تھی اول زمانے، جو یوں آکر پڑی اس عذاب میانے۔ سوکن نہ سوے نا سونے دیوے، سوکن جیو پر اٹھے، سوکن جیو لیوے۔ سوکن تی محبت میں فتور اٹھے، سوکن تی جیڑا دل سے تٹے۔ سوکن آئی دکھ سے سینہ پھٹیا، سوکن آئی محبت کا سواد اٹھیا۔ دائم جھگڑتیاں جوں بلبلاں لڑتیاں۔ ادھر تی سالے ادھر تی سالیاں، چاروں طرف تی برستیاں گالیاں۔ کوئی کو آگر تی کوئی باہین۔ گھر میں کھیلتیاں جائیں مائیں۔ یو گھر میں سکھ سوں نہیں سوتا، میانے میاں لوگاں کا ہنسا ہوتا۔ جو دیکھے تو کل عورت تی زیاست ساس کی جھل۔ سالا دشمن سالی دشمن بجر کا اس بچارے کا من کیسے کیسے سمجاوے کس کس کے تغادیاں تی بھار آوے۔ بیٹا بیٹی اپنیاں ماواں خاطر جدا لڑتے یو جدا تلملتے یو جدا جھپڑتے۔ بیزار ہوتے باپ کے اسم سوں، یوبی دشمن ہو بیٹھتے ایک قسم سوں۔ دل سب ہوتا بھنگ سعدی کتا ہے کہ۔ بیت:۔

بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ — تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ

سوکن کوں دیکھنے کا کسے تاب، جس گھر میں سوکن آئی دو گھر خراب۔ سوکن آدیکھی سیج کی تقسیم دار، یو جھل کوں سو سے توبہ استغفار۔ جن نے آسودگی کوں دسری عورت کیا، ان نے تیری اپس کوں عذاب میں دیا۔ کیتی جاگا اپس کوں باٹ بجاوے، ایک دل دو جاگا کیوں لاوے۔ ایک سوں توڑنا، تو دسریاں سوں جوڑنا۔ جھلتی دو دنو سینا چاک، یو بچارا میانے میان ہلاک۔ ایک دل بولے ہور کہے ایک یار، ایک جیو کوں لگئے گا دو ٹھار۔ ادھر یو لڑتی ادھر وو جھگڑتی۔ صبا اٹھ کر گھر میں کچاٹ، آسودگی بارا باٹ۔ آسودگی گئی اسے تو وقت پڑیا ہور ایکیں حضور ایکس کے دیکھنے کا چھد ضرور۔ کوئی ایکیں کنے سوتا، دل دسری پر ہوتا۔ ایکس کوں کیا پیار، تو جانو دسری کوں دیا زہار۔ ایکس کوں پان کھلایا، تو دسری کو سلجانو آگ لایا۔ ایکس کوں پھول پنہایا تو دسری کوں جانو انگاریاں میں بجایا۔ ایکس سوں بات کیا تو جانو دسری کے جیو پر گھات کیا۔ ایک نزدیک سوتی، تو دسری روتی مرنے پر راضی ہوتی، کلکلاتی تلملاتی کتیں کا کتیں نہیں سو جھگڑا کاڑتی، زونز کی خوشی میں خلل پاڑتی یعنی اپی جل جل مرتی، سوکن کیوں خوشی کرتی۔ سوکن نہ سووے، نہ سونے دیوے، اپنا دعوا نا چھوڑے اپنا بیر لیوے۔ یو بچارا نا ادھر کا نا ادھر کا کیا جانے کدھر کا۔ یو ایکس سوں صحبت دھرتا، دسری کیا کتے اچھے گی کر دل میں فکر کرتا۔ دسری کی فکر دل میں جڑی انال لذت میانے تی اڑی۔ یہاں کھانا کھاتا تو وہاں پانی پیتا، کدھیں یک چت نہیں دائم دو جیتا۔ عشرت غم ہوا، گھر جہنم ہوا۔ ایکس کوں پوچھیا بچارا تو دوسری کوں جانو جیو وں مار یا۔ عورت اپتا جھل دھرتی، اس وقت جیو نہیں دیتی سولی کرتی۔ رات دیس جھگڑا کسے بھاتا، گھر میں تی نہاٹ جانے کا وقت آتا۔

القصہ حسن دھن من موہن جگ جیون اس غیر کے رشک تی انچل بھگائی انکھیاں کے اشک تی جلتی تلملتی کپڑے پھاڑ لیتی سنگار تن کا کاڑ لیتی، گالیاں دیتی، روتی حیران ہوتی۔ جبل کے جھال سوں، اس حال سوں، جیفی کھائی، وصال کے جھجے پر آئی۔ غیر کوں دیکھی تخت پر مست، دل اس سوں ہم دست۔ موں سوں موں ملائی ہے، سینے سوں سینہ لائی ہے۔ سد کھو رہی ہے، سو رہی ہے۔ حسن نادر سندری، بہت نخرے بھری اوتار استری پکار اٹھی، آہ مار اٹھی۔ کہ آہ یو کیا ہوا، واہ یو کیا ہوا۔ ان چھنال نے مجھے جیوں ماری، ان چھنال نے اپنا دند ساری۔ ان چھنال نے میرا گھر گھالی، ان چھنال نے مجھے دیس انتر دی۔ لے اور جاگا نا تھا جو یہاں خیال کری گرم، اتنا تو بی میری آشنائی کا نہیں رکھی شرم۔ کچھ اسے لحاظ نہیں آیا، یو کام اسے کیوں بھایا۔ اسے ٹھار کہیں نہ تھی، کیا اپنے جنم میں کس سوں یاری کی نہ تھی۔ بھار بی خدا کا عالم ہے، ایسیچہ کاں پر آتی تو پچھیں کیا غم ہے۔ اس کی چوری کی جاگا دیکھو اس کی حرام خوری کی جاگا دیکھو۔ دنیا تی ڈرنا، نزدیک کا آدمی یو کیا اتال کیا کرنا۔ آستین میں کی آگ گھر میں کا دشمن، آدمی کون آدمی پتیا کیا جانے کوئی کس کے لکھن۔ کید کے ڈھنگ او لکھن، بدنیت برے آدمی کوں کیتا کرنا جتن۔ سنا کس دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتا، آدمی بس دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتا۔ ہمینچہ نین سمجھے کس کا کیا کرنا گئہ کہ پیغمبر کہے ہیں کہ المرء عند المعاملہ، یعنی کام پڑے بغیر آدمی جاتیا نہیں جاتا کچھ مشکل کھڑے بغیر پچھانیا نہیں جاتا۔ سنا ہور پتیل دونو کا ایک رنگ ہے، وے اس کا اور ڈھنگ ہے، اس کا اور ڈھنگ ہے۔ پتیل بی پیلا دسیا تو کیا ہوا، پتیل بی چھبیلا دسیا تو کیا ہوا۔ وے جو بازار میں بیچنے گئے تو پتیل مول میں کم جاتا، سنے کے مول پر نہیں آتا۔ ہزار پیلا ہوا تو کیا ہوا اس پیلے میں ہزار خلل۔ آخر سنا سو سنا پتیل سو پتیل۔ اتے دیس خوباں کی صحبت رہی وے صحبت لے اثر نہیں گی

بدذات حرام خور چور مکر بھری۔ خوب اچھے تو خوب کی اس تے خوب اثر بھرے گی، بدوں کوں خوب کی صحبت کیا کرے گی۔ آفتاب سب پر پرتو سٹتا، دے جس میں جوہر ہے وو چہ جوہر ہوتا، میہوں کے بدنے پڑتے ہیں دے جس میں کچھ جوت ہے وو چہ گوہر ہوتا۔ جو نکہ حافظ کتا۔ فرد:۔

گوہر پاک باید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجاں نشود

بھلا بھلا ئیچ جانتا بھلا برائی کیا جانے، برا برا ئیچ پہچانتا برا بھلائی کیا کیا پہچانے۔ جو کوئی بھلائی سمجتا چہ نہیں اس سے بھلائی کرنا نہ کرنا برابر ہے، برے سوں بھلائی کرنا دشمن سوں سگائی کرنا، نادانگی سراسر ہے۔ سعدی کتا ہے وو داندیش جہاں گرد، صاحب تجربہ صاحب درد۔ بیت:۔

نکوئی با بداں کردن چنانست
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یو کام عبث ہے، ہمن ہارے کوں یو بات بس ہے۔ القصہ حسن کوں لگی تکلکی، غیر کوں گالیاں دینے لگی۔ فرد:۔

دل کوں اپنے اُچاٹ خوب نہیں
گھر میں دائم کچاٹ خوب نہیں

موں پھائی جھونٹے کاٹی۔ میرا بس ہوے تو اسے بہت ٹھوکوں، میرا بس ہوے تو اسے چھریاں سوں بھوکوں۔ دو نیما کردوں، قیما قیما کردوں، بہت سر چڑی ہے، دھگڑے کوں لے پڑی ہے۔ بہت ایس کو مرتی ہے، دل لے ہو نیگا ستے کو کھیر حرتی ہے۔ اجھوں بھی جیو نہیں بھگیا، دھگڑو بہت میٹھا لگیا۔ یو چھنال خدا تی نہیں ڈری، کیا بلا کری بھگڑا لا نہاری، دندکاری چبل ہو کر بات

میں تی جھونٹے ماری۔ اتال ہیں بائیں گرد ن کے گود ا، ہیں کتی تھی سو ہوا۔ غیر دل میں رکھتی تھی بیر جو حسن کا سنی آواز، سمجی کہ یو سینچے ہے جو کری ہے اتنا ناز۔ یار کوں پیار دکھلاتی ہے، اپنا اعتبار دکھلاتی ہے۔ بار بار بولتی، سمیں پکار پکار بولتی۔ عورت کی ذات کوں اتنا کلا توبہ استغفراللہ، یو کیا بلا۔ گھڑی یک آہ مارتی، گھڑی یک اساس بھرتی، غمزے کرنے تقصیر نہیں کرتی۔ چالی بہت نخروں بھری، یتے غمزے اس میں تھے تو اُن نے دل کوں یوں ہلاک کری۔ مرد بھنورا ہزار پھول کی لیوے باس، یو کیتا پکارتے پھرے گی آس پاس۔ مرد کوں کوئی رکھوال رکھ سکیا ہے مرد کوں کوئی سنبھال رکھ سکیا ہے، مرد آپ بھاؤنا مرد آپتا، مرد کئیں عورت کی قید میں رہتا ہے مرد ہزار جا گاجائے گا، اسے کاں کا جھل آنے گا۔ یوں جھل کھاتے پھرے تو لوگاں دیوانے کہیں گے، کیا لوگاں چپ رہیں گے۔ خوب معقول جنس سوں آنا تھا، اپنے مرد کوں لے جانا تھا۔ اپنا کرنا کیا ہوس تھا، منج میں شرم اچھتی تو مجھے اتنا چہ بس تھا جن عورت نے اتنی جھل کھائی ان نے آخر مرد کوں گنوائی۔ ایچ چتر اتی جو سار رڑ جھگڑ کر کوئی منگتی ہے پیار۔ رڑنے جھگڑنے تی کیا پیار آتا ہے، بلکہ پیار ہے سو بی جاتا ہے۔ وو عورت عجب ہے گنوار جو مرد گئے لڑ کر منگتی پیار، بتری مرد ہٹ پکڑتا دل میں کپٹ پکڑتا۔ ایسی عقل دھرتی اچھے جو نار، وو کیوں نا ہوئیگی خوار، مرد اس تی کیوں نا ہونے گا بیزار۔ اگر ایس میں کچھ خوبی ہے، محبوبی ہے تو یو بے تابی کیا خاطر، مرد ا پیچہ نزدیک آتا ہے اپیچ منگتا شتابی کیا خاطر۔ ایس کوں جھل کے ہاتھ نا دینا، ایس کوں اپے خراب نا کر لینا۔ جس سوں رستے جیو پہ آتا، اس سوں رسیا کیوں جاتا۔ چھوریاں چھاریاں[1] اجھوں کچھ تن پڑیا نہیں، بھلا برا کچھ سر پر کھڑیا نہیں۔ مرد کا دل ہاتھ لینا کیا جانتیاں۔ کیا فائدہ مرد کوں گنوا لے

---

[1] چھوریاں چھاریاں

کر پچھیں پچھانتیاں۔ ایسے ڈھنگاں تی مرداں ہوتے واز، انو کے دلاں میں
کہ ہمیں کرتیاں ہیں ناز۔ عورت اسے کہتے ہیں جو مرد کے دل کوں بھلا دے،
نہ مرد کا دل عورت تی واز ہو جاوے، پیار آتا ہے سو بی نہ آوے کھساٹیاں کا
ناز، توبہ استغفر اللہ ایسے نازاں تی جیو واز۔ عورت نے مرد کا جیو پکڑے تو آسودگی
نا دیکھنا اپنے تن کی خاطر رکھنا مرد کے من کی۔ عورت میں مہر و محبت و پیار اچھنا،
عورت چر چونسار اچھنا، عورت میں بات گفتار اچھنا۔ سواد سمجھنہاری عورت
کاں ہے، سب گن میں ساری عورت کاں ہے۔ جو یوں عورت دل تی کھلے تو مرد
کوں نہ بھلے۔ عورتیجہ دل سیں رکھے کپٹ، پچھیں مرد کوں کیوں لگتا چٹ۔ ادا
حرکت چالیاں تی عورت مرد کوں خوش لگتی، اپنے گلے لگنا اپے تن دینا ایسی
محبت کی الالیاں تی، عورت مرد کوں خوش لگتی۔ اپس کوں گھڑی گھڑی سنوار مرد
کوں دکھلانا، اپنے دل میں کا کچھ پیار مرد کوں دکھلانا۔ سیج پر سنگرام کے وقت
کام کی عورت نے مرد کی بہت منت کرنا پانوں پر ہاتھ سٹنا الابلا لینا سینے سوں
سینہ چپکنا ہنسنا گڑ دینا خوشبوئی میں تمام مہک رہنا، اپنے دل کی بات کھول کہنا
یو تن سوں تن دل سوں ملنے کی جاگا ہے۔ مرد بھنورے ہے پھول کا رس لینے آیا ہے،
عورت پر عاشق ہوا ہے، دل کی ہوس لینے آیا ہے۔ مرد سوں ایک چت ایک
دل اچھنا جوں مرد کا دل منگتا تیوں مرد سوں مل اچھنا۔ تازا سے کہتے ہیں، چونسا
اسے کہتے ہیں، خوب عورت اسے کہتے ہیں، محبوب عورت اسے کہتے ہیں۔ ایسیاں
عورتاں خاطر جیواں دیتے مرداں، ایسیاں عورتاں خاطر ہزار ہزار سوتے سر درداں
جن عورت نے یو چھند نہیں پائی، کیا کام آتی روکھی قبول صورتائی۔ قبول صورتی
ہور اس میں یو چھند، بہو تیجہ خوب سنا ہور سگند۔ عورت کی صفت کیا ہے ناز،
غمزا، شیوہ، چالا، تاترلی، نرمی، دل ہات پکڑنا، ہنس بات بولنا ملنا ملا لینا

ہور محبت کی گرمی۔ عورت میں جتنی صفت ہے اتنی صفت مرد کوں دکھلانا مردتی یو صفتاں نا چھپانا مرد کوں مرد کوں بھلانا۔ عورت کوں یو صفت خدا نے مرد کو بھلانے خاطر دیا ہے، نہ کہ مردتی چھپانے خاطر دیا ہے۔ عورت یو صفت مردتی چھپا کر کیسے دکھلائے گی، چھپلئے گی تو یو صفت اسے کیا کام آتے گی، کیسے بھلائے گی۔ ایسی عورت یا دیواتی ہے یا نادان، جو عاقل اچھے گی سو اپنا کام اپے گی پچھان۔ اس کا دل اسے گواہی دیتا ہے موں پر نہیں بولے تو کیا ہوا، درونا کھلتا ہے موں نہیں کھولے تو کیا ہوا۔ جو کوئی ہے چتر عورت کی ذات، اُسے بھاتیچ ہے گی یو سواد کی بات۔ اگر موں پر چپ رہے گی دل میں تو شاباش کہے گی۔ عورت اگر سگھڑ اچھی تو مرد کا دل ہات لینا کیتا کام ہے، دے یو بھید کیں عورت کو سہلا کام ہے۔ مرد دل تی بھلیا سو آدمی بھلے کو بھلائے تو بیگ بھلتا، اپنا ہوتا دل تی کھلتا۔ اپنا رام ہوتا، کام ہوتا۔ مرد کی بہت جھل نا کھانا، مرد کوں بہت نا اڑنا لیانا۔ بہت پاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا، پاؤں خاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا۔ اگر گھرداری دھندا کچھ فام ہے، تو مرد کا دل ہاتھ لینا بہت بڑا کام ہے۔ خدا نے کہیا ہے مرد کوں نیچے خدا، اس کی بات تی کیوں ہونا جُدا، اس کی بات تی جدا ہوئے تو کیوں راضی اچھے گا خدا۔ جو کوئی عورت چو نسار ہے ہور چتور، دو دیوں جلتی ہے جو مرد لے اس کا ہوتا شرم حضور۔ گھر دار اپنا دیتا سب اس کے ہات، اس کے سامنے کبھی پھر کے نہیں کرتا بات۔ ایسیچ جانتا ہے گھر کی استری لکھن وَنتی گن بھری اس کے ہات میں دیتا اختیار جو کچھ دکری سو کری۔ مرد اپنا ہوا تو اپنا چہ سب گھر، دل بھلا لینا ہی بہت بڑا ہے ہنر۔ مرد عجائب کچھ میوہ ہے عورت دو جس میں عورت کا شیوہ۔ فرد:۔

عورتاں کوں بھیچ پند دینا   مرد کوں اپنے رجھالینا

عورت جیتی قبول صورت اچھے بلی اپنی قبول صورتی پر اپنے ناز پر جاتا مرد ہیچ خدا اس کی خدمت سوں جیو لاتا۔ اُس کا ٹھہرا پچھے گا تو ناز سہا دے گا، سب کوں وو ناز بھاوے گا ناز کوں لکھن چڑھے گا روپ آدے گا۔ جس عورت کوں ہنگیا گھر کا دھنی، اس کے دیوے کوں کیوں نا ہوسی روشنی۔ قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کے دھنی کا پیار اچھے، قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کا دھنی قربان بلہار اچھے، اس کے دیدیاں کا مطلب اس کا دیدار اچھے، اس کی نظراں میں وو چہ ٹھاریں ٹھار اچھے، تل نا دیکھے تو قرار نا پکڑے۔ پانوں بھیں کو نا لگے ٹھار نا پکڑے۔ عورت کی صورت بغیر کسی کی صورت نہ بھاوے، عورت کی صورت مرد کے دل میں لکھی جاوے۔ غرض عورت دھیچ ہور اس کا چہ قبول پڑیا جینا، جنے رجھاے کر مرد کوں کرے اپنا۔ جو مرد ہوا اپنا تو وو صورت وو ناز خوب دستا سب کسوت ساز خوب دستا۔ دین دنیا حاصل، جاں قرار ایمان قرار ایک جا گادل

بارے القصہ حسن نے اس تپاک سوں اپنا کچھ کہی، لا علاج غیر نے سب سہی۔ اپنے دل میں کیتک وقت تک تکپک، ایسیاں کچھ باتاں کہہ کر، اپس میں اپے حیران رہ کر، بھی کہی اتال یہاں رہنا خوب نہیں، یو بات کسے پاس کہنا خوب نہیں۔ ساحر بھی جلتیک بدیاں میں ماہر تھی۔ لوٹنے تامن کا بہت زور، بھیس اپنا پھراتی، بھی صورت بڑی ہور حسن کی نظر تیں تی اپس کوں چھپاتی، وصال کے پچھے پرتی اتر تیں آئی۔ اپنے دل کوں جو کچھ بھایا سو کری، بھی شہر سگ سار کے ادھر قدم دھری۔ حسن دھن من موہن جگ جیون کوں دل کا یو روش نہیں بھایا دل پر بہت غصہ آیا۔ یو چاند سورج کی جاتی جس پر ختم ہوئی زیبائی، خیال ہور نظر ہور تبسم کوں فرمائی، کہ اس دل کوں، اس لایعقل کوں، اس جاہل کوں، اس ہل

کوں ، اس ناقابل کوں اس باغ میں تی باہر کاڑو ، اس کی دوستی کا ورق
پھاڑو ۔ بیگ اس باغ میں تی اسے بھار لے جاؤ ، چار عاشقاں مسل
ہمارا اس کا کریں گے نیاؤ ۔ یو اپنی محبت میں خطا کھایا ، ایکس کوں چھوڑ
دسریاں سوں جیو لایا ۔ اس کی پیشانی کوں بدنامی کا ٹیکا لاؤ ، سب
عاشقاں میں پھراؤ ، یو اپنی محبت میں ثابت نہیں اسی کیا خاطر ایتا
چاؤ ۔ یو گل یو گلزار ، اس نالائق کوں اس باغ میں کھار ۔ عالم اس
باغ کے تماشے کا مشتاق میں سو اس باغ میں اسے دی وثاق ۔ عشق
میں محکم ہے کر جانتی تھی ، عاشق ثابت قدم ہے کر جانتی تھی ۔ یو اپنی
حد چھوڑ پر حد چکلیا نالائق ہو کر نکلے گا ۔ کہیں کھاٹ جاوے گا سنبھالو
اسے ہمارے غضب کے بندی خانے میں گھالو ۔ اس باغ میں بھی نکو
دیو آنے ، اگر کہیں نکل جاوے گا تو تمیں جانے ۔ تمیں تین حنیچہ
نظراں چاروں کدھن رکھو ، ہوشیار اچھو اسی جتن رکھو ۔ اتا لی کاں
کا عشق کاں کی یاری ، کاں کا دل کاں کی دلداری ۔ کاں کا غمزہ
کاں کا ناز ، موں دیکھنے تی ہوئی بیزار دراز ، فرد :

راحت ہوئی تمام اب خواری
یاری تھی سو ہوئی ہے بیزاری

بات کہنا خوش نہیں آتا ، موں دیکھنا نہیں بھاتا جھل آگ جھل
بجھاگ ، کوں سنبھال سکتا جھل کی آگ ۔ وو تو عورت تھی ، کم بد
تھی کم ذات تھی ، اپنا جیو دکھلائی ، یو تو مرد تھا دل تھا دل سنبھالتا
تھا اسے یہاں کیوں حرص آئی ، کیوں اس کی محبت بھائی ۔ محبت میں
کفر ہے ایسا کام ، محبت میں یو کام ہے حرام ۔ صور پر دل دھرنا درست

ہئیں ہے ۔ ایک کوں چھوڑ دسرے پر نظر دھرنا درست نہیں ہے ۔ دو کیسے
عاشق کہ دسرے کوں خیال میں نہیں گزرانتے ، دسرا دنیا میں نہینچ کر جانتے ۔ ایکس
کوں چھوڑ دسرے پر دل دھرنا عاشق کی خامی ہے ، عشق کے کام نا تمامی ہے ۔
کس عاشق تی یو کام ھو آیا کون عاشق یوں جیو دکھلایا ، کون عاشق یکس کوں
چھوڑ دسرے سوں جیو لایا ۔ زلیخا تھی فرہاد تھا مجنوں تھا کس میں یو دھنا اچپوں
نہ تھا ان دل نے عشق میں اپس کوں یوں بنوایا ، ھور عین جاگا پر یوں دغا
کھا یا گنوایا ۔ میں اس کی خاطر سارے عالم میں بدنام ، یو بے وفا سو ایسا کیا
کام ۔ ڈرتی ہوں میں پروردگار تی نیں تو اُسے مارتی یا ایس کو مارتی ، اس
کام کوں ہرگز نا ھارتی ۔ دل ھور حسن میں پڑی دوئی ، ایسی بات ہوئی ۔ ولے
کتے ھیں جس وقت غیر ایسی کری کاڑی ، انو دو نو میں جدائی پاڑی ۔
شہر دیدار تی جو شہر سگسار کوں گئی ، حسن ھور دل کا قصہ سب رقیب لے
نصیب کوں کئی ۔

فرد :-

بات کاں لاگہ کیا کرے ہے یو
چار جیباں کی استری ہے یو

ادھر حسن ھور دل کوں دغا دی ، اُدھر بات رقیب کوں لادی ۔
رقیب گمراہ ، رو سیاہ ، بدکار نا برخوردار کے دل میں بھڑکا ۔ سینہ پھوٹیا ، بیٹی
تی باپ کون زیاست ، اکٹی جھلی اپس میں اپے جل جل ، ھلاک ہوتا در خاک ہوتا ۔
سینہ تی چاک ہوتا شہر دیدار کوں آیا ، گھرے گھر مکر زنایاں بھایا ، دھنڈتے
دھنڈتے حسن کے غضب میں بندی خانے میں دل کوں پایا ۔ سحر میں نادر تھا ،
ٹونے پر قادر تھا ۔ خیال ھور تبسم ھور نظر پر کچھ منتر سٹیا دانے ، یو تینو ہوے
دیوانے ۔ اول تی مست یو تینو یار انو کوں دیوانے ہوتے کیتی بار ۔ ان ناپاک

نے فرصت پایا، حسن کے غضب کے بندی خانے میں تی دل بچاو لیایا۔

باپ جیسا ہے بیٹی بی ویسی　　دو قہر یو اچھے بلا جیسی

جھل تی بہت جلیا، دل کوں شہر سگسار کوں لے چلیا۔ دندری کا بیابان اس میں یک کوٹ تھا اس کوٹ کا نانوں ہجراں، اس کوٹ میں دل کوں بچایا، دل بہت جفا پایا، اپنے جیون تی بیزار ہو آیا، یو عاشقی کر بہت پچتایا، باپ پند نصیحت کرتا تھا سو وو پند و نصیحت دل تی دل پر لیایا۔ جن نے نہیں سنیا بڑیاں کی بات، اس کوں کیوں ہونا نجات۔ برا کیا جو باپ کی بات پر عمل نہیں کیا، یو فکر ادل نہیں کیا۔ برائی کوں خوبی کو پچھانتے، بڑیاں کی بات نخنواد کیا جانتے۔ نخنواد سو نخنواد بڑے سو بڑے ہیں۔ انوا پس کوں آزمائے عیں انو پر لی قصے گھڑے ہیں۔ بڑیاں کے پند میں نہیں ملتے، فائدے کوں نقصان کر جانے۔ دل کوں وو دل سخت منگتا تھا عذاب دے دے مارے، اس بدبخت کوں خدا فرصت نہیں دیا بارے۔ دل بے دل ہوا، دل پر کام مشکل ہوا۔ ادھر معشوق تی وو شفقت پھٹی، ادھر رقیب تی سر پر یو محنت کھڑی۔ دل کوں ادھر کا بی عذاب ادھر کا بی عذاب۔ دل بے چارا غم تی بے ہوش ہوا ہور بے تاب معاملا عجب گھڑیا، دل کوں خدا سوں پڑیا۔ کہیا الٰہی میں حسن خاطر اتیا محنت سو سیا، اتیا دکھ دیکھیا اتیا مشقت سو سیا۔ بیت

کڑوی کی ہوئی ہے یو میٹھی شکر　　تی غصہ یو رکھے ہے جیب دل پر

حسن کیا سبب منج پر اتیا غصہ کری، کیا میرا گناہ، دیکھی کی دیوانی ہوئی دو بھری، کیا منج تی چوک آئی، ناگہانی بلا منج پر بہائی۔ منج تی تو کچھ خطا نہیں ہوا، میں تو اسیچ کے کہے میں تھا، آپتا نہیں ہوا۔ ہر یک بات تفحص کرنا خاطر لیانا، گناہ ایکس کے آنگ لانا۔ خدا تی بی نہیں ڈری، دل میں آیا سو کری۔ پوچھنا بچارنا، ایکس کے کہے سنے پر کیا ناحق بکیس کوں جیو دل مارنا دشمن کوئی کچھ بولتا تو کیا اسکی بات

کوں سند ہے، دشمن عداوت کوں بولتا ہے اس کی بات رد ہے۔ جو کوئی منصفی پر آتا ہے، داعی مدعی کی بات خاطر لیتا ہے۔ وو صاحب انصاف ھے اس کے پاس بات کا سب حد ھے، خاطر نا لیا کر ھر ایک پر گناہ لازم کرنا بہت بد ہے۔ دنیا دو دیس کی یہاں کس تی کیا لینا ہے، آخر خدا کو جواب دینا ھے۔ دشمن اپنے مقصود کوں یوں کرتا ھے تقریر، جانو ذرہ نہیں ھے اس کا تقصیر۔ ناپاکی میں ڈوبیا بالین بال، ھور پاک دستایوں جانو ماں کے پیٹ تی نکلتا ایتال۔ برائی بغل میں خوبائی ھات میں، کیا بھلی بار اچھے گی ایسے کی بات ہیں۔ ایسی جا گا خبط نہ کھانا ایسی جا گا کچھ دل میں نا لیانا۔ ایسے ناپاک کی بات کوں نا پتیانا۔ نعوذ باللہ کس تی نادتے گھڑی میں یکیس کوں خراب کرے۔ کافر خدا نا ترس، اس بی ایمانی سوں دنیا میں جیوے گا کتے برس۔ بیت:

تقصیر کیا ھے پکڑی منجے کس نشان سوں
غصہ ایتا کری سو بی ناحق گمان سوں

جاں گمان دھاں کہاں ایمان۔ حسن بی عجب تماشے کی دھن ھے، تماشے کا اس کا من ھے۔ نہیں جانتا ھوں کہ کیا کیا فامی، جو یکایک کری ایسی خامی۔ وو مہر وو پیار کیا ھوا، وو ناز وو غمزا وو بات وو گفتار کیا ہوا۔ وو دل داشتی وو دلداری کیا ھوئی، وو آشتی وو یاری کیا ھوئی۔ فرد:

ھوئی بیگانگی یو آشنائی　　گیا ملنا پڑی آکر جدائی

وو جیِنا کیا ھوا، وو ترسنا وو تپنا کیا ھوا۔ وو یاری ھور یو بیزاری جوں وو جی صاحب درد، اپنے زمانے کا فرد، کیا ھے کہ:-

ھر کہ را من یار کردم او بمن اغیار گشت
کیست ہمچو دوست کو آخر بمن دشمن نشد

منجے بہت لگتا ہے اس بھار عجب، عجب عجب ھزار عجب۔ عورت عجب ہے شکر، وے اس شکر میں تمام بھرے ھیں مکر۔ بولے ھیں کہ شر شیطانی تی مکر زنان تی خدا اپنی پناہ میں رکھے، یو دونوں بلایاں ھیں اس بلایاں کوں کون جیت سکے۔ انوکوں کو سمجھانے کس عاقل کوں نئیں بل، نا زنان ذات انو کوں تلوے میں عقل۔ سمجکر نہیں کرتیاں کام، کھول بولے بی نہیں ھوتا فام۔ یوقوم بہت جاھل، کم عقلی انوکوں ھوئی ہے حائل۔ انو گھر میں اچھ اپنی عقل دھرنا اتاں بچارے مرداں چار مرداں میں پھرتے انو کیا کرنا۔ اپنی عقل میں کہیں ماتیاں نہیں مرداں کوں خاطر میں لیاتیاں نہیں۔ یو کیا دنیا میں عورتاں ھر کر آئیاں ھیں یو عورتاں نہیں خدا کیاں بلایاں ھیں۔ گھر میں اچھکر اتنا غلبہ کرتیاں، اگر یو بھار نکلتیاں تو کیا بلا کرتیاں۔ ایسچہ تی خدا انو کوں چھپایا، گھر میں تی بھار نکو نکلنے دیو کر فرمایا۔ اگر گھر میں تی انو کا پانوں بھار پڑے خدا جانے بچارے مرداں پر کیا کیا واقعہ گھڑے۔ گھر میں انو کوں یوں چھپاتے، جو شیطاناں کوں شیشے میں بھاتے۔ انو کی عقل کا دیکھو پھیر، چار پاتاں سوں لکھوا مارتا اچھے گا جو مرد و بی انو کا زیر۔ جانتیاں عقل ادھر یچہ ہے اپے ھیں جدھر اپنی عقل کے آنگے دوسرے کی عقل کدھر۔ فرد

کتا ناداں کوں کوئی بات سمجھائے　　　جے نین فام کیوں وو فام تی پائے

دعوی بڑا عقل نھنی، سر شتہ انوں کی یوں بنی۔ ایتاں کیا کوئی عقل پاوے گی، ہے سو کیا طبعیت کاں جاوے گی۔ قصہ یو نچہ ہے، انو کا رھنا یو نچ ہے۔ فرد

انکھیاں کوں مینچ لے دن رات کرتیاں　　　عقل نئیں ھور عقل کی بات کرتیاں

وے جو عورتاں عقل پر قادر ھیں، وو بہت نادر ہیں۔ خوبی دیکھ نزاراں

میں ایک نیک زناں ، انوچہ کوں کتے ہیں گن ونت دھنیاں ۔ انوچہ کوں کتے ہیں
بھی استریاں ہیں ، جنو دنیا میں ناؤں کریاں ہیں ، نہیں تو و نبیاں عورتاں
بھریاں ہیں ۔ جوں فاطمہ سام ، جنو پر اعتقاد دھرتے دنیاں تمام ۔ جنو دائم خدا
سے مل رہتے ، جنو کوں معراج ہوی کتے ۔ جیوں خدیجہ کبریٰ ہور عیسیٰ کی ماں
مریم ، جنوں سوں خدا ہمراز جنوں سوں خدا ہمدم ۔ واجب ہے خوباں کی خوبی
کناں ، دنیا میں نیک مرداں کیے ہیں یا نیک زناں ۔ جوں بی بی رابعہ بصری ، کوئی
ولی نہیں ہوا انو کے برابر انو کا ہم عصری ۔ جس ولی کوں خدا کی سمجھ میں پڑتا خلل
توحید کا نکتہ انو پاس آ کرتا حل ۔ بایزید ، شبلی ، جنید ، ہم ادھم ، انو کے حضور کوئی
نہیں اچلتے تھے دم ۔ سب ولی ہوتے تھے حیران ، جو انو کرتے توحید کا بیان
جتے خدا کے دوست خدا کوں پچھانتے ہیں ، سب بی بی رابعہ کوں بڑے ہیں
کر مانتے ہیں ۔ دنیا میں ایسیاں بی بیاں بی ہویاں ہیں ، انوں آجنوں بی
جیتیاں ہیں نہیں مویاں ہیں ۔ جوں فاطمہ نبی سوں ہمدم ، خدا کے راز میں
محرم ، کون مرد انو کے مراتب کوں آیا ، کون مرد انو کا مراتب پایا ۔ سب ہوئے
مات ، اتاں کیا ہے یاں بات ۔ حقیقت ہے دور دراز ، بھی میانے میاں آیا
مجاز ۔

بارے القصہ وو غیر من مینے تی کاڑی بیر ۔ دل کی یو خواری ، یو زاری تلملنا
یو جلنا دیکھ کیا جانے کیا دل میں لیا ی ، دل پر بہت مہر آئی ، اپنے کام تی آئے
پچتا ی ، جیفی کھا ی ۔ کہ دل تی بچھڑا ی دل کی محبوب ، یو کام اے کچھ نہیں کری خوب
ادھر یو دل کلکلاتا اُدھر وو حسن کلکلاتی ۔ کیا جانے بھی کدھر کی بلا کدھر آتی ۔
غیر کا اتریا روس ، کتیک وقت لگن بولی افسوس افسوس ۔ خاطر قرار کر ، اپس میں کچھ
بچار کر ، حسن دھن من موہن جگ جیون کنے یک رقعہ لکھ بھیجی اس مضمون سوں ، اگر

توں منج پر غصہ کری ہے تو یہ گناہ ہے، غصے کا ٹھار ہے، ولے دل بے گناہ ہے پاک ہے دل تی توں کیوں یوں بیزار ہے۔ فرد:

عیب تی غیر کوں مہر آئی
دل کوں دیکھ ترس، دل اوپر لیائی

میں تیری صورت ہو کر کھڑی، تو دل کوں بھر کی پڑی تو دل اس بے ہوشی میں ہوا راضی، دل کیا جانتا میری دغا بازی۔ دل بے ہوش تھا، اپس تی اپے فراموش تھا۔ مست پر گناہ لازم کرنا درست نہیں ہے۔ مست پر اپنا کپٹ دھرنا درست نہیں ہے۔ جاں دل صاف ہے، واں مست ہور سوتے کا گناہ معاف ہے۔ دل عاشق صادق ہے یوں بدنام ہرگز نا ہوتا، دو اگر ہوشیار اچھتا تو یو کام ہرگز نا ہوتا۔ اپے اپس کے پردے کوں کھولی، اپے اپنا گناہ سب آپ بولی۔ مست جانو سوتا، مست کیا جانے کیا ہوتا۔ دل کی غرض تجھ سو پنج ہے، دل کے دل میں تو پنج ہے۔ انے پکڑیا تھا خاموشی، پیا تھا دارو بے ہوشی۔ دل تھا بچارا بے خبر، یو سب تھا میرا مکر۔ میں تیری بی گناہ گار ہوں دل کی بی گناہ گار ہوں، بڑا گناہ کری ہوں تم دونوں کی شرم سار ہوں۔ میں پاپ بہوت کی، دونو کوں بی دغا دی دونو کی محبت میں خلل بھائی، ایکس تی ایکس کوں بچھڑا دی۔ اتال تیرا کرم کر تیرا دل صاف رکھ، میں گناہ کری ہوں مجھے بخش معاف رکھ۔ فرد:

گناہ کوں بخشنا کیا کچھ سنا ہے
گناہ بخشو کہے تو بخشنا ہے

توں چتر توں چونسار تجے سب فام ہے، گناہ گار کوں گناہ بخشنا بہت بڑا کام ہے۔ تین گناہ خدا بی بخشتا ہے تو توں آدم ہے، میرا گناہ میں تو سب تیرے حضور کہی اتال تیرا کرم ہے۔ جسن دھن من موہن جگ جیون اس رقعے میں تی یو مضمون سن، ایسی بات چن، حات تی گئی، بات تی گئی، بے ہوش ہو پڑی، سینہ کوٹے

کوٹ لینے لگی گھڑی گھڑی - بہت چڑ بھری ، کسے کچھ کہہ نا سکی - حیرت تی داتاں تلیں انگلی رکھی ، اپنے فعل تی آپے لاچی ، بھی بھر لگی محتاجی - تقصیر تو سگلا ھوا. ولے عشق اتال اول تی بی اگلا ھوا - بیت :

دل کوں ناحق ایتی جفائیں بھائی ॥ بِن سمجھ کر غصہ کری پچتائی

میرے کاماں تیچہ دل منج تی پڑیا دور ، دل کوں ایتاں موں کیا دیکھلاؤں میں دل کی بہت ھوں شرم حضور - میں دل کی خدمت گار ہوں ، دل منجے بچپگا تو میں بے اختیار رھوں - وہ میرا منجے اس کی آس ، ہیں باندی ھو کر اچھوں گی اس کے پاس جیتا ھوا بی عورت چار کاندان میں کی رھن ھاری ، اس پر دعنے کوں کیا کرے گی بچاری - جھل تی جلی میں جھل بھری ، اتنا جو کی جو بات تحقیق نہیں کری غصے کوں مارنا تھا ، کسی سوں بچارنا تھا - ھر ایک کام کوں چار جنیاں سوں مشورت کرنا ، مشورت میں بہت فائدہ ھے عاقل نے مشورت نابسرنا - اگر ایس تی یو بات میں ناپاتی ، اس چار جنیاں میں ایکس کوں تو بی عقل آتی - کوئی تو بی کچھ کتا البتہ چپ نا رھتا - بات اس حد لگن نا اپڑتی ، یو شرمندہ گی سر پہ نا پڑتی - چار جنے چار بات بولتے ، بات کا معنی کھولتے ، اگر ایس کو بچہ خوب عقل آئی تو بہو تیچہ خوب یو تو بہو تیچہ اپروپ - کسی کی عقل میں تی بی بچہ کاڑ کر دیکھنا کچھ برا نہیں ھے ، یو پر وہ بھی بھاڑ کر دیکھنا برا نہیں ھے - یہاں بی یک آدھے وقت کچھ دس آتا ھے یہاں بی کچھ دھنڈے تو کچھ پایا جاتا ھے - جیتا عقل کی قوت اچھے بھی مشورت درکار ھے - مشورت امداد ھر کار ھے - اما بعضے کتیک مصلحت ایسی نازک ھے دھاں مشورت کام نہیں آتی ، مشورت وھاں خلل بھاتی ، کہ جوں فارسی میں کتا ھے کہ توں عاقل ھے تو یو بات سن مشورت یک بلا لاتی - مصرع :

زنا محرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن

بلکہ اس حد لگن۔ بیت :

رازدل رابدل خویش کہ پنہاں کردم
منکہ آہستہ بخود گفتم و نقصاں کردم

جاں مشورت ناکرنا وھاں مشورت کرنے گئے توکچھ کا کچھ ھوتا، ریج کا کام سب بے ریج ھوتا۔ کیتیاں باتاں ھیں جو کسی پاس کھینچ کیا نہیں، ہنیچ دل میں رھتیاں دسرے کے پاس رھینچ کیاں نہیں۔ میں اپیچ ھو رااپنا خدا چہ جاننا دسرے کے خیال کوں وھاں گزر نہیں دسرا دوبات نہیں پچھانتا۔

بارے القصہ حسن دھن من موھن کہی کہ جد ھاں تی جو کوئی دنیا میں آیا اچھے گا عجب ھے جو کوئی ایسا دغا کھایا اچھے گا۔ دراصل اپے عورت کی ذات، مرداں دغا کھاتے ھیں عورت دغا کھائے تو کیا بری بات۔ فرد :

چھند بھری یو عجب ہے من کھاتی دل دکھا کر بھی دل کوں پھسلاتی

حسن نارنے دل کے سنگارنے دیدیاں کے آدھارنے بھی دل کنے ھزار ھزار اشتیاق ھزار ھزار فراق سوں کتابت لکھی، اپنے احوال کی حکایت لکھی۔

دونو نے دونوں کا دیکھے مایا بھی سوال کھانے کا وقت آیا

اس کتابت کا مضمون یو تھا کہ خدا کی خدائی کی سوں تیری جدائی کی سوں تیرے اشتیاق کی سوں، تیرے فراق کی سوں، تیری مروت کی سوں، تیری محبت کی سوں، تیرے جلنے کی سوں، تیرے تلملنے کی سوں، تیرے وصال کی امیدواری کی سوں، تیری یاری کی سوں، تیرے آفتاب جیسے موں کی سوں، تیرے کرناں جیسے رون کی سوں، تیرے بادل جیسے بالاں کی سوں، تیرے چاند جیسے گالاں کی سوں تیرے تارے ویسے نیناں کی سوں، تیری شکر ویسی بتیاں کی سوں، تیرے ادھر کی سوں، تیری کمر کی سوں، تیرے دھن کی سوں، تیرے بدن کی سوں، تیرے

نانوں کی سوں، تیری چھانوں کی سوں کہ توں تحقیق جان اے یار میرا گناہ کچھ نہیں اس بھٹار کہ یو بلا غیر نے بسائی، یو آگ غیر نے سلگائی۔ میں عاشق بھی کیا کروں کہیا گیا منجہ تی نہیں رکھیا گیا منجے بی جھل آئی یو بلا محبت میں آپس پر اپے بیائی۔ توں بی عاشق ہے جانتا ہے عشق کی اوکل جان محبت ہے واں کیا بلا کرتی ہے جھل۔ خدا نہ جھلکا دے جھل کا جھلکار، اپس کوں مار لیتے نہیں آتی عار، اتاں دوسرے کوں مارتے کیتی بار۔ عشق کی بری اوکل جتنی محبت اُتنی جھل۔ جس محبت کو جھل نہیں اس محبت کو بل نہیں۔ جھل تی معشوق بہت آتی یاد، جھل سوں باندے ہیں عشق کی بنیاد۔ محبت جھاڑ جھل پھول، پھول بغیر جھاڑ کیا دے گا مقبول۔ جاں محبت ہے واں جھل آتی، جاں محبت نہیں وہاں جھل کاہے کوں جاتی۔ فرد:

یاد آتیاں ملے سو دو راتاں
دل کوں سمجانے کیاں گری باتاں

ایسے نقش نگار سوں، بہت پیار سوں، کتابت اپنے خیال کے ہات بھیجی راتیں رات بھیجی۔ خیال، جس کی باد تی اگلی چال، فی الحال، اس ہجراں کے کوٹ میں جاکر، اس محبت کے میدان کے کوٹ میں جاکر، دل کوں عاشق کامل کوں، یو کتابت اپڑایا، زبان سوں بی بولیا، جو کچھ زبان میں آیا۔ اتاں دل دل نا سنبھال حسن کی کتابت دیکھ آہاں سوں سینہ حالیا، انکھیاں میں تی لہو کے انجو ڈھالیا۔ بیت:

پڑن رقعہ دیا دل جیو کے ہات
کتابت کوں کہتے آدھا ملاقات

عربی میں یوں آئی ہے بات، کہ المکتوب نصف الملاقات۔ اپس میں

اپی فکر کریا، بھی اس میں کیا مکر ہے کر ڈویا - دل نو چیتا، دود کا جلیا چاچھ پھونک پیتا - کہیا وو غصہ کیا تھا یو پیار کیا ہے، ایسے پیار کوں اعتبار کیا ہے - ایسے پیار کوں کون پتیا وے، ایسے پیار تی یک ادھے وقت جیو جاوے - رقعہ کھول پڑیا، اپنا ہاتھ اپی لڑیا کہا غیر پر ھزار ھزار لعنت یو دغا بازی کرنے کا کون وقت - اے تو ایک بلا ھو آئی تھی ناپاک نے جیو پہ لیائی تھی - بیت:

کدھر تی آ کہاں جا مبتلا تھی
نہ تھی بو غیر غیرت کیا بلا تھی

یہاں نہ غیر کا وقت تھا، بارے خیر کا وقت تھا - میرے دل میں ھور شک حسن کے دل میں ھور گمان، یہاں قصہ کچھ کا کچھ ھوا میانے میان - بیت:

جیتی ھمت جتی فکر اب دھرے گا
خدا کے کھیل یاں کوئی کیا کرے گا

دل بی سمجھا کہ گناہ حسن کا نہیں، معشوق جو اتنا منگتے سو بے سبب بیزار ھوتے ہیں کہیں - گناہ اس حرام زادی بد بخت کا ہے، گناہ اس پاپن نے رحم دل سخت کا ہے - دلے پختا چھنال، بہت نازک چلی چال، مکر یا لیں بال، کام خام نہیں ہونے دی، جس سوں کام کری آسے بی خام نہیں ھونے دی - حسن کوں ٹالی رکھوالاں کون بی اچھالی - جھگڑے کا جھگڑا لیائی جھگڑالا کہ بی دونوکوں ملائی - فرد:

یو بلا ہے بری قہر کی جائی   مگر اپنا کمال کون انپڑائی

عجب حکایت کی دھات ہے، یو تو اریخ میں لکھنے کی بات ہے - یو اس کا کچھ کا کچھ ہے خیال، ایسے سوں کوئی کیوں رکھے اپسے سنبھال - چوری ایلاڑ

ہے یو کام چوری تی بی پیلا ڑھے۔ فرد:

ایسے چلنتاں میں کوئی اگر آوے گر فرشتہ اچھے دغا کھاوے

جیوں توڑے تیوں سانڈے، جیوں کھولے تیوں باندھے۔ دل صاف کرنا ہے، ایسی چھناں کوں گناہ معاف کرنا ہے۔ دل نے عاقل نے کامل نے واصل نے، حسن دھن من موھن جگ جیون کوں لکھیا کہ تیری خوبی کی سوں تیری محبوبی کی سوں، تیری مطلوبی کی سوں، تیرے مکھ مقبول کی سوں، تیرے بیس پھول کی سوں، تیری نت کی سوں۔ تیرے سنت کی سوں۔ تیری متوالی انکھ کی سوں، قبول صورت ناک کی سوں، تیرے اس نازک نرم لعل ھونٹاں کی سوں تیرے ھاتاں کی مہندی لگائی سو اس رنگیلے بوٹاں کی سوں۔ تیرے نباتان دیسے دانتان کی سوں، تیری ابلوچ ویسی باتاں کی سوں۔ تیرے پھولاں دیسے ھاتاں کی سوں، تیری زلفاں کے تاراں کی سوں، تیرے گلے کے ھاراں کی سوں، تیرے چاند دیسے جوبن کی سوں، تیرے چندنی سار کے جھلکتے تن کی سوں۔ تیری شترے دیسی کمر کی سوں، تیری اژدھا دیسی زرکمر کی سوں تیری رانا کی سوں، تیری ساق کی سوں، تیرے شوق ھور اشتیاق کی سوں تیرے پانوں کی سوں۔ توں چلتی ہے سو اس تیرے پاؤں تلے کے ٹھانوں کی سوں۔ فرد:

عشق اب مرتبہ اوپر آیا کس لطافت سوں دل نے سوں کھایا

تیرے کنٹھہ کی سوں، تیرے کنٹھہ مال کی سوں، تیری ٹھڈی کی سوں تیرے گال کی سوں، تیری نازان بھری چال کی سوں، تیرے گھنگر والے بال کی سوں، تیری قبول صورتی کی سوں تیری مدن مورتی کی سوں، تیری دفا کی سوں، تیری جفا کی سوں۔ کہ جو میں یو رقعہ پڑیاں تو سو حصہ اگلا منجے بت کا اثر

چڑیا۔ کہ یہاں نہ گناہ تیرا ہے، نہ کچھ تقصیر میرا ہے۔ بیت:

دو جنیاں میں جو کوئی جدائی بھائے　　　اس اوپر بھی جدائی کیوں نا آئے

اتنا کری سو بو غیر، اتاں جان دی بو بیر۔ جوں ہمیں اپنی محبت میں اڑی تھی تیوں وو اڑو، ہماری جدائی کا یو کلکلاٹ اس پر پڑو۔ اتاں خدا جانتا ہے کہ میرا دل تیرے باب بہت ہے صاف، میرے دل میں تیرے باب نہیں کچھ خلاف۔ اگر سچ پوچھے گی تو اے من موہن پری، اتنا سب تو بچہ کری۔ اگر توں خیال ہور نظر وفا ہور تبسم کوں کہکر منجے دار دیئے بے ہوشی نا پڑتی، تو منج پر ہور تجپر ایتی بلا کی آتی۔ توں کرنے گئی چھند، غیر نے وہاں اپس کوں کری بند۔ ایسچ تی کہتے ہیں کہ عورت ناقص عقل ہے یو قدیم نقل ہے۔ جیتا عقل مند ہوئی تو بی عورت کی ذات، کیا اعتبار ہے عورت کی بات۔ عورت اپنے گھر دار کوں خوب ہے۔ عورت ساگ بھاری لبوار کوں خوب ہے۔ گھر کا دھندا اس کا کام ہے، بعض دھندے کا اسے کیا فام ہے۔ چار ہاتاں کرنے تی دور اندیشی ہوتی ہے، ادھر اُدھر کہانی حکایتاں کرنے تی دور اندیشی ہوتی ہے۔ پیش بینی عورتاں کتیاں کہ جینا بہت مشکل کہ جوں جیتے، جنوں کوں عاقل کہتے، ویسے علاقاں اس دریا میں غوطے کھائے ہیں، کوی موتی پائے ہیں، کوئی خالی ہات آئے ہیں۔ عورت کی ذات ہزار اپس کوں بنوائے تو کیا ہوا، بھولے چوکے یک آدھی بات آئی تو کیا ہوا۔ گھر کی رہن ہاری، گھر کا خبرا سے معلوم بھار کے کاماں کیا جانتی بچاری۔ محبوب کی بات، پھول کا پات، کملاتے بار نہیں، باس نکل جاتے بار نہیں۔ باؤ بارا اس باؤ بارے پر کیوں کرنا پتیارا۔ دانش مند جو کچھ اپے جانتا سو جانتا یو بی محبوب ہے، محبوب کی ہر ایک بات سنتا تو گزرانتا۔ عورت خوب عورتاں میں جس کی رقوم، وو تو النادر کالمعدوم۔ جس کوں خدا دیا مان، جس کوں خدا

کا دصیان، جس کوں خدا کی پچھان، جس کا روشن ایمان، جس کا بڑا گیان چتر سگھڑ سجان - بارے دل کہیا، قصا عجب کھڑیا، چور پر مور پڑیا- توں اگر اس وصال کے پچھے پر آکر سوتی، تو اس غیر کوں فرصت کہاں تی ھوتی۔ ھوشیاری سوں ہلاتی، تو اس غیر کے ھات تی کی دغا کھاتی - فرد:

کسے کیا بولنا کسے کیا فام — اپنی بد سوں کئے سو توں یو کام

اما جیتے اس معاملے میں رہتے ہیں، اس قصے میں یوں کہتے ھیں - کہ عقل بادشاہ جو شکست کھایا، پھر کر شہر بدن میں آیا، خدا جانے کدھر جا موں چھپایا - دل تیر کھا اڑیا، جھگڑے میں گھوڑے پر تی پڑیا. صبر کہ عقل کا سر لشکر تھا، بہت دلاور تھا، جو عشق کے لشکر تی موڑ کھایا، شہر ھدایت کوں آیا - ھمت کوں بولیا کہ دل تو زخمی ھو کر پڑیا، حسن کے ھات چڑیا۔ عقل شکست کھا کر تائب ھوا، خدا جانے کدھر غائب ھوا - جو کچھ قضا تھی سو ھوئی، خدا کی رضا تھی سو ھوئی - ھمت نے، پر معرفت نے، سر دھن کر کہیا کہ عقل کا منچ پر حق بہت ہے، مطلق بہت ھے - شرطِ یاری یوں ھے. روش دوست داری یوں ھے کہ اس وقت عقل ھور دل کی خبر لینا انوں کیوں تقوا دینا - بیت:

جس پر جو کوئی پیار رکھتا ھے
حق یاری وو یار رکھتا ھے

کیا جانے انو کا کیا حال ھے، اجھوں کون کون ان کے دنبال ھے بارے اس وقت کچھ یاری کریں، مددگاری کریں - کچھ نیک و بد ھوا اچھے گا تو، کام زد ھوا اچھے گا تو، معاملہ رد ھوا اچھے گا تو، عشق کے لشکر سوں بی پھر کر جھگڑا کریں، رگڑا کریں، یک نا نوں کریں مارین یا مریں

همت یو بات کر ھوا ھات کر، اپنا لشکر مستعد کیا ھنور تی ایک ایک کی گنتی لیا، چاروں طرف تی اُٹھیاں فوجاں، جانو تہر کے دریا کی موجاں شہر دیدار کی طرف چلیا، عجائب گلزار طرف چلیا، جانو ڈونگر ھلیا، ہزاریں ہزار خلق کھلبلیا۔ کتیک دیساں کوں قامت کے بوستاں میں آیا، بھائی کوں عقل ھور دل کا احوال پوچھیا گلے لایا۔ فرد:

لبعضے یاراں تی جیو ھے بے زار
وقت پر آکھڑا رھیا سو یار

قامت بولیا کہ اے همت، تو خوب یو پوچھیا بجز ھزار رحمت آدمی کی ذات میں اتنی اچھنا اصالت نیں تو اصیل ھور کم ذات میں کیا فرق، بھلے ھور برے کی بات میں کیا فرق۔ بے وفا ھور وفادار کوں کیوں کر جاننا، یار ھور اغیار کو کیونکر جاننا۔ ایمان کا آدمی ھور بے ایمان کا آدمی یہا نچ دستا ھے، نشان کا آدمی ھور بے نشان کا آدمی یہا نچ دستا ھے۔ عقل بادشاہ نے ایتیاں کوں لیا دیا، کھلایا پلایا، ولے اس وقت اُسے پوچھنے تجہ بغیر یہاں کون آیا۔ جوں اس کی خاطر تیرا دل تملیا، تیوں دسرے کا دل نہیں جلیا۔ جوں اس کی خاطر توں جلیا، تیوں دسرا نہیں تلملیا۔ ایتاں کیا پوچھنا اس کا حال آج یک سال ھے، کہ دل ھجراں کے کوٹ میں بہت بدحال ھے ھور عقل بی شہر بدن کوں گیا ھے، اپنے قدیم وطن کوں گیا ھے۔ عشق کا بہت لشکر ھے، عشق بہت زور آور ھے۔ عشق سوں جیتا کوئی لڑیگا پورا نا پڑے گا۔ عشق سوں مل چلے تو چہ نفا ھے، نہیں تو بہت جفا ھے۔ عشق تی لڑ کر کیا کیا، جھگڑ کر کیا کیا۔ اپس کوں خراب کیا، اپنا لشکر خراب

کیا، اپنا گھر خراب کیا، لڑکر کیا پایا، اپنا بھرم گنوایا ۔شرم کوں بول لایا، خدا کی خلق کوں دکھایا، بہت آخر پچتایا۔ ضرور کوں لڑنا کہیں کہے ہیں، ضرور کوں جھگڑنا کہیں کہے ہیں۔ بیت:

عقل سو لڑ اول عقل سوں بچار — عقل جاں نا چلے وہاں تروار

عاقلاں نے بی یوں کئے، کہ آخرالدوا الکے۔ یعنی جو درد داروتی خوب نہیں ہوتا اُسے داغ دینا، یو بات اتی کہے کہ اس بات تی کوئی کچھ بند لینا۔ ایک بات تمے میری فام کر، جتنا سکے گا اُتنا دوستی سوں کام کر۔ عشق بہت بڑا پادشاہ زور آور، سیج سوں لڑ عقل تے نکو پڑ ٹک ملاحظہ کر۔ فارسی میں کتا ہے۔ فرد:

ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد — چناں افتد کہ ہرگز بر نخیزد

ضرور کوں جیو پر آئے تو کوئی ٹھوے پر ہات بھانا جیبچہ ٹھوے پر ہات بھانا، نیں سو بلا جیو پر لیانا۔ یو کیا فام ہے، یو کیا کام ہے۔ توں لڑے گا ہمت ہے، ولے اس کام میں بہت زحمت ہے۔ اس فام میں نکو پڑ، نکو لڑ، نکو جھگڑ۔ صلح سوں کام کرنا ہوئے تو لڑنا۔ تدبیر نا چلے تو جھگڑنا۔ خدا نے عقل دیا ہے فام، جو کچھ عقل میں درست آتا دخوب ہے کام۔ یو عقل تھا اُسے کیوں بھایا، غیر مستعدی سوں عشق پر چل کر آیا۔ ایتا عاقل تھا، ولے خوب لوگاں ملانے تی غافل تھا اگر خوب لوگاں ملاتا تو کچھ تو بی آسودگی ہوتی ایتا جفا نا پاتا۔ توں بی لڑنے منگتا ہے ہمت ہے لڑے گا دلاور ہے نر ہے، ولے اس لڑنے تی نا لڑے تو بہتر ہے۔ یکا یک جھگڑنے کی نکو کر فام، شاید جھگڑنے تی صلح توں بہتر ہوے کام۔ لڑائی کوں نکو کر بہت اضطراب بہوتاں، کا ہوے گا گھر خراب۔ توں ایک جیو تیرا تو

سہل ہے اپنا عالم پر بلا بھانا جہل ہے۔ عشق کا لشکر بہت سے بہ نہایت جدہر دیکھیں گے اُدہر اس کی ولایت۔ فرد:۔

عقل کرتی ہے سب آتا یو بچار
لڑ کے مرنے کوں کیا ہے کیتی بار

اتنے اتنے کوں لڑنے کی جیٹ خوب نہیں، بہو تیجہ آپ خودی بہو بجہٹ خوب نہیں۔ بڑے ڈونگر پر نھنا ڈونگر پڑے پھٹرتی پھتر جدا ہوے نھنا ڈونگر بالو ہو کر سب جھڑے۔ میری بات توں نام کر، توں تو ہمت ہے دے ہنر سوں کچھ کام کر۔ لاعلاجی پر کیا نھنا کیا بڑا، واں خدا سب جا گا حاضر کھڑا۔ وقت پر خلا تھوڑیاں کے ادھر ہوتا ہے، اعتقاد جوڑیاں کے اُدھر ہوتا ہے۔ وو بات جدا ہے، بچھیں خدا ہے۔ سست میں پیٹ رگڑ کر سول اٹھانا، عاقل ہور یو کام کیا مانا۔ عقل ہور ہمت دونوں مل کر کچھ کام کر رہا ہے، جاں یکیلے ہمتیچ ہے عقل نہیں واں مرنا حافظ کتا ہے فرد:۔

حسنت باتفاق ملاحت جہاں گرفت
آرے باتفاق جہاں می تواں گرفت

اپتال تدبیر اس کی یو ہے کہ عشقیچہ سوں عشق لانا، عشقیچہ کوں سمجھانا، عشقیچہ کوں اپنا کرنا، عشقیچہ کوں منانا۔ عشق کوں اپس سوں راضی کرلینا، اپنی ہیش بازی کرلینا۔ اگر عشق کنے یوں التجا لیاے گا، عشق بہت بڑا بادشاہ تیری مراد کوں تجھے اپنڑ لئے گا، توں اپنی مراد پائے گا۔ عشق کوں بہت بھائے گا بہت خوش آئے گا۔ دوستی سوں ہیش آنا کچھ عیب نہیں ہے، جوں خویشاں سوں خویش آنا کچھ عیب نہیں ہے۔ دنیا میں آشنائی ہور مروت بی اچھنی

ہے، مہر ہور محبت بی اچھتی ہے۔ اگر کوئی بڑے کی ادب رکھیا تو کھنا نہیں ہوتا، نیں رکھیا تو کسی کے کام ہیں منا نہیں ہوتا۔ بڑیاں کی ادب رکھنا اپنی بڑائی ہے، ہور بڑیاں تی آئی ہے، ہور بڑائی تھناں کوں بڑیاں کوں سب کوں بھائی ہے۔ بیت :-

عشق سوں کچھ علاج چلتا نہیں

عشق سوں صلح باج چلتا نہیں

عشق جاگتا، ہر گز نیں سوتا، عشق صاحب قدرت عشق تی سب کچھ ہوتا۔ ہمت کہیا جو کوئی مرد ہے وو لڑنہارا چہ ہے، دشمن پر جاکر لڑنہارا چہ ہے۔ لڑ تیچہ پر آیا تو کیا پیچھے جاتا ہے۔ وے قامت کا اندیشہ مجھے بہت بھاتا ہے۔ قامت بہت عقلمند ہے، قامت کنے بہت عقل کا بند ہے۔ جو کچھ قامت کہیا سب وو پسند ہے۔ قامت ہمت کا بھائی، قامت کی نصیحت ہمت کی خاطر آئی۔ ہمت لشکر سب اپنا قامت کنے چھوڑیا قامت کے کہے پر عشق سوں عشق جوڑیا۔ ہمت دانش میں آکر، دنیا کا عالم خاطر لیا کر عشق سوں ملیا جاکر۔ دل کا کپٹ دور کیا ہٹ دور کیا۔ عشق پر اعتقاد لیایا عشق کوں بہت بھایا عشق نے ہمت کوں گلے لایا۔ عشق کوں ہمت پر بہت مہر آئی، بچی بات سب کسے بھائی۔ رہنے کو عجائب نادر ایک جاگا دیا بہت تواضع بہت تعظیم کیا۔ باٹ کی ماندگی جیری تھی سو اس کا اتار ہوا، ہمت کا دل جمع خاطر قرار ہوا۔ فرد :-

عشق و ہمت یو دو ملے جس ٹھار

کام کرتا تمام واں کرتار

پچھیں عشق نے اسے ایک رات خلوت میں بلایا، ہمت نے کئی

باتاں، ادھر ادھر کیاں جدھر تدھر کیاں سنایا۔ اس باتاں میں عقل ہور دل کی بی بات لیا یا ہو۔ اس رضا سوں خاطر نشاں کیا ہور یوں سمجایا، کہ عشق بہت خوش ہوکر راضی ہوا عشق کوں بہت خوش آیا۔ آخر قرار یوں ہوا مدار یوں ہوا کہ عشق بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے گھر کی عقل کوں۔ وزیری دینا سب پر امیری دینا۔ عشق جیسے بادشاہ کوں عقل جیسا وزیر ہونا اس آفتاب کوں ایسا بدر منیر ہونا، ایسا صاحب ضمیر ہونا، ایسا صاحب تدبیر ہونا۔ دلاور لوگاں کی صحبت نہیں بھائی بادشاہی جاکر وزیری آئی۔ وہم نے ہانکاں مار مار دکھلایا راہ، عقل نہیں چلیا وہم کا کیا گناہ، جاں بادشاہی ہے واں دلاور لوگاں بہت درکار ہیں، دلاور لوگ ایک وقت کے یار ہیں یاری سوں آخر جوں تیوں بہت سے کام کیا، عقل کی قدرت عقل کی عقل خام کیا۔ خیر سوں گزر لینا اپنا نام کیا۔ اگرلے دعوا ناجا نا تو کیا جانے عقل پر کیا دکھ آتا۔ جیونے پاتا یا نپاتا۔

فرد:۔

کام کر نیں سکیا عقل کا پھیر
عشق آخر کیا عقل کوں زیر

عشق بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ نے اپنے ہور خورشید چہر سر لشکر کوں، دلاور نر کوں فرمایا کہ شہر بدن کوں بیگ جا ہور عقل کوں بہت دلاسا دے کر، بہت دل ہات لے کر عزت سوں حرمت سوں ہور سوں محبت سوں مروت سوں سمجا کر منج لگ لے کر آ ہور کہہ کہ دل آزردہ نکو کر وقت پر نظر دھر۔ اے دنیا کدھیں زیر کدھیں زبر کدھیں تلے کدھیں اُپر۔ کدھیں پیش کدھیں پس کدھیں رس کدھیں بکس۔ اتیاں ہمنا تیا نا کچھ بات کا دغدغا دل میں نالیانا۔ تو ہمیں بھائی ہے، ہمنا تمنا میں کیا جدائی ہے۔ ہماری وزیری تیری بادشاہی تی کچھ کم نہیں، دل خوش رکھو کچھ غم نہیں۔ اس وزیری میں

بی عالم ہے، دنیا کا جینا ایک دم ہے۔ میرا ایک حکم ہے میانے، باقی دولت کوں جانے۔ عذر ہرگز نا کرنا، بیگ ادھر رخ دھرنا۔ توجہ دھرنا۔ پھر یو بات سن عشق کوں سجود تسلیم کر شہر بدن کوں روانہ ہوا، بہت بیگ بیگ چلیا بہت بیگچہ جانا ہوا۔ عقل سوں ملاقات کیا۔ جو عشق کہیا تھا سو بات کیا۔ عقل نے دل کا پوچھیا احوال، پھر نے کیا دل بی ہے خوش حال تیرا بی بلند ہوا اقبال۔ کچھ غم نکو کرا، الم نکو کر۔ کر اب آنند بڈھائی، تیری مقصود حاصل ہوئی، مراد بر آئی۔ عقل اندیش دیکھیا کر لشکر ٹوٹیا، بادشاہی کا بند چھوٹیا۔ پھر رٹنے کا سکت نہیں، تدبیر کوں بی گت نہیں۔ خلق پریشان بیدل، کسی سوں ایک نہیں رہتی مل، کام بہو تیچہ ہوا ہے مشکل۔ ملک سب چھوٹیا۔ لشکر کا اتفاق ٹوٹیا۔ ملک ہوا پراگندہ۔ صاحب ہو کر بیٹھیا ہر یک بندہ۔ گھر گھر امیر گھر گھر راجہ ت گھر گھر تدبیر۔ ہر کوئی سر خود[^1] کوئی نہیں سنتا کسی بد۔ جسے دیکھتا ہوں وو دل میں بدنیت دھرتا، نعوداں سوں پکڑ دینے کی فکر کرتا۔ عشق پادشاہ سوں بہت ڈرتا۔ لوگاں نے ایمان بدلاتے، دل پہ بے ایمانی لاتے، حرام خوری پر آتے، نمک آج لگن حرام کھاتے۔ کس مسلمان میں مسلمانی پنا نہیں رہیا۔ جب بے ایمان ہوئے ایمانی پنا نہیں سہیا جیو سبنے گتے تھے جو کام پڑے، وو دوست سب دشمن ہو کر کھڑے ستارے نے امداد چھوڑیا فلک نے یاری توڑیا۔ اتال پھر پڑے بخت اتال کاں کی پادشاہی کاں کا تخت۔ عشق سوں ملنیچہ میں نفا ہے۔ نہیں تو ایک اپے کیا کہ سارے عالم پر جفا ہے۔ عشق کوں چھوڑے کنیں ٹھار نہیں۔ عشق کوں چھوڑے تو آخر بھلی بار نہیں۔ کہیا بہت خوب اے واللہ بسم اللہ۔ ہمیں دونوں مل جاویں، کیا کریں ضرور ہے عشق کیا فرمانا سو خاطر

---

[^1]: بسر خود

لیا دیں۔ عشق سوں ملاقات کریں، اپنے جیو کے بارے بات کریں۔ پیلاڑ جوں اِچھے گی قضا، تیوں خدا کی رضا۔ پھر سرلشکر کے سنگات عقل بی بے اختیار ہو کر راتیں رات عشق کے حضور آیا، دیدے دیدار سوں لایا۔ دکھا دیا دست بوسی کیا۔ عشق کوں بی بہت بھایا، عشق نے بی عقل کوں گلے لایا۔ دلاسا دیا بہت بہت سمجھایا۔ کہا اتال ہیں بادشاہ توں وزیر، تیرے ہاتھ میں دیا اپنا ملک اپنی سب تدبیر۔ تجے بھاتی سو کر، تیری عقل میں آئے سو کر۔ میں مست ہوں لااوبالی ہوں میری نگہبانی میں اچھو میں بی بے پرواخیالی ہوں میری فکر زندگانی میں اچھ۔ میں ہور شراب راگ ہور محبوب، میں عشق ہوں منجے یو چہ خوب۔ باقی کا دردسر توں جانے، یو دردسر منج لگ نکو دے آنے۔ منگتا ہوں اس دنیا میں دو دیس بے غم ہو بھوں، جوں پادشاہ عالم ہوں تیوں پادشاہ عالم ہو اچھوں۔ کو لگ اس دنیا میں گرفتار ہو اچھنا، اپنے دل کی خوشی تی بیزار ہو اچھنا صبا اٹھ کر یو لوگاں کا کچاٹ، دل وازآیا ہے بہت پڑیا ہے اچاٹ۔ کس کس سوں جنگ کیں کیں سوں آشتی کروں، کیتاں کوں سمجاؤں کیتاں کی دلداشتی کروں۔ جنم یو نچہ کیا برباد، نا دِل کی خوشی نا خدا کا یاد۔ یتی آرزو سوں دنیا میں آنا ہور تخت پر بیٹھ اِدھر اُدھر کا غم کھانا۔ جو خوشی جادے ہور غم آدے یاد، تو تخت پر بیٹھی کا کیا سواد۔ ایدھر کی بانگ اُدھر کا پکار، ملک میں غوغا ٹھار ٹھار۔ یو مغز خالی کرنا ہے، یو لوگاں کی حمالی کرنا ہے۔ تخت پر بیٹھے تو کیا بادشاہی آئی عیش و عشرت کی نانوں ہے بادشاہی۔ جنس جنس کی خبراں لیاتے ہیں تخت پر بیٹھے ہیں ہوا عالم عالم غم کھاتے ہیں۔ غم کھا کر پیٹ بھرے ایتاں خوشی کون کرے۔ دو دیس

کی دنیا بادشاہاں کے گھر میں دایم دھنگانا اچھنا، دایم ہنسنا کھیلنا لینا دینا پینا کھانا اچھنا، گانا بجانا اچھنا۔ گھر ایک جاترا ایک ہاٹ ہور رہنا، رات دیس تمتماٹ ہور رہنا۔ ایک بات ہے نام، اوّل خوشی بعد از ہر ایک کام۔ بادشاہ کا گھر بادشاہ کے جیسا دِسنا۔ شمس کا پرتو قمر جیسا دستا۔ بادشاہ کے گھر میں کوئی آئے تو یوں اچھنا جانو میزبانی کوں آیا ہے، غم کوں بسر جاوے جانو شادمانی کوں آیا ہے، دنیا کی بہشت ہے بادشاہ کا گھر، نہ کہ بادشاہ کے گھر میں آئے بی دردسر ہیں مکدر۔ نیم ہور دھرم کی ناتوں بادشاہی ہے۔ بخشش ہور کرم کی ناتوں بادشاہی ہے۔ بادشاہی آتی تبے بادشاہی کر جاننا مشکل ہے۔ یوں جوں لشکری پنے کی جھڑتی دیتا تیوں بادشاہ بی بادشاہی کی جھڑتی دینا ہے، یعنی عدل ہور انصاف کرنا ہے۔ خلق کوں آسودہ رکھنا ہے، خلق کوں مراد کوں انپڑانا ہے، خلق کی دعا لینا ہے۔ خلق تی خدا نہیں ہے جدا کہیچہ ہیں کہ خدا با خلق خلق با خدا۔ بادشاہ اپنا دھونڈا دھونڈا کر اپنا حق خلق پاس تی لے کر مال جوڑے گا، اگر کیں جو کیا تو خلق بی برا بولے گا خلق کیا چھوڑے گا۔ اس تی کہیں ہیں کہ عدل انصاف کچھ خوب ہے ہر ایک کام صاف کچھ خوب ہے۔ حق پر جو کچھ کیے وو سوادہے، وو ظلم نہیں عین دادہے۔ خلیفہ یعنی خدا کی جاگا کا بیٹھن ہار، ہر ایک بات کوں حق کو کرنا پوچ بچار۔ جان تے بھنے اور بڑے کا ملاحظہ مبانے میان آیا، پچھیں اسے کیوں کہنا خدا کا سایہ۔ جلنتے بادشاہ نے خدا کوں چھوڑ دسرے کوں ڈرایا۔ بادشاہی کا سوادبی گنوایا اپنا کام بی ضایع کریا۔ بادشاہ ہور دسرے کا ڈر، نزدیک کے لوگاں کوں جیؤ کا ضرر۔ بادشاہ جو اپنی بات پر قائم اچھے، نزدیک لوگاں کوں بی عزت دایم

لچھے۔ اگر کوئی کس پر تہمت رچے کوئی کس پر سٹی بھانا، اس وقت خدا کوں میانے میان لاتا۔ البتہ دل مہردان ہوے گا، خلق پر کام آسان ہوے گا یو خدا کا خلیفہ سا دس آے گا، اس کا چلنت بی خدا کوں بھلیگا پادشاہاں جو ایک عہدہ کسی کوں دیتے ہیں تو ہزار ہزار جنس سوں اسکی خبر لیتے ہیں۔ خدا جو پادشاہاں کوں پادشاہی دیتا ہے خلق کوں کیوں پالتے کر خبر نیں لیتا ہے جو پادشاہاں کوں اپنے عہدہ دار پاس تی حساب لینا ہے، تیوں وہاں بی انوں پر پیچ بچار ہے یک یک جواب دینا ہے۔ یہاں حق چلنا حق پر دل دھرنا ہے، پادشاہی کرنا خدائی کرنا ہے۔ پادشاہی بہت بڑا عمل ہے، سب عملاں میں اول ہے۔ پاک نیت پادشاہاں کا کعبہ، عدل و انصاف پادشاہاں کا روزہ نماز، سخاوت پادشاہاں کی حج سمج، دعاے خلق پادشاہاں کا عمر دراز۔ پاک نیت عدل انصاف ہور سخاوت، یو پادشاہاں کی عبادت۔ وضو کر چار سجدے کرنے ہر کوئی سکتا ہے، دے عدل ہور انصاف ہور سخاوت کی قدرت کون رکھتا ہے۔ پادشاہاں اپنی عبادت نا کر دسریاں کی عبادت کرتے اپنی عبادت جو عرش پر سجدہ قبول پڑتا ہے سو بسرتے۔ پادشاہاں کوں اگر عدل ہور انصاف ہور سخاوت پر نا اچھے دل تو ہاتھ موں دھو کر چار سجدے کرنے تی کیا حاصل۔ یو عبادت مسکیناں غریباں فقیراں کرنا، غماں نامراداں بے کساں حقیراں کرنا۔ نہ کہ پادشاہاں اتنیچ پر اپنی عبادت نباڑنا باقی کاماں تے ہاتھ جھاڑنا۔ اپنی خوشی کوں سجدے کریں گے تو کرو، دے عبادت کہتے ہیں کر دل پر خیال نکو دھرو۔ جو اول مذکور ہوا کہ پادشاہاں کی عبادت یعنی عدل انصاف ہور سخاوت۔ پادشاہاں مظہر اعظم ہیں، دنیا

ہیں بہت مکرم ہیں۔ انوں کی عبادت انوں کی ایسی اچھنا، نہ کہ بعضی خلق جیسی اچھنا یہاں بول کسی پر کیا دھرنا ہے۔ اپنا انصاف ابیچہ کرنا ہے۔ یو عبادت چار سجدے کر خلق کوں دکھلانا ہے، خدا ہور رسول کو پھسلانا ہے۔ دے انوں پھسلائے کیوں جاتے ہیں۔ ذرے ذرے کے حساب پر آتے ہیں۔ جو کوئی تیا دیویگا، سو حساب لکھنا لیوے گا۔ یو پادشاہی بی خدا کا ایک عہدا عمل ہے، یو عہدا عمل کیا آسان ہے بہت خلل ہے۔ جنوں کوں کچھ نہیں دیئے ہیں اپنی مشقت کر یک ٹکڑا کھاتے ہیں، آں بچاریاں پر بھی ہزار ہزار تقصیراں ہزار ہزار جفایاں۔ ہزار ہزار تغادے لیا تے ہیں۔ یو خدا کا کارخانہ ہے، پچھیں کسے نوازنے پر آئے تو وہاں ایک بہانہ ہے۔ اپنا جیو خوش تو زمین آسمان خوش، اپنا جیو خوش تو سب جہان خوش۔ دنیا میں ایے ہور اپنا نام ہے، اپنا جیو خوش رکھنا بڑا کام ہے جسے پادشاہی کتے سو وو پادشاہی جد ہے۔ اپناں منجے تجہ جیسا وزیر ملیا ہے خدا ہے۔ مدد رب ہوا ہے۔ بارے اپناں کچھ سبب ہوا ہے۔ خدا سبب ساز خدا بندی کوں خوش کرتا نواز۔

القصہ بارے آخر جس وقت کہ عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کی عقل پر وزیری مقرر ہوئی، امیری مقرر ہوی، عشق پادشاہ عالم پناہ ہمت کوں فرمایا کہ دل کو ہجراں کے کوٹ میں رقیب نے دند سوں بند کیا ہے، بہت خوار کر آزار دیا ہے۔ توں جا کر، خاطر لیا کر، دل کوں۔ عاشق کامل کوں اس ناقص کامل کوں وہاں تی میرے حضور لیا، ہور اس کے پانوں میں بند کا ڈکر اس رقیب بے نصیب کے پانوں میں بھا۔ ہور غیر کو اس کی دختر ہے، ید اختر ہے، لڑنے میں بہت ماہر ہے، اسے

بی قلب جا گئے ہیں قید کر کر آ۔ جو وہاں تی کہیں نکل نا جاوے، وو کہیں جھانکنے کی فرصت نا پاوے، وو بہت بری ہے، شکر کی چھری ہے۔ جان جائیگی واں بلا بسائے گی۔ ہمت نے عشق پادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ کوں سلام کیا، مدعا سب خام کیا۔ ہجراں کے کوٹ کوں چلیا، جوں باراں نواں میں ڈھلیا۔ وہاں جا کر لڑ کر جھگڑ کر کوٹ لیا، جھگڑا فتح کیا۔ دل کوں اس کوٹ میں تی بھار لیایا، دل کے پانوں میں کا بند کاڑ کر اس رقیب بے نصیب کے پانوں میں بھایا۔ ہور غیر کوں بی پرانے گھر میں شیطاناں کے گزر میں چھوڑیا، چاروں طرف تی کانٹا چینتا دروازاں کے پاٹاں جوڑیا کہ دسری بار ایسی شیطانگی نہ کرے، وو دیس ادب پاوے ٹک ڈرے۔ غیر خاطر بی جیو تلملتا۔ وے کیا کرنا دنیا کا کام ہے ادب کیئے باج نہیں چلتا۔ کیا خوب عقل آئی، غیر نے جیسا کری ویسا پائی۔ پچھیں ہمت نے دن کوں عاشق کامل کوں واصل کوں بہت یاری سوں بہت دوست داری سوں عشق پادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ کے حضور لیایا۔ دل کوں ہور عقل کوں ہور عشق کوں ایک جا گا لایا۔ یوں سب جمع سنگے، ایکس کے ایک گلے لگے۔ کیا عداوت ہور ہٹ دور رہیا سب کوڑ کپٹ دور ہوا۔ فتوا لوٹیا حرکت بھاگی، دشمنی تی دوستی جاگی، آخر عقل ہور عشق ہور ہمت پل اندیشے کہ دل حسن سوں عقد کرنا اس کام پر جد دھرنا۔ کہ دل نے حسن خاطر بہت جفا دیکھیا ہے، بہت سو سیا ہے۔ سب ملے سب ہوئے خوش حال کہے اپتال دل کوں نا بسرنا، یو کام اندیشے ہیں سو کرنا۔ اس کام کوں سب قرار دیئے بیاہ کا کاج مانڈے ڈیرے ٹھایں ٹھار دیے۔ گھر سنوارے جاگا جا کا نقش نگارے، حدر بچھاے۔ باجے رنجا آ رہی میکا پاتراں آ کر ناچے۔ ٹھاریں ٹھار آرائش کیئے

دل سورج کا حسن چاند سوں جلوہ دیئے۔ ناز غمزا عشوا لطافت ہر چھند
یو چندنیاں ساریاں، اس سورج پر اس چاند پر تارے داریاں۔ عالم
سب ہوا تماشہ مات، دیس تی روشن ہوی رات۔ مشتری تماشہ دیکھنے آئی،
زہرہ نے جلوہ گائی۔ حسن ہور دل کا عقد کیے، سب مل مبارک بادی دیئے۔
اتاں غم بسرنے خاطر، عشرت کی خلوت کرنے خاطر، پھولاں سوں سیج سنوارے
چھپر پلنگ کا پردہ اتارے۔ دو نو دل کھول لیتے گزریا قصہ بول لیتے۔
ایکس کوں ایک گلے تی ایکس پر ایک قربان جاتے۔ ایکس کی خاطر
ایک تر پھرتے ایکس کے پاتاں پڑتے۔ ایکس کوں ایک شرطاں کرتے آہ مارتے اساس
بھرتے۔ ایکس کوں ایک دیکھتے نیند اڑ گئی نیں سوتے، اتاں کی خوشی یاد آئی
تو ہنستے اَوَل کا دُکھیا دآتا تو روتے۔ اپس میں اپے جیوں جانے تیوں
بہت سوادسوں سب رات گزرانے۔ باتوں میں پاتوں سینے سوں سینہ
ادھر پر ادھر ہات ہیں ہات، دونوں مل یوں سوتے جانو ایک وجود
ایک ذات۔ نازاں تی گھونگٹ کھولے، غمزیاں تی باتاں بولے نخراں
کا ہجوم چڑیاں عشواں تی سن آڑیا۔ چھنداں تی جھڑ لایلے چالیاں تی تماشہ
دکھلائے۔ لطافت ذوق میں آئی، دیدیاں کوں بہت رجھائی خوش
نمائی۔ مروت چلنے لگی، محبت آنکھیاں میں گھلنے لگی۔ بنگڑیاں شور کیاں
گھنگرو غل اچائے، کمرتی زرکمر کھلیاں ہاراں سینے پر دند لائے۔ پھولاں
خوے میں بھیگے تو کاتو بچہ کملائے۔ خوشبوئی کی ڈوری چھٹی چوندھر باس
کی دہکار اٹھی۔ دو چار پیالے شراب کے پیئے، دنیا میں جو کچھ کرتے سو گئے
غمزے کیے بلا کیے، بہت غلبلا کیے۔ غنچہ کھلیا پھول ہوا سب تن، سیج
ہوئی گلاں کا چمن۔ الماس سوں کھودے یاقوت کا کھن، بہار نکل آئے

لعل رتن۔ یاقوت کے رنیہ یاں کی طبلی پھٹی، دھن ہانک ماری چلپلا کر اٹھی دِل بادشاہ چتر جوہری بہت شانا، بیندھیا ان بیندھیا موتی کا دانا۔ حسن ناز کرے رونے کے بہانے، دل لگیا گلے لالا سمجھانے۔ روتی تھی سو یکایک ہنس پڑی، ابھی ایس میں دو نچہ گلے لگنے لگی گھڑی گھڑی، بھی وہی محبت وہی پیار، ایکس پر ایک صدقے ایکس پر ایک بلہار۔

الحمدللہ دونوں کوں ہوا وصال، اپنا دل خوش تو سب عالم خوش حال۔ دل کو ملیا جیو کا جانی، یو وصال مبارک یو خوشی ارزانی اتی جفا دل پڑی تو میسّر ہوئی یو وصال کی گھڑی۔ مرداں نے مشقت سوں اُمیّد کے دروازے کھولے ہیں۔ من طلب شیئاً جداً فوجد کر لیجیے ہیں۔ یعنی جو کوئی جس کام جد دھریا، ان نے وو کام کریا۔ بندہ یک دل سوں جو امید کریا، خدا اسے البتہ وو امید دیا۔ بارے آخر دل کی محنت سب فراغت ہوئی، مشقت راحت ہوئی۔ جفا وفا ہو آیا، غم نشاط کا بار لیایا۔ رونا ہنسی کا پینیا لباس، دل گیری خوشحالی ہو رہی پاس۔ دشمنی دوستی ہو آئی، کھٹائی ہیں میٹھائی بھائی۔ پریشان جمعیت کا گی کام، نامرادی مراد ہوئی تمام۔ حسن ہور دل انو دونو کا بیاہ[1] ہوا انو دونو کے عشق کا نیا فہوا۔ جیہیں یک دیس دل ہور ہمت ہور نظر، تینو شراب پئے، تینو مست بے خبر، تماشہ دیکھتے دیکھتے رخسار کے گلزار میں آئے، دھن آب حیات کا چشمہ پائے۔ وہاں دیکھتے ہیں ایک پیر سبز پوش، کلاہ زرتار بنا گوش، صاحب ہوش، اس چشمے پر کھڑا اُڈتا ہے، جو کوئی اسے دیکھیا دو کھلتا ہے۔ دو پیر سو مکرہ یکا پاپج، بہت خوب داج داج۔ بہت آلا چاروں طرف ہرے نور کا اجالا۔ دیکھتیچہ جیو جاتا

---

[1] بیاہ

بھی آتا، یوں دیکھنا عاشق کوں بہت بھاتا۔ اگر یو آبِ حیات یوں
جیوتا کرے گا تو ایک بار کیا کہ عاشق ہر روز ہزار ہزار بار مرے گا آب
حیات کا مدد ہر دم، اتاں عاشق کوں مرنے کا کیا غم۔ ہو ساں سوں
مرنے آتا، ہزار ہزار کچھ فکراں کرنے آتا۔ ہمت بولیا دل کوں کرائے
دل یہاں کچھ چیت دھر، اس پیر سوں روشن ضمیر سوں قدم بوسی
کر یو پیر خضر پیغمبر ہے، آبِ حیات کے چشمے پہ ہے۔ دل نے جوں ہمت
بولیا تھا تیونچہ دوڑ کر اس پیر کی قدمبوسی گیا، ادب سوں نزدیک بیٹھیا
اس پیر کی دعا لیا، جو دل کے دل میں راز کا خیال آیا، خضر نے بی انکھیاں
سوں دو ونچہ اشارت دیکھلایا۔ دل ہور انکھیاں سوں بات ہوئی، دے
دنبات دونو کے سات ہوئی۔ خضر تی فیض دل کوں انپڑیاں اپنی مراد
کی منزل کوں انپڑیا۔ دل نے خاطر قرار کیا، گھر دار کیا روزگار کیا۔ دل
کو فرزنداں ہوتے۔ فرزنداں خردمنداں ہوئے، اس فرزنداں میں کا بڑا
فرزند سو یو کتاب، لائق قابل مستند ہر باب۔ اپنے وقت کا لقمان
افلاطون، اپنے وقت کا خرد فرہاد مجنوں۔ اپنے وقت کا خاقانی، انوری
سعدی۔ اپنے وقت کا ظہیر کمال سلیمان اپنے وقت کا ہر ایک بات کا ہادی۔ کلام کا
صاحب، خام کا صاحب، الہام کا صاحب، ہریک کام کا صاحب، روشن ضمیر صاحب تدبیر
ہر فن میں ماہر، چھپیا سب اس کے آگے ظاہر۔ خدا کا داصل صاحب دل عاشقاں
کا رہنما صاحب حال صاحب حاصل۔ ہاتفِ غیب کا آواز، محرم اسرار
محرم راز۔ رانداراں کا آدھار۔ عاشقاں کے جیواں کا یار، مجلس کا سنگھا،
دل کے باغ کا بہار، سرتی پانوں لگ گلزار۔ پادشاہاں کی مجلس میں
بھرے موتیاں کے دریا میں ترے۔ عاشقاں کا دل بہلاتا معشوقاں کوں

تیاتا، سب کے دل کوں بھاتا۔ بہت خوش شکل بہت خوش رو پادشاہاں کوں اس کے دیکھنے کی آرزو۔ ہزار قصے ہزار شعر ہزار لطیفے یاد، جس کے نزدیک سب بیٹھے اس کا دل ہوا شاد۔ سب کے دلاں کا آرام سب کوں اس سوں کام۔ بہت اس میں عقل بہت اس میں فام، سب کام میں تمام۔ جاں یو اچھے واں دلگیری نا آوے، صحبت اس کی سب کوں بھاوے۔ بات اس کی جوں شکر جوں نبات، جو لگن دنیا تو لگن اسے حیات۔ بارے جو وقت تھا ایک ہزار چہل و پنج اس وقت ظہور پکڑیا یو گنج۔ جو کوئی صاحب سخن اچھے گا، جو کوئی صاحب فن اچھے گا اسے یو سخن اثر کرے گا مست بے خبر کرے گا اپنا کرے گا اپنی ادھر کرے گا۔ دو بوجھیگا وو اس بات کی قدر جانے گا۔ ہمنا یاد کرے گا اپنا دل شاد کرے گا۔ دل پرتی جائے گا[لہ] فکر، اسے ہماری لگے گی ذکر۔ ہماری بات کی لطافت کے پیالے کا اثر چڑھے گا، ہزار اعتقاد سوں بدل و جان ہماری سلامتی کی فاتحہ پڑھے گا۔ عجب مرد تھا کہے گا عجب صاحب درد تھا کہے گا۔ عجب کامل تھا کہے گا، عجب واصل تھا کہیگا۔ ہادی ہے کہے گا، منادی ہے کہیگا۔ ہزار شکر کہ بارے الحمد اللہ کتاب تمام ہوا، مقصود حاصل ہوی سب کام ہوا۔ زور سوں نہیں آتا فام۔ سہج سوں آلگتا کام۔ اتال جوں حسن ہور دل اپنی مراد کوں انپڑے، اپنے کمال اعتقاد کوں انپڑے، تیوں پادشاہ ہور پادشاہ کے دوستاں، پادشاہ کے عزیزاں پادشاہ کے خویشاں قرابتاں پادشاہ کے پیاریاں پیارے، مانتے منگنہارے پادشاہ کے خدمت گاراں

لہ جائیگی کا

دولت خواہاں، دعاگویاں امیدواراں، سب اپنی مراد کوں انپڑو انوں کوں غیب کی نعمت سنپڑو۔ رزق فراخ اچھو، ہمیشہ بعیش عشرت اچھو عمر دراز اچھو، دائم بدولت اچھو، عاقبت بخیر اچھو، ایمان سلامت اچھو۔ آمین یارب العالمین۔

فرہنگ الفاظ سب رس

الف

آبلوچ : مصری

آٹا آٹ : سخت مشکل ، آفت

آجنوں : اب تک

آپستا : خود سر ، خود دار

آرزوماد : آرزومند

آلا ، آلی : اعلا

آنکھی : آنکھ

آنگے : آگے

اُبرنا : ابھرنا ، باقی رہنا

ابھال : بادل ، بارش

ابھالے : چھلانگیں

اپکار : احسان

اپروپ : نادر ، اعلیٰ درجے کا

اپنی وادی پر آنا : اپنی والی پر آنا ، اپنی بات پر اڑنا۔

اتال : اب

اتا : اب

اُتارو : اتارنے والا

اتاریا گیا : مارا گیا

اٹنا : اٹھنا

اجھوں : ابھی

اُچانا : اٹھانا ، بلند کرنا

اُچاٹ : اداسی ، بیزاری

اچھیگا : ہوگا

ادنتری : معلق

ادھر : لب ، ہونٹ

اڑیا : مشکل میں پھنسا ہوا ، مبتلائے مصیبت

اساس : آہ

اگلا : بڑھ کر ، افضل

اگلے : بڑھ کر ، افضل

الابلا لینا : بلائیں لینا ، واری ہونا

امس : ہمت ، حوصلہ

اناجتی : انجان پنے سے ، بے خبری سے

انپڑے : پہنچے

انجاننا : انجان ، نہ جاننے والا

انجھو : آنسو

اندیشا : سوچا

اندیشواں: فکرمند

اندھلا: اندھا

انکڑی: اکڑی

اداسوا: ایرے غیرے

ادتار: اعلا درجے کا

ادتالا: جلدی کرنے والا

ادھرم: بے دھرم، بے ایمان

ادکل: بے کلی، بے قراری

ادلاسا: دلاسا

ادلکھن: بدچلن

ادلالے: چہل، کلیل، جوش

ادلالیاں: چہل، جوش

اتے: اتنے (مذکر)

اتیاں: اتنی (جمع مؤنث)

ایسیچ: ایسے ہی

ایکس: ایک

ایکتل: ایک ذرا

ایلاڑ: ادھر

ب

باٹاں: (باٹ کی جمع) رستے

باج: بغیر

بارا: ہوا

بار: دیر

بارہ باٹے: ٹکڑے ٹکڑے، منتشر مفقود

بانچنا: بچنا

باول: بے وقوف

باندے: بندھے ہوئے

بجاگ: بجوگ، جدائی

بچتر: مصوّر

بدل: لئے، کے واسطے

بڈھاے: بڑھاپے

برلی: نادر، انوکھی

بست: چیز

بسراٹ: بھول، فراموشی

بسلایا: بٹھایا

بسلالیا: بٹھالیا

بسوار: مسالہ

بنبی: خرمن

بندلے: بوندیں

بنگڑیاں: چوڑیاں

بنیچہ: بن یعنی باغ ہی میں

بورٹ، بونٹ: انگلی کا پورا

بول دھرنا: نام رکھنا، الزام دینا

بی: بھی

بے خبراگی: بے خبری

بیٹنا: بیٹھنا
بیگیچ: جلدی

بھ

بھاسی: ڈلے گا
بھاتے.. خواہش، خوشی
بھانا: ڈالنا
بھان: بہن
بھنتر: بھیتر، اندر
بھشت: بڑا ناپاک
بھگنا: سیر ہونا
بھگانا: بھگونا
بھلتا. فریفتہ
بھنور: بھونرا
بھوگنا: عیش کرنا
بھتیں: زمین
بھیاؤ: بیاہ
بھیٹ: خوف

پ

پاچ: ایک قسم کا جواہر، زمرد
پاچ: (مکڑی کا) = مکڑی کا جالا
پاڈنا: ڈالنا
پالیتی: جاسوس، مخبر

پال: مینڈ، کنگرہ، بند
پالشٹ: پلید
پایک: قاصد
پتیارا: اعتبار، بھروسا
پتیانا: اعتماد کرنا
پران: جان
پرتے: بساط، مقدرت
پرس: پارس، پارس پتھر
پرسن: خوش، راضی
پرگٹ: ظاہر
پرگم: متفکر
پڑیا: پڑا
پنچینا: مارنا
پنچی: ماری
پوچ: پوچھ
پہراکر: پہن کر
پیکاں: پیسے
پیکا: پیا
پیکھنا: تماشہ
پیلاڑ: پرے، اُدھر

پھ

پھاندے: پھندے
پھانگیا: بھاگ گیا

پھلنگے : بھاگے
پھراکر : پہن کر
پھکٹ : مفت

ت

تانتا : چرچا
تیرالو : تیراک
تڑپھرنا : بے تاب ہونا
تڑپھرے : بے تاب ہوئے
تغادا : تقاضہ
تغادے : تقاضے
تقاس : تپاس، تلاش
تقوا : ہمت، ڈھارس
تکبگی : بے قراری
تکبگ تکبگ : پریشانی، بے چینی
تلملنا : تلملانا
تھتا ہٹ : ہنگامہ، چہل پہل
تھرٹیا : مٹھا
تولگن : تب تک
تی : سے
تیزی : بازی، گھوڑا
تھنیچی : دھوکا دیا
تھی : سے

ٹ

ٹھنی : ایڑ، ٹھوکر
ٹونیاں : ٹونے یا سحر

ٹھ

ٹھاویں ٹھاؤں : جگہ جگہ
ٹھیل : ٹال مٹول
ٹھیلنا : ٹھکرانا، رد کرنا

ج

جالیا : جلایا
جپنا : یاد کرنا، ذکر کرنا
جترب : شیوا، شعار
جد : جب
جھروتی ہے : کڑتی ہے
جھرونا : پکنا
جڑتے : مقابلہ کرتے
جنگم سدھ : پیر مرشد
جنے : جس نے
جوبن : پستان
جولگن : جب تک
جیتی : جتنی
جیتے : جتنے
جیوداں : جان کی قربانی

جھ

جھاڑ : درخت

جھالاں : چوکڑیاں

جھڑتی دینا : محاسبہ لینا، تلاشی لینا

جھونٹے : چٹیا کے بال

چ

چاڑ :۔ نشان، داغ، چوٹ، سہارا

چاڑی :۔ چغلی

چالے : (چال کی جمع) چال، مکر

چپ : یونہی، بلاوجہ، خواہ مخواہ

چترنا : تصویر کھینچنا

چٹ : چاٹ

چیٹ : ہوس، لالچ

چٹ : فوراً

چٹک لانا : پھسلانا

چر بھرنا : بے تاب و بے قرار ہونا

چڑھے گا : چڑھے گا

چکلنا : دبانا، بھینچنا

چکلیا : بھینچا، زور سے دبایا

چکل کر : بھینچ کر

چکور : ممنون

چلنت : چال چلن

چمٹی : چیونٹی

چوٹر : نقصان، خسارہ

چوسار : ہوشیار، سمجھ دار

چوساری : خبرداری، چوکسی

چوندھر : چاروں طرف

چلینت : فکر

چپنیا : چپٹا، جیسے دیوار چپنا

چھ

چھلتا : چھلکا

چھلے : (واحد چھلا) چھالے

چھندان :۔ ترکیبیں

ح

حیفی : اندھیرا

خ

خواست : خواہش

د

داٹ : مضبوط، گہرا

داڑی : ڈاڑھی

دانا داں : دانے دانے، ٹکڑے ٹکڑے

درس : درشن

درسنی : درشنی

دھڑی مارنا : مٹکا بن جانا! چپ چاپ

چھپکے : بیٹھے رہنا

دسنا: دکھائی دینا

دک: حد، سمت

دگدایا: ڈگمگایا

دند: دشمنی

دندسارتے: دشمنی کرتے

دندسارنا: دشمنی پھیلانا

دندی: دشمن

دورائی: اکائی

دوکال: برا زمانہ، گرانی

دیس: دن

دیس انتر: دیس نکالا

دھ

دھات: قسم، طرح

ڈھاڑ: آفت، مصیبت

دھانا: دوڑنا، لپک کر چلنا

دھتیارے: دھوکے باز، دغاباز

دھرگت: خیر، بھلائی۔

دھنگانا: ہنگامہ، چہل پہل

ڈ

ڈاٹ: مضبوط

ڈونگر: چٹان، پہاڑی

ڈونگی: گہری

ڈھ

ڈھتارے: ڈھیٹ بند، دغاباز

ڈھیگ: ڈھیر، انبار

ر

راجپٹ: حکومت

راسک راس: ٹھیک ٹھیک

رانے: ساندہ

راواں: توتا

رتی: ریت، قول

رج: جوش، جذبہ، عیش پرستی

رچہ: غیرت

رسری: رسی

رقوم: نام، شہرت

رن کھام: میدانِ جنگ کا کھم یعنی بہت بہادر۔

رول: رواں

رولش: روشن

رتیج: شوق، ولولہ

ریل جھیل: ریل پیل

ز

زد: خراب

زیاست: زیادہ

زیاستی: زیادتی۔

س

ساندنا : جوڑنا، تیار کرنا

ساندی : دیوانہ

ساوچیت : محتاط، خبرداری، چوکسی

ستمی : ظالم

ستی بھانا : بہتان لگانا

سٹے (سٹنا) : ڈالنا، گرانا، پھینکنا

سراکر : سراہ کر، تعریف کرکے

سرتیچہ : ابتدا، سے، ازل سے

سرجنہار : پیدا کرنے والا۔

سرنا : تکمیل ہونا، ختم ہونا۔

سری : مانند

سکال : ارزانی، اچھی فصل، اچھا زمانہ۔

سکتا : قادر۔

سگھڑ دل : سگھڑ، باسلیقہ

سلک دینا : منہ لگانا، بے تکلفی

سلگے : ملے ہوئے۔

سم : مانند

سنپڑنا : ہاتھ میں آنا، گرفت میں آنا

سنپڑے : ہاتھ لگے

سُتنا : سونا

سنچرنا : نمودار ہونا، حرکت میں آنا

سنگاتی : ساتھی

سنمکھ : روبرو، سامنے، مقابل۔

سوال : قسمیں، حلف

سوبات : خودغرضی، غرض، مطلب

سوسنا : برداشت کرنا

سیا : سہا

سیک : سیکھ

ش

شانا : سیانا

شرزہ : تیندوا، بگھیلا

ص

صدر : قالین فرش وغیرہ

غ

غلبلال : بے تابی، جوش وخروش

غلغال : غلغلہ، شور، ہنگامہ

ف

فام : فہم، سمجھ

فتوا : تہمت، بہتان۔ فساد۔

ک

کارچ : کانچ

کاڑنا : نکالنا

کاڑی : تنکا

کاڑے : نکالے

کاکلوت : حرص، لالچ
کالویاں : نالے دیاتی کے)
کاں : کہاں
کاندھ : دیوار
کبل : مشکل
کتے : کہتے
کتنیک : کئی ایک، متعدد
کچاٹ : فساد، جھگڑا، ٹنٹا
کچوانا : کچیانا
کدھاں : کب
کدھیں : کہیں
کلانا : جھگڑا کرنا، لڑنا
کلاکتیاں : مکاریاں
کلف : قفل
کلکلانا : شور و غل کرنا، چلانا
کلکلاٹ : بے قراری
کلھیے : کُٹھے
کنگھے : کنگھہ
کنگورا : کنگرا
کنے : پاس، نزدیک
کوں : کو
کوتی : کوتاہ
کوتیاں : کتیاں

کوڑ : بے وقوف، بدنفس
کوٹا : گیدڑ
کولک : کب تک
کولگن : کب تک
کولیاں : گیدڑ (جمع)
کیلی : کنجی
کی : کیوں

کھ

کھان : کھانا
کھڑیا : واقع ہوا
کھساٹیاں : کھوسٹ، بڈھی عورتیں
کھلگا : بھینسا

گ

گاروڑی : مداری، بازی گر
گانڈا : گنا، نیشکر
گڑ دینا : بوسہ دینا
گڑھ : کوٹ، قلعہ
گڑگا : پاجامہ
گلانا : گھولنا، گھلانا
گلنا : گھلنا
گمٹ : گنبد
گمنا : بسر کرنا، وقت گزارنا
گنبھیری : گہرائی، بھاری بھرکم بنا

گوی: شیر کے رہنے کی جگہ

گھ

گھابرا: گھبرایا ہوا، پریشان

گھالنا: ڈالنا

گھالیا: ڈالا

گھانگرا گھول: پریشان

گھٹ: سخت، مضبوط

گھُٹ: گھونٹ

گھرگھالو: گھر برباد کرنے والا

ل

لاٹنا: ذلیل کرنا

لانڈکا: بھیڑیا

لانا: لگانا

لائی: لگائی

لڑلینا: کاٹ لینا

لڑنا: ڈسنا

لکھن: رونق، چال چلن

لکھند: قلابازی

لگن: تک

لوڑنا: طلب کرنا، چاہنا

لوگاں: لوگ

لہوا: لوہا، تلوار

لئی: بہت

لیایا: لے آیا

م

ماتا: مست، مدہوش

ماڑے: ماڑی، بالاخانہ

ماملا: معاملہ

مانا: معنی

مان: عزت، حُرمت

مانڈنا: انجام دینا

مانک: موتی

متا: مجال

متا متے: مشورہ کیا

مردنا: اکڑ اکڑ کر چلنا، ناز سے چلنا۔

مردتی ہے: اکڑ اکڑ کر چلتی ہے

مستید: مستعد

مکری: مکار

منا: منع

منائی: ممانعت

منگنا: چاہنا

منے: میں، درمیان

موہیب: سامان، نقش

موٹھی: مُٹھی

مونچھاں: مونچھیں

موں : منہ

مہرداں : مہربان

میانے : درمیان

میرا : میل

ن

ناٹنا : بھاگنا

ناری : عورت

نانڈنا : زندگی بسر کرنا، سلیقے یا سگھڑاپے سے

ناہوسی : نہ ہوگا

نباڑنا : نبیڑنا

نبتر : بدتر

نپٹ : بالکل

نداں : نادان

نرجیوں : بے جان، مردہ

نرالے : الگ نرالے

نڑری : نرخرہ

نزیک : نزدیک

نس دن : رات دن، شب و روز

نقشاں چیننا : عیب چینی کرنا

نکامی : نکمی

نگہداشتی : خبرگیری، دیکھ بھال

ننگاتا : لوٹنا

نواں : نشیب

نواں نوتی : نیا، تازہ

نواں نیچہ : نشیب ہی

نھاٹنا : بھاگنا

نہی پن : بچپن

نھنواد : بچہ

نیٹ : استقلال، درستی

و

واچ واچ : واہ واہ، خوب خوب

وادی : داؤں

وازہ : بیزار، تنگ، پریشان

واقا : مصیبت، واقعہ

وزا : وضع

وصول : اصول

ھ

ھب : اب

ہیچ : احمق

ہٹ پکڑنا : مضبوطی سے پکڑنا

ھڑے :

ہم : ہمت، حوصلہ، مقابلہ

ہنکارنا : ہانکنا

ہوڑ : شرط، بازی، احمق